دیوان مصباح الطریقت

(فارسی کلام)

فقیر عبدالقادر عرف قادر بخش بیدل

مرتب:

ڈاکٹر خضر نوشاہی

بیدل یادگار کامیٹی

2011ء

دیوان مصباح الطریقت

(فارسی کلام)

فقیر عبدالقادر عرف قادر بخش بیدل

مرتب:

ڈاکٹر خضر نوشاہی

بیدل یادگار کامیٹی

2011ء

دیوان مصباح الطریقت (فارسی کلام)

فقیر عبدالقادر عرف قادر بخش بیدل

مرتب: ڈاکٹر خضر نوشاہی

کمپوزنگ: صاحبزادہ کامران نوشاہی

زیر طبع: پوپٹ پرنٹنگ پریس خیرپور میرس 0243552913

منجانب؛ بیدل یادگار کمیٹی

قیمت: 500 روپیہ

رابطے کیلئے؛

اختر درگاہی

سیکریٹری

بیدل یادگار کامیٹی

درگاہ بیدل بیکس روہڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

تمہید:

خطۂ سندھ اپنی مخصوص تہذیبی روایت، پُر محبت رویے اور مردم خیزی کے حوالے سے ایک خاص حیثیت، اور شناخت رکھتا ہے۔ خلوص، ایثار، رواداری، انسان دوستی اور بالخصوص صوفیانہ طرزِ فکر کے باعث یہاں جو جذب و کیف پایا جاتا ہے وہ بے مثال اور لازوال ہے۔ اسے صوفیہ کی دھرتی کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اور یہاں کے صوفیۂ کرام نے نہ صرف بہترین اخلاق و کردار سے معاشرے میں اعلیٰ اقدار بیدار کیں، بلکہ اپنے عظیم افکار کو اشعار کے قالب میں ڈھال کر روحانی اور فکری اصلاح کا فریضہ بھی انجام دیا۔ قطعِ نظر اس کے، کہ صوفیہ کرام کے اس علمی، ادبی اور فکری سرمائے کا ادبی دنیا میں کیا مقام ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اس نے اصلاحِ احوال اور تربیتِ فکر و نظر میں کیا کردار ادا کیا۔

آج جس کرب و ابتلا، وحشت و دہشت گردی سے ہم دوچار ہیں، اس کا حل صرف اور صرف صوفیہ کے کردار و افکار میں مضمر ہے۔ اگر ہم آج بھی صوفیۂ کرام کی تعلیمات سے رشتہ جوڑ لیں، تو یہ سُلگتی اور بلکتی انسانیت پھر سے دامانِ رحمت کے سائے میں آ کر سکھ اور چین کا سانس لینے لگے گی۔ [ان شاء اللہ] کیونکہ صوفیہ کی تعلیم امن و آشتی، خلوص و محبت، انسان دوستی، اور خدمتِ خلق پر ہی مبنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گرد لوگ جوق در جوق جمع ہو کر دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ سندھ کے انہی نفوسِ قدسیہ میں سے ایک ایسے صوفی کا تعارف اور کلام پیش کرنے کی یہاں سعادت حاصل کی جا رہی ہے، جو اپنے عہد کا نہ صرف یہ کہ عظیم صوفی تھا، بلکہ اعلیٰ پائے کا شاعر، عالم، اور مؤرخ بھی تھا۔ آیئے اس بندۂ خدا مست سے متعارف ہوتے ہیں۔

تعارف صاحبِ دیوان

نام: عبدالقادر، جو عرفِ عام میں ''فقیر قادر بخش بیدل'' کے نام سے معروف ہے۔

تخلص: بیدل، [طالب۔صرف دیوان سلوک الطالبین میں اختیار کیا]

میرا خیال ہے کہ فارسی کے عظیم شاعر میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی کے نام کی مناسبت سے ہی فقیر صاحب نے اپنا تخلص ''بیدل'' منتخب کیا ہوگا۔اور جہاں تک نام کا تعلق ہے، اس حوالے سے محترم اختر درگاہی نے دیوانِ بیدل (اردو) کے مقدمہ میں لکھا ہے ''ولادت کے وقت آپ کا نام ''عبدالقادر'' رکھا گیا، مگر بعد میں آپ نے حضرت غوث الاعظم جیلانی'' سے عقیدت مندی کے سبب اپنے آپ کو ''قادر بخش'' کے نام سے موسوم کیا'' (دیوانِ بیدل اردو مقدمہ ص ۱۷) اسی حوالے سے اس بات کو احقر نے بھی دیوان سلوک الطالبین میں دہرایا ہے۔مگر پیشِ نظر دیوان ''مصباح الطریقت'' کو مرتب کرتے ہوئے یہ بات سامنے آئی کہ فقیر صاحب نے اپنا نام ''عبدالقادر'' ہی استعمال کیا ہے۔ہوسکتا ہے عوام الناس میں کسی طرح ''فقیر قادر بخش بیدل'' معروف ہوگیا ہو۔

پیشِ نظر دیوان میں شاعر نے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

فقیر عبدالقادر کہ صوفی و حنفی است

فگند طرح سکونت بہ قصبۂ لہری

بہ یك ہزار دو صد شصت پنج کردم رقم

سطور چند بہ ترتیبِ نغز نظم دری

حضرت بیدل کی ولادت ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء میں سندھ کے شہر روہڑی میں ہوئی۔اور یہ دیوان انہوں نے ۱۲۶۵ھ میں لکھا۔اس حساب سے بیدل سائیں کی عمر اس وقت ۳۴ سال بنتی ہے۔تو گویا ۳۴ سال کی عمر تک کم از کم انہوں نے نام نہیں بدلا۔اس ضمن میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اس دیوان کا جو قلمی نسخہ ہمارے پیشِ نظر ہے۔اس کے کاتب بدلداس ولد گوہل متوطن گھوٹکی

نے یہ نسخہ ۱۳۲۷ھ میں نقل کیا۔ اس نے بھی ترقیمہ میں شاعر کا نام "فقیر عبدالقادر جیو" ہی لکھا ہے۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیدل سائیں نے خود اپنا نام تبدیل نہیں کیا ہوگا، بس عرفِ عام میں وہ اس نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ آپ کے فرزند فقیر محمد محسن متخلص بہ بیکس نے آپ کی تاریخِ ولادت اس طرح کہی:

زغیب آمده روضة العارفین

بگفتم: گلشن راحت العاشقین

۱۲۳۱ھ

ولدیت:

آپ کے والد محترم کا نام فقیر محمد حسن (بن محمد فرید ولد میاں عبدالقادر) تھا۔ اور وہ ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔

خاندان:

آپ قریشی صدیقی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

اولاد:

آپ کے ہاں ایک بیٹی اور تین بیٹے تولد ہوئے۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ محمد حسن بیکس ۲۔ محمد فرید ۳۔ امام بخش

وفات:

آپ نے ۱۶ ذیقعد ۱۲۸۹ھ/۱۵ جنوری ۱۸۷۳ء کو وصال فرمایا۔

مدفن:

سندھ کے شہر روہڑی میں آپ کو وہیں سپردِ خاک کیا گیا، جہاں آپ اکثر مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔

تاریخِ عرس:

ہر سال ۱۴ تا ۱۶ ذیقعد آپ کے مزار پر عظیم الشان عرس شریف ہوتا ہے۔ جس میں ثقافتی پروگراموں کے علاوہ، محفلِ مشاعرہ، محفلِ موسیقی اور سرکاری طور پر ایک علمی و ادبی سیمینار بھی ہوتا ہے جس میں بیدل سائیں کی فکر اور فلسفہ اور ان کے سیرت و کردار اور حیات و خدمات پر علمی و تحقیقی مقالات پڑھے جاتے ہیں۔ جنہیں اختر درگاہی سیکرٹری بیدل یادگار کمیٹی مرتب کر کے شائع کرتے ہیں، اور اگلے سال عرس کے موقع پر اہلِ علم و فن میں تقسیم کرتے ہیں۔

بیدل کی علمی و ادبی خدمات کا مختصر جائزہ:

حضرت بیدل ایک بہت بڑی علمی اور روحانی شخصیت تھے، جس کا ثبوت ان کی تصانیف ہیں۔ آپ بیک وقت عالمِ دین، صوفی، شاعر، ادیب اور تاریخ گو تھے۔ اور اپنی ۵۹ سالہ زندگی میں ۳۰ کتابیں تحریر کیں۔ آپ کو عربی، فارسی، اردو، سندھی اور سرائیکی جیسی مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا، اور آپ نے ان تمام زبانوں میں نظم و نثر کے ذریعے اظہارِ خیال کیا ہے۔

آپ کی تصانیف کا مختصر ذکر یہاں نمونے کے طور پر کیا جاتا ہے۔

۱۔ مثنوی ریاض الفقر:

یہ فارسی زبان میں ہے، سالِ تکمیل ۱۲۵۸ھ ہے۔ یہ مثنوی آپ نے ۲۷ سال کی عمر میں لکھی۔ جو کہ ایک ہزار ابیات پر مشتمل ہے، اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

الا ای ساقی پیمانۂ عشق
و ہم بکشا بہ سوی میخانۂ عشق

۲۔ دیوان سلوک الطالبین:

یہ ان کا فارسی دیوان ہے، جس میں انہوں نے اپنا تخلص طالب اختیار کیا ہے۔ یہ ۱۲۵۹ھ (=مضمونِ رموزِ کن) میں لکھا گیا۔ اسے بھی احقر [خضر نوشاہی] نے ایڈٹ کیا اور اردو مقدمہ کے ساتھ ۲۰۰۶ء میں بیدل یادگار کمیٹی نے روہڑی سے شائع کیا۔

۳۔ رموز القادری:

یہ فارسی نظم میں قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔ اس کا سالِ تکمیل ۱۲۵۹ھ ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

عشقِ ساقی سالکان ست ای رفیق

می دهد پیمانه لبریز از رحیق

۴۔ مثنوی دلکشا:

یہ مثنوی ۱۲۶۳ھ میں مکمل ہوئی، یہ فارسی زبان میں ہے اس میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالٰی کے ذکر میں مشغول رہنے کی تلقین کی گئی ہے، یہ دو بار شائع ہو چکی ہے۔ پہلی بار سندھی ترجمہ کے ساتھ ۱۹۹۶ء میں صوفی سنگت نے بمبئی (بھارت) سے شائع کی اور دوسری بار اصل متن کے ساتھ ڈاکٹر نواز علی شوق نے بیدل یادگار کمیٹی کی طرف سے ۲۰۰۵ء میں شائع کی۔

۵۔ مثنوی نہر البحر:

یہ مثنوی بھی فارسی زبان میں ہے۔ اور مولانا روم کی مثنوی کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ مثنوی معنوی ایک بحر ہے اور یہ مثنوی اس سے نکالی گئی ایک نہر ہے، اس کا سالِ تکمیل ۱۲۶۴ھ ہے۔ اور اس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

بشنو از نی نغمۂ سرّ الست

تا چه می گوید ازان عهدِ درست

۶۔ دیوان بیدل (فارسی):

حضرت بیدل کا یہ سب سے بڑا فارسی دیوان ہے۔ یہ ۱۲۸۰ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں غزلیات، فرد، رباعیات، مسدس، اور مرثیے شامل ہیں۔

۷۔ قصہ ہیر رانجھا:

یہ مثنوی فارسی کے ۱۸۹ اشعار پر مشتمل ہے اور اس میں پنجاب کی معروف رومانی

داستان کو نظم کیا گیا ہے۔ پہلا شعر اس طرح ہے:

ز هــر چــه خـــامـــه بـــه نـــامـــۂ دوران

ســوادِ حــرف غــم خــوش تــرا ســب بــدان

۸۔ قصہ لیلیٰ و مجنوں:

جیسا کہ اس نام سے ظاہر ہے داستانِ لیلیٰ و مجنوں کو مختصر کر کے ۱۲۲ ابیات میں بیان کیا ہے۔

۹۔ ظہور نامہ:

فارسی کا ایک مختصر منظوم رسالہ ہے جس میں منصور حلاج کی فکر کا ابلاغ ہے۔ اس کا پہلا شعر ملاحظہ ہو:

چــو ذات حــق شـــائـق نـــام و نشــان شــده

بـــا وصفِ احــمــدی بـدو عــالـم عیـان شـده

۱۰۔ تاریخ ہای وفات:

سندھ کے معروف بزرگانِ دین اور مشاہیر کی وفات کے قطعاتِ تاریخ ہیں، یہ کتاب بھی فارسی نظم میں ہے۔

۱۱۔ فوائد المعانی:

یہ کتاب عربی نثر میں ہے۔ یہ ۱۲۶۴ھ میں تصنیف کی گئی اس میں تصوف کی ۱۸۷ اصطلاحات کے مفاہیم بیان کئے گئے ہیں جیسے عشق، حسن، مجاز، وحدت الوجود، وحدت الشہود وغیرہ۔ اس کتاب کا سندھی ترجمہ فقیر غلام علی مسرور نے کیا اور مسرور پبلی کیشن کراچی کی طرف سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔

۱۲۔ پنج گنج:

یہ کتاب بھی ۱۲۶۴ھ کی تصنیف شدہ ہے۔ یہ کتاب حضرت بیدل کے وسعتِ مطالعہ اور علمی مقام و مرتبہ کا واضح ثبوت ہے، اس کتاب میں حقیقت کے متلاشیوں کے لیے چالیس

درجات متعین کئے گئے ہیں۔اور ہر درجہ کو عنوان دے کر بطورِ دلیل معرفت کے پانچ خزانوں کی مثالوں سے وضاحت کی ہے،اور وہ پانچ خزانے یہ ہیں۔

۱۔قرآن مجید ۲۔حدیث شریف ۳۔مثنوی معنوی ۴۔کلام شاہ لطیف بھٹائی ۵۔حکایات

یہ کتاب سندھی ترجمے کے ساتھ بھٹائی ثقافتی مرکز کی طرف سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی اور اس کے مترجم سبحان بخش قریشی ہیں۔بارِ دگر اردو ترجمہ کے ساتھ ۲۰۰۰ء میں ڈاکٹر نواز علی شوق نے اسے شائع کیا۔

۱۳۔سند الموحدین:

اس کتاب میں نامور شعراء اور صوفیہ کا کلام جمع کیا گیا ہے۔جن میں شاہ عبداللطیف بھٹائی، قلندر علی شاہ رضوی، پیر سید محمد راشد روضہ دھنی، عبدالحق درازی، سچل سرمست اور کئی دیگر شعراء کا کلام شامل ہے۔اس کتاب کا سالِ تکمیل ۱۲۶۵ھ ہے۔

۱۴۔رموز العارفین:

فارسی نظم کی کتاب ہے، ۱۲۶۸ھ میں تصنیف کی گئی۔اس میں مختلف اہلِ عرفان کے کلام کی منظوم شرح ہے۔

۱۵۔تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب:

فارسی اور سندھی نثر میں یہ کتاب ۱۲۶۶ھ میں لکھی گئی۔اس میں وحدت الوجود سے متعلق مختلف بزرگوں کے اقوال اور اشعار جمع کیے گئے ہیں اور حضرت بیدل نے ان پر حاشیہ آرائی کی ہے۔

۱۶۔فی بطنِ احادیث:

عربی اور فارسی نثر کی کتاب ہے، جس میں احادیث کی باطنی اور عرفانی تشریح کی گئی ہے۔

۱۷۔قرۃ العینین فی مناقب السبطین:

فارسی نثر اور نظم پر مشتمل یہ کتاب واقعۂ کربلا سے متعلق ہے اور ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۸۔ انشاء قادری:

انشاء پردازی پر یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس میں ۱۰ رقعات شامل ہیں۔

۱۹۔ تاریخ سندھ:

فارسی نثر میں یہ کتاب سندھ کی تاریخ کے بارے میں ہے اور اس میں بیرون سندھ سے آئے ہوئے بزرگوں کے احوال ہیں۔

۲۰۔ خطبات جمعہ و وصیت نامہ:

عربی و فارسی نثر و نظم میں ہے، اس میں جمعے کے خطبات شامل ہیں۔ اور ایک وصیت نامہ ہے جس میں ایک شخص کی امداد کے متعلق وصیت کی گئی ہے۔

۲۱۔ عقاید:

عربی و فارسی نثر کی اس کتاب میں مصنف نے اپنے عقاید بیان کیے ہیں۔

۲۲۔ متفرق کلام:

بیاض نما اس کتاب میں سندھی، اردو اور فارسی کی غزلیات شامل ہیں۔

۲۳۔ دیوان مصباح الطریقت:

یہ فارسی دیوان ہے۔ اس میں فارسی غزلیات، مخمس، مسدس اور قطعات شامل ہیں۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی ان شاء اللہ۔

۲۴۔ دیوان منہاج الحقیقت:

یہ مختصر فارسی دیوان ۱۲۶۵ھ میں مکمل ہوا۔ اس میں ہر ردیف کی ایک غزل ہے۔ اسے بھی احقر [خضر نوشاہی] نے مرتب کیا اور اردو مقدمہ کے ساتھ ۲۰۰۷ء میں بیدل یادگار کمیٹی روہڑی نے شائع کیا۔

۲۵۔ کرسی نامہ:

فارسی مثنوی ہے جو ۱۲۶۷ھ میں لکھی گئی، آپ کے فرزند بیکس فقیر نے اسے ۱۲۹۴ھ میں نقل کیا۔ شروع کے دو اشعار اس طرح ہیں:

یا رب بحرمتِ شہِ کونین مصطفیٰ ﷺ
یا رب بحرمتِ شہِ مردان مرتضیٰؓ
یا رب بحرمتِ شہِ شہداءِ کربلا
یا رب بحق زین العبا صاحب علا

۲۶۔ سرودنامہ:

یہ بیدل کے سندھی اور سرائیکی کلام کا مجموعہ ہے، جس میں کافیاں، سی حرفیاں، مناقب اور مرثیے شامل ہیں۔ یہ سندھی اور سرائیکی کافیاں اٹھارہ مختلف راگ اور راگنیوں پر مشتمل ہیں، اس کتاب کو سب سے پہلے گدومل ہرجانی نے ۱۹۴۰ء میں شائع کیا بعد میں دوسری بار سید عبدالحسین موسوی نے "دیوانِ بیدل" کے نام سے مرتب کیا اور سندھی ادبی بورڈ نے اسے ۱۹۵۴ء میں شائع کیا۔

۲۷۔ وحدت نامہ:

وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریے کو سندھی ابیات میں بیان کیا گیا ہے۔ گدومل ہرجانی نے اسے ۱۹۴۳ء میں شائع کیا۔

۲۸۔ وحدت نامہ (اردو):

اس کتاب کا ذکر گدومل ہرجانی نے وحدت نامہ سندھی کی اشاعت فوق الذکر کے پیش لفظ میں کیا۔

۲۹۔ غزلیات ہندی:

بیدل کا یہ اردو دیوان ہے جو غزلیات، رباعیات، اور قطعات پر مشتمل ہے۔ یہ دیوان اختر درگاہی صاحب نے بڑی دیدہ ریزی، محنت اور تحقیق سے مرتب کیا، اور ایک تحقیقی مقدمہ کے ساتھ پہلی بار سچائی اشاعت گھر دڑو کی جانب سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا، جس پر مرتب کو سندھی

لینگویج اتھارٹی کی جانب سے ۱۹۹۷ء کی بہترین کتاب کا ایوارڈ حاصل ہوا۔ دوسری مرتبہ اردو مقدمہ کے ساتھ اسے بیدل یادگار کمیٹی نے ۲۰۰۳ء میں شائع کیا ہے۔

۳۰۔ فرائضِ صوفیہ:

یہ ۲۳ سندھی ابیات کا مجموعہ ہے۔

دیوان مصباح الطریقہ:۔

بیدل سائیں کے فارسی شعری ذخیرے میں یہ دیوان خاص اھمیت کا حامل ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ کا یہ دیوان ضخامت اور حجم کے اعتبار سے دیگر مجموعہ ہائے کلام سے بڑا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس میں کلام زیادہ پختہ اور فکر و خیال کی بلندی عروج پر ہے۔ حافظ شیرازی کا رنگ اس کلام میں زیادہ نمایاں ہے۔ اور اس کا اعتراف وہ خود کچھ اس طرح کرتا ہے:

بـه سـلـك شـعـر تـابـع حافظ شيراز شو بيدل

کـه سالك بی خبر نبود ز راه و رسمِ منزل ها

وہ تراکیب بھی حافظ والے لاتا ہے۔ مثلاً ساقی، جام، خمار، گلبدن، لالہ فام، ناوکِ مژہ، چشم، رو، شمع، شبستان، ناز، حُسن، غرضیکہ غزل اپنے پورے شباب پر نظر آتی ہے۔ بعض غزلیات میں قافیہ و ردیف بھی حافظ والے استعمال کیے ہیں۔ اور غزل کا پورا حق ادا کیا ہے۔

تیسری بات جو اس دیوان کو بیدل کے دوسرے مجموعہ ھائے کلام سے ممتاز کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ اس میں غزل کے علاوہ رباعیات، مخمس، مسدس، قطعات اور فردیات پر مشتمل کلام بھی ہے، نیز یہ کہ چند عربی غزلیات بھی اس میں شامل ہیں۔

دیوان مصباح الطریقہ کے موضوعات:۔

بیدل کے کلام میں اگرچہ غزل اپنے پورے آہنگ ساتھ رنگِ تغزل لیے ہوئے ہے۔ اور کیف و مستی عروج پر ہے۔ مگر دیگر شعراء کی نسبت عشقِ مجازی کی بجائے یہ عشقِ حقیقی سے معمور کلام ہے۔ چنانچہ حُسنِ ازلی کی تعریف و توصیف اور عشقِ حقیقی کے اثرات کو زیادہ نمایاں کیا گیا

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدل کے اس کلام میں بزرگانِ دین کی عظمت ورفعتِ شان کو بھی موضوعِ کلام بنایا گیا ہے۔ مثلاً نعتِ سید المرسلین ﷺ، مدح حضرت علی المرتضیٰ، مناقبِ خلفائے راشدین، مدحتِ دوازدہ امام، توصیفِ حضرت غوث الثقلین، حضرت لعل شہباز قلندر، حضرت پیر سید محمد راشد روضہ دھنی، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی، حضرت سچل سرمست، سید عبدالکریم، وغیرھم۔

دو خاص موضوعات جو بیدل نے اس دیوان میں سامنے رکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ وحدت الوجود ۲۔ حضرت منصور حلاج

۱۔ وحدت الوجود تو بیدل کا خاص موضوع ہے۔ اور صوفیہ کے ہاں جو اسے اہمیت حاصل ہے، وہ بیدل سائیں کے کلام کا خاصہ ہے۔ شاید ہی کوئی غزل یا کلام ایسا ہو، جس میں بیدل نے وحدت الوجود کو بیان نہ کیا ہو۔ اور اس نازک ترین مسئلہ کو اس نے خوب نبھایا ہے۔ جس سے اس کے فکر و خیال کی گہرائی اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً اس دیوان کا مطلع ہی سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ صاحبِ دیوان کا عقیدہ و نظریہ کتنا خالص اور واضح ہے۔ مطلع یہ ہے۔

الٰہی مطلع انوارِ وحدت ساز جانم را
ز ظلمت های کثرت رستگاری ده ردانم را

۲۔ منصورِ حلاج کے نعرۂ انا الحق کے جو اثرات بیدل کے فکر و فلسفہ اور عقاید و نظریات پر مرتب ہوئے ہیں، وہ شاید کسی اور کے حصے میں نہیں آئے ہوں گے۔ بیدل نہ صرف اس کا مداح ہے بلکہ مبلغ و شارح بھی ہے۔ اور ان الفاظ میں اس کا اظہار کرتا ہے۔

من انا لاحق نمی زنم ای یار
بلك ظاهر شد از لبِ یار
یار منصور را بهانه بساخت
ورنه خود سفته گوهرِ اسرار

صنعتِ غیر منقوط:۔

اس دیوان میں بیدل کا غیر منقوط کلام بھی شامل ہے۔مثلاً ایک غزل کا یہ مطلع ملاحظہ فرمائیں:

واحد آمد احد و احمد در مسلك ما

وحدهٔ کرده عدد را عدم و هو حك ما

صنعتِ مستزاد:۔

بیدل نے صنعتِ مستزاد میں بھی شعر کہے ہیں اس غزل کا یہ مطلع پیشِ خدمت ہے۔

آن شاهد قدسی که بد اندر خود پنهان   پاک از چه و از چون

عشقش به سر افگنده هوا رتبهٔ عرفان   زد خیمه به بیرون

اس غزل کا مقطع اس طرح ہے:

منصور انا الحق نسراید همو بود   کین نعرهٔ م زد

بیدلؔ همه او بود و همه اوست و بود آن   چه کم و چه افزون

تاریخ گوئی:۔

مشاہیر کی تواریخِ وصال کو بھی بیدل نے اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔اور مادۂ تاریخ موزوں کرنے میں اُسے کمال حاصل ہے۔جن مشاہیر کے اس نے سال ہائے وصال پر تاریخیں کہی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

نبی کریم ﷺ	ھو(۱۱ھ)
حضرت صدیق اکبرؓ	وھب(۱۳ھ)
حضرت عمر فاروقؓ	پاک(۲۳ھ)
حضرت عثمان غنیؓ	جلاء(۳۵ھ)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	یل(۴۰ھ)
حضرت امام حسن المجتبیٰؓ	گل(۵۰ھ)

حضرت امام حسینؓ	مزید(۶۱ھ)
حضرت امام زین العابدینؓ	باکمال(۹۴ھ)
حضرت امام محمد باقرؓ	زلف(۱۱۷ھ)
حضرت امام موسیٰ کاظمؓ	قدسی جاہ(۱۸۳ھ)
حضرت امام علی موسیٰ رضاؓ	بازؓ(۲۰۳ھ)
حضرت محمد ن الجواد	صقل(۲۲۰ھ)
حضرت علی نقی	نہر(۲۵۵ھ)
حضرت حسن عسکری	مبارک(۲۶۳ھ)
حضرت امام مہدی	نوری(۲۶۶ھ)
حضرت غوث الصمدانی	مرشد حق(۵۶۲ھ)
حضرت لعل شہباز قلندر	پیک تحقیق(۶۵۰ھ) دیگر لعل یمن عرفان بود(۶۵۰ھ)
حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی	ذوالکرم(۹۹۷ھ) دیگر ہوالشیخ الولی(۹۹۸ھ)
حضرت شاہ خیر الدین	نجم لرشدہ(۱۰۲۷ھ)
سید عبدالکریم	ہوفیاض مکمل(۱۰۳۲ھ)
شاہ حیدر	شمس التحقق(۱۰۳۹ھ)
صوفی شہید	خورشید اوج(۱۱۳۰ھ)
شاہ عبداللطیف بھٹائی	محو ذاتی(۱۱۶۵ھ)
حضرت محمد راشد روضہ دھنی	عظیم المنصب(۱۲۳۳ھ)
حضرت سچل سرمست	عاشق سرمست ہو(۱۱۴۲ھ)
حضرت غوث بہاء الحق ملتانی	برمز ہاہوت(۶۶۶ھ)
خواجہ سلیمان الصوفی الچشتی ساکن سنکر	صوفی وکامل مکمل واصل وحدت شدہ(۱۲۶۷ھ)

شاہ لطیف بھٹائی	لطیف لاتمثل لہ (۱۱۶۵ھ)
غلام محمد	نوگل روضۂ جنانم (۱۲۶۱ھ)

دیوان مصباح الطریقہ کے مخطوطات کا تعارف:۔

دیوان مصباح الطریقہ کو مرتب کرتے ہوئے دو قلمی نسخوں (مخطوطات) کی عکسی نقول (فوٹو کاپی) ہمارے پیشِ نظر رہیں، دونوں کا تعارف پیشِ خدمت ہے۔

ا۔ یہ اسی بیاض کا عکس ہے، جس سے اردو کلام لے کر محترم اختر درگاھی نے مرتب کیا اور وہ "دیوان بیدل اردو" کے نام سے شائع ہوا۔ اس بیاض کے شروع میں صفحہ یکم سے لے کر ۲۰۸ تک دیوان مصباح الطریقہ نقل ہوا۔ اور صفحہ ۲۰۸ سے ہی اردو دیوان شروع ہو جاتا ہے۔ جو کہ صفحہ ۲۳۲ پر ختم ہوتا ہے۔ اسی صفحہ سے مخمس فارسی شروع ہو جاتا ہے۔ آگے متعدد مخمس نظمی اور مسدس، ترکیب بند، ترجیع بند، مثنوی، رباعیات وغیرہ اور بزرگانِ دین کے اقوال پر نظمیں ہیں اور آخر میں منتخب قصہ لیلیٰ مجنون ہے۔ یہ صفحہ نمبر ۳۰۸ پر نسخہ ختم ہو جاتا ہے۔

اس نسخہ کا ترقیمہ اس طرح ہے: تمت بالخیر بعون اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ مصباح الطریقہ جناب رشدت مآب دستگیر دامن گرفتگان حضرت فقیر صاحب فقیر عبدالقادر جیو عفی عنہ از دست سگِ کوچۂ جناب فقیر صاحب احقر العباد بدلداس ولد گلومل گھوتکی حال نائب الاول مدرسہ پیر گوٹ بہ معرفت جناب فیض بخش فیض رسان حضرت استاد صاحب قاضی میاں غلام مہدی صاحب دام اقبالہٗ وزاد سلمہٗ وکرمہٗ شروع بتاریخ ۲۰ ماہ شہبان (شعبان) ۱۳۲۷ھ مطابق ۶ سپتامبر ۱۹۰۹ء بروز دوشنبہ تم بتاریخ ۷ ماہ رمضان المبارک مطابق ۲۳ سپتمبر ۱۹۰۹ء روز پنجشنبہ۔

خط نستعلیق متوسط ہے، زیادہ خوشخط نہیں ہے۔ بعض الفاظ کی املا بھی ناقص اور غلط ہے۔ تاہم اسی نسخہ کو بنیاد بنا کر ہم نے یہ متن مرتب کیا ہے۔

نسخہ نمبر ۲:۔ یہ نسخہ باریک نستعلیق میں تحریر شدہ ہے۔ ترقیمہ نہیں ہے۔ اس لیے کاتب اور سالِ کتابت معلوم نہیں۔ اس میں رباعیات اور فردیات اور بعض غزلیات بھی اس میں شامل نہیں جو کہ

نسخہ نمبر ا میں موجود ہیں۔ اسے ہم نے تقابلِ متن کے لیے نسخۂ بدل کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس میں کل ۳۲۴ غزلیں ہیں۔

حرفِ تشکر:۔

سب سے پہلے تو بارگاہِ رب العزت میں سر بسجود ہو کر اس کا شکر گزار ہوں، جس کی توفیق سے اس روح پرور اور ایمان افروز دیوان کو مرتب کرنے کا شرف عطا ہوا۔ اس کے بعد کروڑوں درود و سلام نبی رؤف و رحیم ﷺ پر کہ جن کی نسبت سے ہمیں شرفِ اسلام نصیب ہوا، اور بزرگانِ دین کی محبت حصے میں آئی۔ سلسلۂ قادریہ نوشاہیہ کے تمام مشائخ طریقت کا فیضان اگر ناچیز تک نہ پہنچا ہوتا تو اس علمی خدمت کی سعادت شاید حاصل نہ ہو سکتی۔

میں تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس علمی کام میں معاونت اور مشاورت سے نوازا۔ بالخصوص ممنون ہوں جناب اختر درگاھی کا جن کی پر خلوص محنت، لگن اور مسلسل تشویق اور تائید سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

تذکیر:۔

اس کتاب کی تصحیح و تدوین، تقابل اور ترتیب کے تمام مراحل میں میرے فرزند اکبر صاحبزادہ کامران نوشاہی نے بھرپور تعاون کیا ہے، رب کریم اس کے علم و فضل اور عمر و اقبال میں برکت عطا فرمائے اور اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

خاکپائے اہل اللہ

(ڈاکٹر سید) خضر نوشاہی

دار الفقراء نوشاہیہ

ساہن پال شریف۔ ضلع منڈی بہاء الدین

بسم الله الرحمٰن الرحیم

باب الالف

﴿1﴾

الٰهی مطلع انوارِ وحدت ساز جانم را
ز ظلمتهای کثرت رستگاری ده روانم را

به محبوبی که انا احمد بلا میم است منطقِ او
به حال و قال گردان متحد قلب و لسانم را

خیالم را چنان مهمیز غیرت زن که از هر سو
نماید جلوۀ وحدت وجود این دیدگانم را

همی خواهم که از یادت نباشم یك نفس غافل
بذکر و فکر خود پرداز پنهان و عیانم را

بالقائ محبت خود دلِ افسرده را کن گرم
کلام و زندگانی بخش سنگ و استخوانم را

چنان کز نور ایمان ظلمتِ کفر جلی بردی
به اثبات حقیقت نفی کن شرکِ نهانم را

عطائ وجد و حالت کن به بیدل خاطر افسرده
که تا عشقت کند محوِ هویت این و آنم را

﴿2﴾

یارب از پیمانه هو سر مست وجدان کن مرا
میکش از خمخانهٔ توحید و عرفان کن مرا

همچو طفلان تا بکی بفریبدم نقش و نگار
در مشاهده جلوهٔ بی کیف حیران کن مرا

اینما گفتی تولوا ثم وجه الله به لطف
بینشِ کامل به بخش و روشناسان کن مرا

مژده فی انفسکم از تو طالبانرا جانفزا است
مرحمت فرما دمی سر در گریبان کن مرا

بر سرِ طورِ محبت رب ارنی بر زبان
منتظر انوارِ خورشیدِ درخشان کن مرا

کل شیئ الك الا وجه فرمودهٔ
از کرم قابل لقائ عین اعیان کن مرا

بیدل آمد ملتجی در حضرتِ غوثِ کریم
داغدارِ بندگی آن شاه شاهان کن مرا

﴿3﴾

صفائ عارضِ جانان کجا و ماه کجا
بیاض صبح کجا و شبِ سیاه کجا

صفا علامت صوفی بود نه جامهٔ صوف
دلِ منیر کجا خرقه و کلاه کجا

دلم ز خوف و رجا دوزخ و بهشت برست
رموزِ عشق کجا طاعت و گناه کجا

بزهد ظاهر نتوان رسید با مقصود
شعارِ ورع کجا و سلوکِ راه کجا

گدائ عشق نجوید تقرب سلطان
غنائ فقر کجا حبِّ مال و جاه کجا

کجا مذاهب علما کجا ره منصور
عشیق رند کجا شیخِ خانقاه کجا

به پیش عشق ز خود رفت عقل بیدل را
دمِ گدائ کجا شانِ بادشاه کجا

﴾4﴿

بصحن عالم سفلی چو شد قرار ترا
هوای عالم علوی است ناگوار ترا

چه دیدهٔ که بدان مبتلا شدی چندان
که این خزان شد مختار زان بهار ترا

ز گوش هوش برون آر پنبۀ غفلت
که تا بسمع رسد غلغلِ آن دیار ترا

زنند هر نفسی طایران روضۀ قدس
صفیر ارجعی از شوق بی شمار ترا

پیام دوست بتو میرسد بهر ساعت
ولی چه سود که کرده هوس شکار ترا

مپوش رو ز نسیم فیوض صبح گهی
که گل کند بدم روح بخش خار ترا

ز ما سوی الله یك لحظه ات قراری نیست
ز عشق دیدنش از چیست اصطبار ترا

ز بزم قدسِ حریف ازل کناره مگیر
که گیرد آخر آن ماه در کنار ترا

همیشه جان بلب آورده منتظر میباش
که لطف وی بکند رفع انتظار ترا

ز دستِ ساقیِ کوثر طلب پیالهٔ عشق
بود که دفع کند بیدل این خمار ترا

﴿5﴾

ز نور عشق چو شد جلوه کن فکان پیدا
بهایٔ حسن شد از صورتِ زمان پیدا

جهان بکتمِ عدم بود از وجود ایمن
ز عشق گشت چنین شور در جهان پیدا

شرایع است نجوم و حقایق است شموس
عیان نماند چو شد جلوهٔ نهان پیدا

غبارِ ما و منی چون فرونشست شود
جمال لم یزلی پیش دیده جان پیدا

اگر تو منصبِ اثبات را طلبگاری
مباش بیدل و بین نور بی نشان پیدا

﴾6﴿

مرحبا ای مه خورشیدِ لقا نورِ بقا
قدسیان چشم براهت همه مشتاقِ لقا

شبِ معراج که بر چرخ فگندی سایه
عرش از سایهٔ تو دریافته صد نور صفا

گر جهان آئینهٔ عکسِ جمالت نشدی
نشدی زنگِ عدم ز آئینه هست جدا

ریخت در محفل دو شینه بکام کرّام
ساقی لطفِ تو از جام کرامتِ صهبا

شانه کُن کرد عدم از سرِ زلفِ کونین
نزد و دور نشدی روئی تو عالم آرا

بیدل از جلوهٔ خورشید رخ انورِ تو
ذره سا مقتبس آمد به کرم پرده کشا

﴿7﴾

شب از یادِ وصال دوست دل من کرد زاریها
چنان کز سوز دل شب کرد برمن اشکباریها

بتو حرفی نشاید زد که هست از قسمتِ ازلی
ترا آن لاوبالی ها مرا این خاکساریها

ز بختِ واژگون خود بار محنت میکشم ورنه
نخواهد شد ز تو منسی رسوم دوستداریها

چون جان مرهون منت سابق است و منتظر لاحق
نیارد پانهادن جز طریقِ حق گذاریها

به غم خوگیر شو بیدل بسوز فرقتش میساز
دریغا روزگار عشرت ندارد پایداریها

﴿8﴾

زاهد از مسجد یکبار به میخانه درآ
عهد و پیمان شکن و طالب پیمانه درآ

تا شود بر دلت اسرار شهودی مکشوف
در شبستانهٔ توحید چو پروانه درآ

کرد کم همتی از رتبهٔ عشقت محروم
بین درین حلقه باهمت مردانه درآ

نام و ننگ ار شودت مانع از هستی عشق
عقل را خانه بهم برزن دیوانه درآ

چند در مدرسه خوانی سبق بیدردی
سوز از شمع بیاموز بکاشانه درآ

مفتیٔ عشق به مخمور چنان فتویٰ داد
بادهٔ وجد کش و بیخود و مستانه درآ

جوششِ عشق چو تکلیف باظهار کند
مُهر بکشا ز لب و زود در افسانه درآ

بیدل از ساغر منصور می حال بنوش
وانگهان بیخود در مجلس رندانه درآ

﴿9﴾

بعمر گرچه نشد حل عقد مشکل ما
بوقت مرگ شود دست او حمایل ما

در انتظار بسر گر رسید روز حیات
شبِ لحد شود آن ماه شمع محفل ما

چو مهر عمر من اندر تپش افول کند
بشام نزع شود کوی دوست منزل ما

ز وهم تفرقه دل میطپد ولی آخر
رهاندم ز خودی جذب عشق کامل ما

گـر استـخـوانـم بـوسیـده ریـختـه شد بیدل
کـجـا زوال کـنـد ذوق یـادش از دل مـا

﴿10﴾

زان پیشتـر کـه داد صـلای الـسـت را
بـنـواخـت وصـل او دل عشـاق مـسـت را

رمـزی کـه روح قـدس نشـد و مـطـلـع بـرو
آمـوخـت جـان آدم خـاکـی خـجسـت را

چـون ذات بـی نشـان بـه تجلی ظهور کـرد
روشـن نـمـود چشـم تـجـلـی پـرسـت را

مـظهـر حـقیـقتـش شـده ایجاد هر چه هست
یـعنـی بـه جـلـوه هستـی بخشید هست را

گـفـتـا یُـحِبُّهُـمْ وَ یُـحِبُّـوْنَـه' بـلـطف
پیـونـد داد حـال سـراپـا شـکـسـت را

لطفش به نَحْنُ اَقْرَب ما را نوید داد
بسته به وَ هُوَ مَعَکُمْ عهدِ درست را

بیدل فسرده المدد ای جذبهٔ الست
در رقص و حالت آر دلِ سرد و سست را

﴿11﴾

بیا مطرب نوای زن بحالت آر مستان را
توهم ساقی جدا از جام می مگذار مستان را

بغیر از غلغل چنگ ونی و دف و قلقل مینا
نباشد رونقِ بزمِ طرب زنهار مستان را

نیارند از سرائیدن اناالحق هیچ لب بستن
کشد خود گر سیاست شرع سر بردار مستان را

سرایت نشهٔ آن آب آتش تاب هستی سوز
به یکدم داده بر بادی سر و دستار مستان را

تصور نرگسِ مخمور او بیدل مده از دست
که چشمِ نیم خواب او کند بیدار مستان را

﴿12﴾

نازمت عشقا که معمور از تو شد ویرانها
وز قدومِ تست در هر گوشه صد افسانها

جان پاکانِ دو عالم صید دامِ تست بس
حملهٔ ناگاهِ تو برهم زدهزاران خانها

تا بقصد احببت ان اعرف به محفل آمدی
شمع را کردی بصنعت آفتِ پروانها

آتشی افروختی در سینهٔ صاحبدلان
شور حشر انداختی در خاطرِ فرزانها

بسکه ناگه تاخت آوردی بر اقلیم ظهور
غلغل افتاد از تجلی تو بهر کاشانها

گشـت لبـریـز از وفـور لطف بـی پـایـان تو
جـام عشـرت عشـقبـازان بی سروسـامـانهـا

بیـدل ار جـان داد در رو وفـایـت خـوب شد
ای فـدائ ذات پـاکـت صـد هزاران جـانهـا

﴿13﴾

تـا دلـم را قبلـهٔ حـاجـات شـد کـوئ شمـا
میـدود ازهـر جـوانـب فـکـر مـن سوئ شمـا

بـا خیـال تسـت دایـم خـاطـرِ مـن چار چشم
لـطف فـرمـا تـا بـه بیـنـد چشم من روئ شمـا

تـا مـگر زین کـوششی تا کعبه احدیت رسم
سـجـده گـاهـم نیست الّا طـاق ابروئ شمـا

بـوئ نسرین خوش نمی آید دماغم را کنون
عـطر آگین شد مشام از خاك مشکوئ شما

زلف مشك افشان بيفشان تا نسيم صبح دم
عنبر افشان گردد از تعطير گيسوئ شما

بيخودانه چيست تگ تازِ صبا هر صبحگاه
شمه در گوشش رسيد از قصهٔ موئ شما

كمترينِ بندگان بيدل فدائ روئ تست
اى هزاران جان فدائ حسن دلجوئ شما

﴿14﴾

واحد آمد احد و احمد در مسلك ما
وحده كرده عدد را عدم و هو حك ما

آمد الله احد حال موحّد اكمل
سهل گم گردد سرّ دل او مدرك ما

گردد او را همه اسرار هو الله معلوم
هر كه دارد همم كاملنه در مهلك ما

کلمه هو هوس و حرص حوالۂ لا کرد

مدّ لا محو عدم کرده سطورِ صك ما

ماهرِ سرالاسرار دم او گردد

هر که رو کرده و سردادۂ در معرك ما

گردد او را وصلِ اصل دگر حاصل گر

در رهِ مهر مع الراس دود سالك ما

کاسر سدهو آمده همدم املاك

ماسوا گردد معدوم همه دردك ما

﴿15﴾

صرفت العمر جهلاً فی الخطایا

حسبتك معجباً خیر البرایا

فقدتَّ الوقتَ لم تحصِل فلاحاً

ستلقاك النواقص فی المزایا

و مـا جـاهـدت فيـمـا تـكـره النفـس
ستـوقـع بـالـحـذيـفـه فـی البلايـا

عـلـو الشـرفِ فـی تـرك الـريـاسة
فـلا شـرف" لـمـن ركـب الـمطـايـا

فـلاتـنـس البـدايه و الـنهـايه
اذا استـكبـرت عـجبـاً بـالهـوايـا

وكـن فـی الـحـب مـا تـمهـل غـريقـاً
وحيـداً فـی الـخـلايـق والـزوايـا

هـو الـقـادر عـلـی تـخـريـق حـجـب
لسـری الـروح انـواع الـعـطـايـا

﴿16﴾

بـرقـع ازصـورت نـمـی زيبـد رخِ انـور تـرا
ليك بـی بـرقـع نيـارد ديـده كـس پيكـر تـرا

لـعـل گـويم يـا عـقيق و يـا كـه مـرجان يـا شفق
نيسـت بـا چيـزی تشبـه آن لـبِ احـمـر تـرا

گــر شبــی دستــم دهــد از لــطف بــی پـایـان تـو
بــوســم از شــوق و کــمـــالِ صدق خـــاکِ در تــرا

در حــریــمِ حــضــرتــت گــر جا دهی بی احتجاب
نــوشــم از دســت تــو با صد تشنگی ساغر ترا

دست شــویـم از خــود و بیخـود در آیم پیش تخت
بـــی زبـــان گـــویــم درودِ بیـــحـــد و وافـــر تـــرا

گــر طـلـب کـامـل شـود مطلوب من این است بس
چشــم عــرفـــان بیـنـد از هــر مــنظر و مـظهـر ترا

گــر دلِ بیدل ربــائ بـــا کــمـــالِ لطف خـویـــش
بــنــگـــرد بـــا کـــام دل در بـــاطـن و ظـــاهــر تــرا

﴿17﴾

ای دستـوانِ تـو بـه کـمـر بستـه دسـت مـا
غـافـل مشـو بنـاز خـود از دست بست مـا

حُـلـوّا اســادر اســت ز عقبــیٰ اشــارتــی
دسـتِ تـو ایـن زمـان شـد حجت درست ما

زنهار بهرِ قتل غریبان کمر مبند
ای غمزه و عتاب تو سیفِ شکست ما

هر چند در تغافلی از آه ما بترس
منکار سهل سوختن جانِ سست ما

بیدل که عهد بست بحسن قدیم تو
واثق به دل شمار تو عهد الست ما

﴿18﴾

به نیم نظر میکنند اولیا
مگس را هما مس را کیمیا

ولی مستعد این سعادت شدن
نه آسان بود هر دلِ اشقیا

به توفیق ایزد کسی باریافت
بدین بارگه خاصهٔ کبریا

وگرنه عوام از عمی ریشخند
نمودند بر دعوت انبیا

همیدون ز دست جفا منکران
بساخته شد خاطر اصفیا

به حلاج و عطار و شمس و شرف
چه رفته ازین زمرهٔ بی حیا

کمال ارادت کلید دل است
چو از سمعه خالص بود و از ریا

ز حق فادخلی فی عبادی شنو
خلوص عقیدت بیا رو بیا

تو از خاک درگاه خاصان حق
بجو بیدل ار طالبی توتیا

شد آن محبوب بیرنگی بشکل خوشترین پیدا
علی العرش استوی گفت و بیامد بر زمین پیدا

محیط آمد وجودِ مطلقش ذرات عالم را
مبرا از حلول و اتحاد از آن و این پیدا

جمالِ صورتِ نقشش ست مظهر معنی نقاش
شد از آئینه عالم جلوه عالم آفرین پیدا

چو آید در تجلی از تعین حسن او گردد
تلالؤ نور ذاتی پیش چشم صنع بین پیدا

بیا پی نوش از میخانۀ علم الیقین جامی
که گردد در سرت زو نشۀ عین الیقین پیدا

به خود ارنی بگفت و لن ترانی هم شنید از خود
وی آمد شایق و او شد بشکل نازنین پیدا

برای بسط و قبضِ خاطرِ مستانهٔ بیدل
تجلی و استتارش شد برنگِ کفر و دین پیدا

﴿20﴾

بی پرده گر کنند جمالِ جمیل را
طاقت نظارهٔ نبود جبرئیل را

ملکوت و ملك راست معطر مشام جان
وا کرد یار تا سرِ زلفِ طویل را

هر کس که زیر سایهٔ قدِ تو یافت جای
بیشك رسید رتبهٔ ظلِ ظلیل را

عشاق از جفای تو بوئ وفا برند
حاجی گل شمارد خارِ مغیل را

آوازه جودت از وطن آواره ام نمود
جانان نواز با کرم ابنِ سبیل را

دردِ فراق چاره گری شد برائ وصل
آتش نوید برد رساند خلیل را

بیدل طلب ز پیر مغان فیض عاشقی
گو خاصهٔ ایست حضرتِ ربِ جلیل را

﴿21﴾

ساخت نورِ طلعتش روشن شب دیجور را
خرّ موسیٰ چون تماشا کرد چشمش نور را

در تجلی محو شد چون ذرهٔ نا چیز دل
جعله دکاً بهم بر زد ظهورش طور را

معتقد هستی صدائ قدس را کرد از درخت
پس مکن انکار اصلاً حالتِ منصور را

باش در دریائ وحدت غرق تا آری بکف
از تهِ بحر کرامت گوهر مستور را

لیلیٰ و مجنون بمعنی داشتندی اتحاد
زان سبب میل است باهم ناظر و منظور را

باده فلیتنافس المتنافسون را نوش کن
چست گردان فکر سست و کاهلی دستور را

سرّ احدیت به محویت توان فهمید کس
ورنه بیدل قال نزدیکی نه بخشد دور را

﴿22﴾

ای جذبه عشق شد هوسم بند دست و پا
بك استغیث خذ بیدی و ادفع البلا

درمانده و مذبذب مستغرق غمم
اشکوا الیك من الجج الهم و العنا

دستم بگیر تا رهم از دست خویشتن
استمدون فادر کن وانتف الهوا

هـر ذره ایسـت آیـنـه دارِ جـمـال تـو
لـکـن لا یـعـایـن عینٌ لـه الـغـطـا

چشـمِ بـصیـرتـم بـکشـا تـا بکـام دل
فستـقـر عیـن سری مـن راحة اللـقـا

یـعـقـوب وار دیده شد از گریـه بی فـروغ
بـا ریـح یـوسف امـددنی و اکشف الـعـمیٰ

بیدلؔ کـه طوق بـنـدگی دوش در گلو است
فـا جـذبـه کـی یـلـی بـمقـامِ یلی البقـا

﴿23﴾

صبـا کـجـا کـه بـه جـانـان بـرد سلام مـرا
پـس از سـلام کـنـد عرض ایـن پیـام مـرا

کـه ای لـقـای تـو صبحِ بقـایٔ را خورشید
بـروز آر خـدا را شـبِ ظـلامِ مـرا

زدم بــه حبـل متیـن دامـنِ تـو دسـت امیـد
وثــوق ده بــه کــرم خـویـش اعتـصـام مـرا

دمـــاغ حـــال مـــن از فـکـر غیـر خـود پـرداز
بــه بـوی وجـد مــعــطر نـمـا مشـام مـرا

دلـم ز جـرعــه کـشـی دُرد دَرد فـرسوده است
بـصـــاف عشـرت لبـریــز ســاز جـام مــرا

اگــرچــه بـندهٔ نـو آرزو اسـت و خـام خیـال
بــلــطف پــختــه کـن ایـن آرزوی خـام مـرا

نهـــاد بیـدل بــر خـــاکِ آستـــانِ تـو سـر
بـعـــون عیـن عـنـــایــت بـر آر کــام مــرا

﴿24﴾

خــدایـا ســاده سـاز از نـقـش جهـل ایـوان جـانـم را
چـراغ افـروز حـکـمـت سـاز شـمع بـس نهـانـم را

ز بــرقِ عشــق زن در خـــرمـــنِ هــوشـم شــرار غـم
ز خــار و خـــس مــصـفــا سـاز صـحنِ بـوستـانـم را

رخی کز جلوهٔ آن خورشید چون مه مستفید آمد
مجلی کن ز نورِ طلعتش بزم شبانم را

ز قیدِ کش مکش بی جای استخلاص می جویم
بدست جذبهٔ عشقت مسلم کن عنانم را

سراپا ناز را با بیدل غمگین توصل ده
طبیب تلخی ما کن بتِ شیرین لبانم را

﴿25﴾

اذا کان الولا معنا قریناً
عرفنا الحق عرفانا یقیناً

کفانی الفقر بالآلام و الحزن
اتانی فی الفنا کنز ادفیناً

اشد الحب عجبٌ و التعنّت
فذره لا تکن فیه رهیناً

عــن الــحــلاج فــاسـع لـولك السـمـع
رمـــوز الـــعشـــق تشـــريـحـــا مبيـنـــاً

اشـــــارات الـــــحـــقيـــقة لا يُـــعبـــر
بتـــــاويــــلات عـــقـــل لــــو اميـنـــــاً

حـــقيـــقة كـــل شـئـــي هـــو ولـــكـــن
يـــــراهُ كـــــايـــنٌ شيـــاءٌ مـــكيـنـــــاً

سُـــرى الامـــواج مـــن بـــحـــرٍ بـــريـــحٍ
وكـــــانـــت عيـنـهـــا مـــاءٌ مـعيـنـــاً

اذاســكـــن الـــريـــاح فسـوف يـمـحـو
تـــفـــرد ذاتـــــه كـــفـــراً و ديـنــــاً

فـــقـــم و اشـــرب رحيـقـــا بـــاقيـــا كـــى
يـــفـــرح شـــربـــه قـــلـــب حـــزيـنـــاً

كـــمـــوســـىٰ اتبـع خـضـــرك بـصـدقٍ
ولاتـــحسبــــه كـــا الشيـطـــان طيـنـــاً

علیك الاستقامة فی طریق
ستجد الشیخ مهدیا معیناً

تعجب حیرتً قلبی اذا کان
تشبت عین ما نطلبه فیناً

هو القادر علی افناء غیر
یسقی ذاته علناً کمیناً

﴿26﴾

شهیدِ تیغ ابرویش بخون دارد طپیدنها
اسیرِ دام گیسویش بیاسود از رمیدنها

دلم چون صید وحشی می رمید از چشم صیادش
بناوك خون فشان نگهش فرو ماند از دویدنها

بدیدارِ رخش اندوخت عاشق مایه حیرت
چنان کز لوح دل شد محو نقشِ آرمیدنها

به بیلِ جهد باید فرجه در دیوار دل کردن
که نورِ آفتاب افتد درون از راه روزنها

جمال او چنان از جیب جان سر بر کشد بیدل
که گردد دیده ات مستغرقِ دریائ دیدنها

﴿27﴾

دل عارف کند منظور جان رخسار زیبا را
چنانت دوست دارد دل که مجنون حسن لیلا را

گریبان چاک گردد هر که مغلوب محبت شد
که دست عشق می گردد گریبان گیر تقوی را

بزندان می رود یوسف ز استغنای غیرت عشق
چرا پس متبسم دارند تدبیر زلیخا را

من آن رندم که دست افشانی از کونین خواهم کرد
نهم یکسو تمنا راحتِ دنیا و عقبیٰ را

من آن وقتی که حرف آموز لوحِ عشق گردیدم
تفحص کردم از تحصیل وی استاد دانا را

تبسم کرده می فرمود کای طفل این چه سودائیست
بتعدادی نیارد هیچ کس امواج دریا را

خرد هر چند از هر چیز بس باریك بین باشد
شمردن کم تواند دانهای ریگ صحرا را

گر از اسرار رندی شیخ گردد مطلع فوراً
بآب آتشین رنگین کند دلق و مصلا را

نگردد پاره پاره جز بآسیب تبر هیزم
صبا در جنبش آرد بی تکلف شاخ گلها را

بخونِ خویشتن می رقصد مقتولان غمزه او
نباشد میل نام و ننگ رندی بی سر و پا را

چسان با گفتگوسی مرغ عالی را بدام آری
که باشد لفچهٔ دل طعمهٔ شهباز معنیٰ را

بود سوء القضا آئینه قصدی سو می نفسم
وگرنه کم پسندد دوست در قید و وی ما را

زهی معشوق کز یادش نباید یکدم آرمید
بعالم دوست تر دارد دل مفتون و شیدا را

ز شوقِ جلوهٔ رویش چو بیدل می طپم همه شب
که فردا هم نشین باشم بت خورشید سیما را

﴾28﴿

ساقی سر مست دوش زد در میخانه را
زو بدل افتاد جوش شیشه و پیمانه را

دیدهٔ اغیار دوخت شمع محبت فروخت
برق جمالش بسوخت خرمن پروانه را

گه بلباسِ بشر سوخته دل و چشم تر
گاه بطوفان فگند همت مردانه را

گه چو خلیل صفی ز آتش گلزار کرد
گه ید بیضا نمود دعوئ بیگانه را

گاه بچارم فلك رفته بیك نیم تگ
خفیه بفانوس کرد شمع شبستانه را

احمد و قرآن همو جسم و دل و جان همو
بوی بهاران همو بلبل دیوانه را

کیست یزیدِ لعین تا بتواند چنین
سنگ قضایش شکست گوهر یکدانه را

گه شه منصور وار گردد آویخته دار
گه تن بی سر کند صوفی فرزانه را

گه ز ذکاءِ رشد پوست ز سر وا کشد
بر سر منکر نهاد تهمت افسانه را

گاه بده چند بود گه بشرف خود ستود
گه بکرم رخ نمود بیدل مستانه را

﴾29﴿

ای جمالِ روشنت مظهر اتم کبریا

مقتبس از نور تو چشمِ چراغِ انبیا

شمع آدم را نه بود از پرتوِ هستی فروغ

خلوتِ جان بود از نور ظهورت پرضیا

روح هر روشن دلی شمع ترا پروانه بود

ما تعارف اتیلف باشد بیان اصفیا

جان نا محرم ترا نشناخت زان محجوب ماند

ما تناکر اختلف آمد نشان اشقیا

کعبهٔ کوئ ترا طایف شد ارواح رسل

قبلهٔ روئ ترا ساجد روان اولیا

یوسف از خورشید حسنت مستفید آمد چو ماه

دیدهٔ یعقوبؑ را خاکِ درِ تو توتیا

بــر ســرِ راه تــو بیـدل خـــا کســـارانــه فتــاد
ای بســا خـــاك از نـگـــاهِ پـــاك تــو شــد کیمیا

﴿30﴾

اضــطـــرابِ دل گـــداز ســوزش بــر آرد نـــالهـــا
مـــه ز شـــور شهـــای غـــم گـــردد نهـــان در هـــالهـــا

دانـــهٔ اسپـــنـــد هـــا در آتــــش آرا مـــی نـکـــرد
بـو العـجـب کـاری است بر رخ آتشینت خالها

در هــوای عشــق هــر کــو بــا خــرد پـرواز کــرد
ریـــزدش تـــرهیـــب غیـــرت عشق شهپـر بـالهـا

خــوبــرویـــان گـــرچـــه جمـلــه قبلــه جـانـند لیك
شـــایـــد ار گـــردنـــد در راهِ غـــمـــت پـــا مـــالهـــا

بیـدل ار مـــی نــوشـــی از کف ســـاقی کــوثر بنوش
تـــا بیـــا بـــی ذوق دل از گــــردشِ احــوالهـــا

﴿31﴾

دست و پابندد جنون تدبیر استعداد را
کوه می نالد چو بیند شورشِ فریاد را

قمری از اندوه بی پایان کند جامه کبود
گر به بیند پشت خم آن غیرتِ شمشاد را

گل ز شوقش جامه برتن میدرد دیوانه وار
تا برون بردند زین گلزار سرو آزاد را

سینه می سوزد ز حسرت غیرت و درد فراق
تا مسخر سازم آن مرکب سواری باد را

احتیاطِ کائنات آید خالی از بیخودی
بیدل از کف و امده این نفی محض ایجاد را

﴿32﴾

جنون العشق خیمرلی من الرحمن سالها
لعل الله فی قلبی بالطاف نیز لها

دلی کز درد خالی شد مثالِ چاه بی آب است
صدور از داغ عاری چونکه بی شمع اند محفلها

اگر خواهی که مستغرق شوی در بحر بیرنگی
بشو فی الفور ای غواص دست از سیر ساحلها

ندانم منزلِ آن ترک لیلی وش کجا باشد
و لیکن گوش دارم بر جرس گویای محملها

عروجِ عشق عاشق دمبدم بالاتری دارد
فراموشم شد از ذوقِ تحیّر قرب منزلها

سوادِ طره عنبر فشانش بین که صد شرری
چو ابرِ برق ریز انداخته اندر خرمنِ دلها

اگـر ذوقِ بـقـا خـواهـی مشو دوراز فـنـا بیدل
کـه هرگـز حـل نـخـواهـد شـد بـجز نفی تو مشکلها

۞33۞

ای مـرا کـحـلِ بـصـارت خـاك ایوانِ شما
از ازل جـان و دلـم مـرهـون احسـانِ شـمـا

گـرچـه چشـم مـا نشـد روشن بدیدارِ شریف
دارم امیـدِ لـقـا رخسـار رخشـانِ شـمـا

گـر نقـاب از رخِ بـر اندازی بوقـتِ نیمروز
سجده سـازد مهـر پیـشِ مـاه تـابانِ شما

تـاب دیـدارِ تـو کـو ایـن دیـده حسـن بین را
چشـم جـان بینـد مـگر شمعِ شبستانِ شمـا

گـر برین طالب عطا فرمای استیلای عشق
دور نبـود گـر شـمـارنـد از غـلامـانِ شـمـا

خسروانِ ملك دين كلی مطیعانِ تواند
خضر و موسیٰ عیسیٰ و الیاس دربانِ شما

شاهبازانِ عروج لا مکان هر دم نهند
سر باخلاص و ادب بر خط فرمان شما

گر رسانی با کرم در محفلِ قربم شبی
سر کنم قربان بپای چار یارانِ شما

با تمام شوق سوزم خویش را پروانه وار
بر سرِ سبطین شمعِ جان و جانانِ شما

تا گریبانم نگردد چاك از دستِ قضا
کی کشم دست ای حبیب الله ز دامانِ شما

نکهتی بفرستِ زان گلزار رشكِ صد ارم
تا بیابم ره بسوئ روضه رضوانِ شما

آرزو دارم که با تر دامنی از لطف تو
باریابم درمیانِ بزم مستانِ شما

خــاطــرِ بیـدل بپــردازد ز تــاتــا روختن
گــر بیــابــد بـو ز زلفِ عنبـر افشـان شمـا

﴿34﴾

تــا کــه هـوائ مستــی در سـر فتــاد مــا را
فــاتــوا لــنــا بـکــاس یــا ایهــا السـکــارا

رنـدان مــی پـرستــان کـز خـویشتن بـرستـنـد
ثــابــت کــنـنـد هـر دم در نـفــی خـود خـدارا

گــاه اســت هستــی مــا ای ســاقیــا تـرحـم
مــخــفــی مــکـن صبـوحِ مــانــنـد کـهـربــا را

آن مــی کــه ذوق شـربـش از خـود خـلاص بخشـد
بــر تـخــت بــادشــاهــی بـنشـانـد این گدا را

ســاقــی بیــا و جــامــی زان مــی حـوالـه مـا کـن
تــا نشـــه از کشــایــد بــر دل درِ صــفــا را

در بـــزم گـــاه عشـــرت مستـــانِ پـــاکبـــازان
بـــربـــاد داده هستـــی نـــوشـــنـــد بـــادهـــا را

از تـــو اگـــر ســـرِ مـــو مـــوجـــود مـــانـــد مـــی دان
کیـــن زنـــگبـــار بـــاشـــد آئیـــنـــه بـــقـــا را

پیـــش کـــمـــال مستـــان بـــا جـــرعـــه نیـــرزد
ســـلـــطـــانـــی ســـکـــنـــدر هـــم اقـتـــدار دارا

جـــام جهـــان نـــمـــائیست این کـــاسـهٔ سفـــالین
پـــوشیـــده دارد از تـــو انـــوار کبـــریـــا را

زاهـــد اگـــر بـنـــوشـــد زیـــن جـــام یك دو جـــرعـــه
نتـــوانـــد از تـــحیـــر بشـنـــاخـــت دســـت و پـــا را

کســـبِ فـنـــا بیـــآمـــوز وهـــم وجـــود را ســـوز
شـــمـــعِ بـقـــا بیـفـــروز کـــن تـــرك مـــاســـوا را

شـــمشیـــر لا بـــدســـت آر ایـــجـــادِ غیـــر مـــگـــذار
اثبـــات حـــق بپـــادار کـــن ضبـــط استـــوا را

بیدل بـه محویـت کـوش مـی جام معـرفـت نوش
بیهـود چـنـد(بیهوده چیز)[۲] مخروش کن پست اقتضا را

﴿35﴾

شـکـرِ خـدا کـه صبح شد از عشق شام مـا
ما آمـد بـخـانـه آن مـه خـورشیـد فام مـا

عشـق کـمـال فـائـز گشـت از کمال وصل
کـآهـوی آرزوئ در آمـد بـدام مـا

مـواج گشتـه بـحـر دل از اهتـزاز وجد
دار الـسـلام وحـدت گشتـه مـقـام مـا

هـر دم ز جـوش عشـق تـو گـلبـانگ میـزنم
یـعـنـی شنو تـو اعـظـم شـانـی کـلام مـا

مـنـصـور وار فـاتـح بـاب الیـقـین شدم
بیـرون دویـد بیـخـود تیـغ از نیـام مـا

اصحاب کهف سان شد خواهم محل وحی
خالی مدان ز ذوق لقایش منام ما

ای پیک صبح گر گذر آری بکوئ دوست
با صد ادب رسان بحضورش سلام ما

بعد از سلام بیحد الحاح پیشه باش
بگذار عاشقانه به پیشش پیام ما

کای بادشاه کون و مکان بنده نواز
آگاهی از ملالت دردِ دوام ما

معروض آنکه زود رسانی به زندگی
نکهت ریاض وصل خود اندر مشام ما

بی نور ماند محفل بیدل جدا ز مئ
روشن کن از تلالو صهبای جام ما

(36)

دلم ز دست شد آن نغمۂ رباب کجا
به خاک میکده افتاده ایم آب کجا

ز لفچه سینۂ من حاضر است نقل عجیب
ز مطبخان مپرس اینکه آن کباب کجا

به بارگاه تعشق چه خسرو چه گدا
مکن تامل این جا که شیخ و شباب(شهاب)[۲] کجا

ز دیو هستی و پندار آمدیم بجان
غیاث میکنم آن وجد چون شباب کجا

به جوشش آمد خونِ جگر ز حرّ تموز
مطار رحمت گُو سایه سحاب کجا

چو دل بحلقه زلفِ دو تو پریشان شد
بود مجال خلاصی ز اضطراب کجا

هزار بار نمودم سوال با صد عجز
سوال غمزده را عاقبت جواب کجا

به پیش مه رخ خورشید همچو ابر نمود
بروز بیدل کو شمع و آفتاب کجا

﴿37﴾

اگر بکشاید آن شیرین لبم لعلِ شکر خارا
بیاموزد رموز جانفزائیها مسیحا را

چو گستاخانه دم میزد بارنی پیش حضرت او
جواب لن ترانی گشته بیتی(هستی)[۲] سوز موسیٰ را

تجلی حسن او را شد چو مظهر صورتِ انسان
کفِ طین ساجد خود یافت نور ملا اعلا را

چو خورشیدِ حقیقت تافت از افقِ تصور حسن
فریفته شد دل مجنون فروغ حسن لیلاٰ را

بلوحِ حسنِ مطلق او مشیت شد که تا محشر
نیارد در نظر عاشق رخش دنیا و عقبیٰ را

اگر آن یوسفِ مصری نقاب از رخ بر اندازد
ز عصمت گاه بیرون آورد چندین زلیخا را

منزه بود ذاتِ پاکش از تمثیل جسمانی
بمعنی مظهریت ساخت این تصویر زیبا را

چه حاجت دعویٰ وصلش بعشق نارسا کردن
که حسنِ لا و بالش بشکند بازار دعویٰ را

غزل پردازی بیدل ندارد رونق چندان
ولی از بهر دل پردازی آورد این سخن ها را

﴿38﴾

نیست آسان خوبرویان را کنون تسخیر ما
کاندرین دامی نشد گنجایش نخچیر ما

یارب از جامِ حقیقت جرعه حالم چشان
ورنه ذوقی نیست در تقریر پُر تزویر ما

تـا نـه خـورشیدِ حقیقت سر کشد از افق غیب
ظـلـمـتِ هستـی نـگـردد زایـل از تـقـریـر مـا

دل ز عشـقِ غیـر تـو فـی الفـور رو گـردان شود
گـر شـود عشـقِ رخِ خـوبـت گـریبـان گیـر مـا

وصف آن رخسار رخشان نوربخش این دفتر است
سـورتِ نـورسـت گـویـا صـفحـه تحـریـر مـا

والـضـحـیٰ والـلیـل دارم یـاد از زلف و رخـت
تـرجـمـانِ ظـلـمـت و نـور است در تـفسیر مـا

گـر شبـی خـون آورد بـر مـلك دل سـلطـان عشق
حـکـم تـقـدیـرش مبـدل سـازد ایـن تـدبیـر مـا

قسـمـتِ ازلـی است گـویـا بـاختـن دیـن و دلـم
مـحـویـت اصلاً نـدارد رقـمـهٔ تـقـدیـر مـا

مـیـنـویسـم بـا رضـایٔ خـاطـر ایـن خـط بـنـد گـی
تـا ابـد شـد حـجـتِ واثـق مـن ایـن تسـطیـر مـا

روح بیدل از تعلق راست تن مانده اسیر
معنی بیرنگ دارد رنگ این تصویر ما

﴿39﴾

بیا ساقی بیاور جام می را
بمطرب گو نوازد چنگ ونی را

که تا از ذوق صهبا و سرودی
به بینم مظهرِ حق کل شیء را

چو یابم ره باقلیم تقدس
نمایم ترک سیر روم و ری را

بنفی ما سوا الله جهد سازم
کنم اثبات آن قیوم وحی را

بدو رانت که اجود بی نظیری
سزد گر طی کنم اوصاف طی را.

بهارستان وحدت چونکه بشگفت
نه بینی بعد زان آثار دی را

چون آن نور مجسم جلوه گر شد
به پیش چشم جان گفتیم وی را

که گر یك جرعه می بخشے به بیدل
نیارد در نظر اقبال کی را

﴿40﴾

ای آنکه داری ازمی لبریز جام را
محروم از چه می کنی این تشنه کام را

از تلخی فراق تو جانم بلب رسید
یا رب بفرست(فرست)[۲] آنم شیرین کلام را

تا پخته گردد این همه سودائ خام من
ساقی بریز در قدح آن باد خام را

ای دا مدار حسن که عنقا شکار تست
از خال دانه داری وز زلف دام را

احرام بسته ایم بصد سوز و صدق دل
تا طوف سازم آن خوش بیت الحرام را

در راه دوست باید تسلیم هر نفس
تفویض کرده ایم بدستش زمام را

ساقی حواله باده کشان کن بلطف محض
در محفلِ کرامت کاس الکرام را

گر سربری بجیب عدم لذتِ بقا است
از کف مده تو ساغر عیشِ دوام را

بیدل بیا اگر طلبی جلوه شهود
تا بنگری رخِ مه خورشید فام را

﴿41﴾

يــــا اخـــــى ايـــن انـــت ايـــن انـــا
ان دهـــــر الـــفـــرقـــت بيـــنـــا

مــــا اطــقــنــا فــراقــكــم ليــكــن
بـــرضـــاءِ الـــقـــديـــر ســلــمــنــا

كـــنـــت دهـــراً انيســنـــا فـــآلان
ليــــس الاخيــــالـــكـــم مـــعـــنـــا

مـــنـــذ يـــومِ الـــوداع مـــن عيـــنـــى
جـــرتِ الـــدمـــع حســـرـةً حَـــزنـــاً

خـــلـــت ان لا تـــكـــون تـــفـــرقةٌ
اذ تـــفـــارقـــت بـــغـتةً عـــنـــا

قـــدر مـــانـــى الـــزمـــان مـــن بـــعـــدك
بـــنـبـــالِ الهـــمـــوم مـــمـتـحـــنـــاً

لســـت انـــا قـــادر عـــلـــی فـــرج
ضـــاق عیشـــی بـذکـــر مـــا کـنـــا

﴿42﴾

ســر مســت ازمیٔ غـم رنـدان بی سـر و پا
خـود را شـکسـت درهـم رنـدان بی سرو پا

طـولِ امـل گسستـه دست از وجود شسته
بـادوسـت گشتـه همـدم رندان بی سر و پا

خـورده میٔ صـفـا را گـم کرده دست و پا را
مبـدل شـده ز عـالـم رندان بی سـر و پـا

وا رستـــه از تـعـلـق دیـده رخ تـحـقـق
نـه نهـاده دیـده بـر هـم رنـدان بی سـر و پا

بیدل اگـرچـه داری صـد جایٔ زخم کاری
بـه نهـنـد زود مـرهـم زنـدان بی سـر و پـا

(43)

تـفـجـع قسمـتِ ازلـی اسـت جـان بیقـراران را
خـمـارِ مـی نـمـایـد تـلـخ عیـش بـاده خـواران را

پُـرسـت از غـلـغـل غـوغـای در دم عـالـم صـورت
تـوان فهـمیـدن از فـریـاد حـالِ دلـفـگـاران را

ازان روزی کـه چیـد از بـاغ عشرت بـاغبـانِ گل من
بهتـر گسـت از قـفـس صـحـن چمن جان هزاران را

بشـوخـی مـی ربـایـد دل عـجـب زان شیوه خونریزش
کـه جـولانـش ربـوده قـوتِ خـنـجـر گـذاران را

گـر از رخ پـرده بـردارد بـعـزم دلبـری بیـدل
نـقـاب خـجـلـت انـدازد بـرویٔ مـه عـذاران را

ازان روزی کـــه وا گـــرده صبـا بـنـدِ نقـابـــش را
هــزار آئیـنـــه شبـنـم شـد مـقـابـل آفتـابــش را

نـقــابِ نــا تـوانـی هــای بی تـابی دل عــاشـق
کــجــا پــو شد نـموءِ شـوخـی حسـنِ شبـابــش را

صلاحِ مــا ست کـز سر کـاسـه وز خون بادهٔ سـازم
مـگـر کـان سـاقـی بـزمـم بنو شد جـرعـه آبـش را

فضـولـی هـای عـقـلِ دور بین پیـش تسلط عشق
نیـرزد جـز کـــه لایـعـمـل شـمـارد انتـخـابـش را

چـو برق ازمـن کـنـد جـولانـگـری حسنِ پری طورش
مســخــر چــون نــمـایـم جـلوهٔ پـا در رکـابــش را

زخـــارستـــان دشـنــامـــش بهـار مــرحبـا رستـــه
کـــه شیـریـن تـرز شـکـر یـافتم زهـرِ عتـابـش را

چو گردد مرتفع حجبِ دو بینی بنگری بیدل

که هر دم صد تجلی ها است حسنِ بی حجابش را

﴿45﴾

شوز غیرت سوخت دیگر این دلِ بیتاب را

تا بدست آردگر آن گوهرِ نایاب را

چشم مخمورش ازان روزی که گشته باده نوش

برد از چشمِ نظر بازان رویش خواب را

ای که از تصویر جام نرگس مخمور تو

میکشم پنهان بهر صبحی صبوح ناب را

برقع از رخ برفگن تا غنچهٔ دل وا شود

ورنه بس تنگ است ایامِ حیات احباب را

عاشق آن نو گلم با نوبهارِ حسن دوست

میدهد سوگند بیدل تارک اسباب را

گـــر از رخِ پـــرده بـــردارد بـعـــزمِ غـــارت دلهـــا
بـصـد کـاشـانـه از جـلـوش توان افروخت مشعلها

بـه جلبابِ صـفـت تـاکـی نـمائ خفیـه جلوه حسن
نیـــایـــد چـنـد پـوشیـد آفتــاب در تـــهِ گـــلهـــا

بـعــمــقِ بـحـر جـا کـن تـا تـرا گـوهـر بـدسـت آیـد
وگـرنـه نیسـت مـمکن وصل این دولت به ساحل ها

هـنـــوز از سبـز هـا نـاراسـت بـاغِ عـــارضِ رنـگین
کـه سـر جـوش جـمـالـش شـورش افگنده به محفل ها

بســلكِ شـعـــر تـــابـع حـــافظِ شیـراز شـو بیدل
کـــه ســالك بـی خبـر نبـود ز راه و رسـمِ مـنـزل هـا

47

تـویٔ کـز هر چـه مـوجـودی بـود بـنـمودهٔ خـود را
جهـــانـفـــروز خـــورشیـــدی بـگـل اندودهٔ خـود را

بـخـود گـفتی ظـلـمنـا در لباس عـاشـقِ غـمگین
هـوالتـواب خـود را گـفتـــی و بـخشـودهٔ خود را

مـــنـــزه بـودی از اســـمـــا مبـرا از صـــفـــات امـــا
بـاسـم و وصف انسـانی چـه خـوش آمـودهٔ خـود را

گهی در شـکـل مـنصوری انا الحق گفتی از وجدان
بـلا احـصـی ثـنـا جـانـان گهی بـه ستـودهٔ خـود را

بـــه سبـحـانی زدی کـوسِ انیـت در جهـان گـاهی
گهـــی تـکـلیف شـرعیـــه فـزون فـرمـودهٔ خـود را

گهـــی در خـــرقـــهٔ بـدع و هـوا خـود را بپوشیدی
گهـــی در مشـــربِ صـــاحبـدلان پـالـودهٔ خـود را

چو مجنون بیدل اندر عجز گشتی شهرهٔ عالم

به کسوت لیلی اندر رتبهٔ افزودهٔ خود را



رباعی اول

پند دادیم دو صد بار دل حیران را

ترک خود می نکند عشق رخ خوبان را

عاشق و مست و خرابم دل و دین داده به باد

هندوی خال بتان برده از من ایمان را

رباعی دوم

ای باعث جمعیت آرام دل ما

حاصل نه شد بی رخ تو کام دل ما

تا ساقی بزمم نشود جلوهٔ حسنت

لبریز بخون می بود این جام دل ما

رباعی سوم

چـو وجـد از قـلـقـلِ مینـا در افتـاده بـه مـحـفـل ها
فــروغِ جـام بــرق انـداختـــه انـدر خـرمـنِ دلهـا
تـلالـو بـادهٔ روشـن دیـده سر مست الستی گفت
الایـا ایهـا السـاقـی ادر کـاسـاً ونـادلهـا [ولها؟]

رباعی چهارم

نهـــان زمـــن بـــرقیـــت ســـت گـفتـگـو او را
بـــس ســت ایـــن قـدر ایـن عـــادتِ نـکـو او را
اگـــرچـــه یـکسـر مـونیسـت مهـر من بدلـش
دلـــم زکف نـــدهـــد هیـــچ تـــا رمـــو او را

رباعی پنجم

گـر سیر سـلـوك وفـا خـواهـی مـردانـه بیا مردانه بیا
تـا جام، صبـوح صـفـا نـوشـی مسـتـانـه بیا مستانه بیا
از کـنـز و قـدوری سـود تـونـه در نحو فقه مقصود تو نه
مـقـصـود تـو جـز نـابـود تو نـه فـرزانـه بیا فـرزانـه بیا

رباعی ششم

در تاریخ وفات طالب صادق فقیر غلام محمد غفرالله له'

چو شد غلام محمد رحیل زین عالم
بماند بر دلِ محزون داغ درد بلا
سوال کردم تاریخ فوتش از هاتف
ندا رسید بناگه چراغ بزم بها

رباعی هفتم

هویدا گر کند حسنِ حقیقت آن لطافت را
بروز آئینه دل ایضاح او زنگِ کثافت را
خمار آلوده چشمِ نیم خوابش را همی نازم
که بر داز دید های عِشق باران خواب غفلت را

رباعی هشتم

تجلی شجره طور از سر و بالای تو شد پیدا
صباحت یوسفی از چهره زیبای تو شد پیدا
یدِ بیضا نموده خلق را سر جلوهٔ حسنت
زلالِ خضر از لعل دلفزای تو شد پیدا

رباعی نهم

عذر تقصیر است عادت زاهدِ مستور را
جز انا الحق نیست حرفی بر زبان منصور را
آنچه طبعِ تندرستان تا به بخشد قوتی
می فزاید در تکسر عنصر رنجور را

قطعه اول

بدرد عشق تو عشاق شادمان گشتند
مرا زبی غمی عشق تستِ صد غم ها
دلم که می طپد از بهر منسبِ عشقت
جراحتی طلبد بر امید مرهم ها

قطعه دوم

منوع ست تجلی حقیقت و هر کس
بقدر عشق به بیند جمال خوبان را
بسینه صاف چو آئینه عشق بنماید
برنگ مردم چشم عکس خال خوبان را

قطعه سوم

بنده عشق باش کو بخشد

بالیقین پایهٔ رفیع ترا

امت حسن باش گو گردد

از عذاب خودی شفیع ترا

فرد اول

بهر لباس که آن یار روی بنماید

کنیم سرمهٔ چشمان خاکپاینش را

فرد دوم

این موهبت خاص که با عشق مسمی است

انعام شود مرد سعید ازلی را

فرد سوم

حبی قتلتی فافتی العشق لبی ان لا

لك دیة الا وصال المقاتل ابتدا

فرد چهارم

محو مطلق را کجا لرزد ز ملک الموت دل

کار با حلاج نبود پنبه محلوج را

باب الباء

﴿1﴾

هر جا است جلوهٔ شاهد تحقیق بی نقاب
شب پر صفت مباش تو پنهان ز آفتاب

با چشم عشق جلوهٔ عین الیقین به بین
وا نگاه شرف رتبهٔ حق الیقین بیاب

چیزی که درنگاه تو یا در خیال تست
میدانکه عین ذات حق است و وجود ناب

بی چون بی چگون مقید بشکل نیست
لیکن تعین تو شد از مطلقت حجاب

بیدل تو روز چند خیال همه به بند
تا جلوهٔ شهود کند رفع ارتیاب

﴿2﴾

کحل چشمم [۲] ساز خاکِ کویٔ خود را ای حبیب
هم مپوش از دیدهٔ ما رویٔ خود را ای حبیب

بهر عید روزه دارانِ فراق و انتظار
آشکارا کن هلال ابرویٔ خود را ای حبیب

هر که پرسد ترجمان والضحیٰ واللیل را
وا نمایش چهرهٔ گیسویٔ خود را ای حبیب

در دلی کز مدتی مشتاق یك دیدار تست
پرتو افگن کن رخ نیکویٔ خود را ای حبیب

تا معطر گردد از وی اهل معنی را مشام
باری افشان زلف عنبر بویٔ خود را ای حبیب

گر بدعوی کردن افرازد خرد در گردنش
زود تر افگن کمندی مویٔ خود را ای حبیب

چون نیم فائیز ز وصلت شاکی از فضل توام
مسکین بیدل رانما مشکوئ خود را ای حبیب

﴿3﴾

دلا ز ایزد جز عشق احمدی مطلب
بجز تلذذ قرب محمدی مطلب

اگر چراغ دل انور چو مهر میخواهی
به جز تلالؤ انوار سرمدی مطلب

گرت هواست که از ترک خود رسی بخدا
زجود ساقی جز جام بیخودی مطلب

به بارگاه تقدس اگر دهندت بار
ازان جناب بجز قرب ایزدی مطلب

نشین بقاف قناعت ز خلق چون عنقا
تلذّذ ذات جهان در مجردی مطلب

محققانه بزن چاك در قبای وجود
لباس عارف با این مقلدی مطلب

مجوی بیدل ناموس در طریق طلب
دماغ شیخی در ره موحدی مطلب

﴿4﴾

یا حبیب البطحی ماهِ عرب مدنی لقب
پی به پی بر تو سلامی روز و شب از پاك رب

رحمة اللعلمین وصفِ تو من جان پر لبم
تا بکی باشد ز هجرت جان بلب این مضطرب

تا بکی مانم چنان مایوس از دولت وصال
در فراقِ روئ تو جان بر کرب دل بر تعب

هر که بر شمع جمالِ تو نسوزد خویش را
باد جانش را به نار ذی لهب شو رو شعب

درد هجرانِ تو دادم مژده از شادی وصل
کثرتش دارم طلب کین شد سبب بهر طرب

چون صحایف نور وحدت را بدرج آورد عشق
صفحهٔ تکمیل حسنت زان صحف شد منتخب

عشق تو باشد مقلب هر قلوب ای نور جان
حال بیدل بین و قلبِ منقلب زو کن سلب

﴿5﴾

ای مقتبس ز نورِ جمالِ تو آفتاب
و ز آفتاب حسن تو مهتاب کامیاب

از دیو هستیم دل دارد ملالتی
از بهر دفع وی برسان جلوهٔ شهاب

ما در فراق روئ تو امشب دهیم جان
شاید ترا که بر سرِ بالین من شتاب

ما بی قرار از غم و دردِ فراق تو
تو بر بساط یثرب خوش رفتهٔ به خواب

برخیز هان بیاب که عالم ز دوریت
دارد خیال مضطر مانده چنان خراب

از تشنگی مرا ست جگر تفته خشك لب
در کام جان لبریز تو ما را برحمت آب

شوقِ تو دین و مذهب و آئین بیدل ست
عشقِ تو باد شامل جان تا دم حساب

﴿6﴾

بس که گشته دلم از آتش هجرِ تو کباب
خانهٔ عافیت از عشق تو گردید خراب

گر بفردوس رؤم بی تو بسوزد ما را
نعمتِ جنت بی د وست بود عین عذاب

مستی چشم تو ای جلوهٔ سر [خوش] حضور
بـرد از دیـدهٔ دل بـاده کشـان مستی خواب

غـمـزهٔ نـاز تـو کو در دلم آتـش افـروخـت
میـز نـد نـاوك بـر سینـه مـحزون بیتـاب

بیدل ازروی تـو تـصویـر انیـس جـان کـرد
مـونـس مـعـنـویـش بادرخت چون مهتاب



از حبـوب بـاد عشـق افتـاد چـون جـنبـش در آب
بـحـر وحدت راشـد عـالـم عـلوی و سـفلی حبـاب

هـر چـه مـی بینـی کـه پیدا گشتـه در عـالم ظهور
ذات پـاكِ او سـت کـو بـنـمـود رو از هـر نقـاب

گـاه مـجـنـون وار نـالان اسـت از شـوقِ حـضـور
گـاه چـون لیـلـیٰ اسـت حسـنِ او نهفتـه در حجـاب

گــاه چــون فــرهــاد تیشــه میــزنــد در کــوهســار
گــاه چــون شیــریــن بــود پــرده نشیــن عــفــت قبــاب

هــاهــو چــون یــحیــی بزیــر تیــغ مــحــنــت سـر نهد
هــاهــو چــون عیســی بیــارد مــرد گــان را در خطــاب

گـــه کــنــد تسلیــم تــا دری ز درجـــش بشــکــنــنــد
گـــه شــود خیبــر شــکــن و کــفــار را ســازد خــراب

گـــه بــرائ عبــرتِ عــالــم بــه خــونِ پــاك خــویــش
خــاك دشــتِ کــربلائ عشــق را بــخــشــد خضــاب

گــاه مــظهــر رحــمــتِ خــود گشتــه نــازد در جهــان
گــاه مــصــدر قهــر گــردیــده چشــد ذوقِ عــذاب

گــاه سبــحــانــی بــگــویــد گــاه لااحــصــی ثــنــا
گــاه گــویــد مــن خــدایــم گــه انــا الحق بی حجــاب

اوســـت افــلاك و زمیــن هــم او بــود عــرش و ثــرا
اوســـتِ بــا دو اوســتِ آب او بـــود نــارو تــراب

اوستِ عبدو اوستِ معبود و دل و دلبر همو

گر شوی گم بیدلِ این و آن یکی بینی شتاب



رباعی اول

صبا از من بدان درگاه والا عرض دار امشب

که ای سلطانِ خوبان مانده ام بس بی قرار امشب

با میدی که خورشیدِ جمالت روئ به نماید

چراغ صبح دارم جان بلب از انتظار امشب

رباعی دوم

تولا عترةٍ خیرُ المذاهب

یجد المرء عوناً فی النوایئب

تبرا الصحب نیشاً؟ نقص دین

فاذ یغلق به باب المواهب

فرد

سرمایه عمر خود هملاهی ساز کم

تا در حساب که نشوی معرض عتاب



﴿1﴾

گـفـت لا احـصـی ثـنـاءً ذوق عبـدیـت گـرفـت
گـفـت انـا احـمـد بلا میم اوج احـدیـت گـرفـت

در جـلال آمـد انـا الـحـق بی حـجاب آغاز کـرد
سـاغـرِ سبـحـانی از میخانـه محـویت گـرفـت

رب ارنـی گـفـت بـا خـود لـن تـرا از خـود شـنـود
در نیـاز و نـاز رنگِ عـجـز و حـمـدیت گـرفـت

گـاه متـجـلـی است بـرخـود گـاه از خـود مستتر
گـه بـعین اضـطـراب و گـاه جـمـعیت؟ گـرفـت

تـاتـمـاشـائـی جـمـالِ خـود کـن مشتـاق وار
حسن بی کـیـفـش بـدسـت آئینـه کیفیت گرفت

چـون تـجـلـی کـر ذاتِ بـی نشـانـش جـا بـجـا
کثـرتِ اعـداد را در نـور فـردیـت گـرفـت

از حلول آمد منزه نور بی چونش ولی
بیدل اطلاقش تعین را بعد میت گرفت

﴿2﴾

هر کهرا؟ از آتش عشقش جگر نقسیده است
سینهٔ او منبعٔ آبِ بقا گر دیده است

قصهٔ منصور را افسانه انگارد کسی
کوز جامِ عشقبازی جرعه نچشیده است

از سماعِ صوفیان وجدِ طرب باید کسی
کوز لحناتِ الست آواز ها بشنیده است

آه آتش بار عاشق خار هستی را بسوخت
کز گلستانِ جمالِ قدس گلها چیده است

شب همه شب اشکبار دتا سحر مانند شمع
چشم مشتاقِ که آن رخسار روشن دیده است

عـام دنیـا را گـزیده و خاص عقبیٰ را بخواست
لیك خـاص الخـاص دردِ عشق را ور زیده است

در تلذذ جنت الفردوس نـارد التفـات
هر کرا ؟بیدل غـمش ذوقِ بقا بخشیده است

۞3۞

جـمـلـه اشیـا بـه یقین مظهر آثـار خدا ست
حسن تقویم بشر مخزن اسرار علا است

گرچه این صورت خـاکی است مکدر هیکل
فرق تـا پـا هـمـکی مطلع انوار صفـا است

یـار بیـرنگ ز صـد رنگ بـرخ بست نقـاب
آنچه شد پرده همـان بـاعث اظهار حق است

کـافـر و مومن از روی حقیقت چو یکی است
سر اگر فهم کنی سبحه و زنار کجا است

غوطه زن بیدل در بحر عمیقِ توحید
تا شود بر تو عیان لولو شهوار چها است

﴿4﴾

میر مجلس ذوق تنهائی نمی د اند که چیست
شیخ عاقل قدر شیدائ نمی د اند که چیست

دل که در محنت سرائ تن گرفتاری دوئ است
لذتِ احوال یکتائ نمید اند که چیست

آنکه زهد و ورع با امید نسیه میکنند
نقد حالِ باده پیمائ نمید اند که چیست

هر کسی کو مُشبت این هستی موهوم شد
رمز نفی و هم خودرائ نمید اند که چیست

منکرِ حالت ز گفتارم نخواهد برد بو
کور مادر زاده بینائ نمید اند که چیست

وسعتِ جولان که جان ها ز اهلِ وجد پرس
کِرم چو بین شرح پنهائ نمید اند که چیست

عاشقِ دنیا نیابد بهره بیدل زین مقال
پند دانا مرد سودائ نمید اند که چیست

﴿5﴾

آنچه شاهانِ زمان از دولتِ بیدار یافت
خبر جزو؟ نبود ز انچه مشتاق از وصالِ یار یافت

هر که از ظلمات پندارو دوئ دارد گریز
مطلعِ شمس اندرونِ خود سکندر وار یافت

جلوهٔ حسنش چو در خرمن خودی زد برق وجد
طالبِ دیدار دلرا مطلع انوار یافت

کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف چو گفت
مرد عارف سینه خود را مخزنِ اسرار یافت

جرعه جامِ حالتِ حلاج هر کو نوش کرد
عاقبت خود راز مستی بی سرو دستار یافت

چشم جان هر که روشن شد باستبصار عین
راز وحدت را برون از سبحه و زنار یافت

بیدل از مذهب بمشرب نیست مایل بی سبب
بلك از کسبِ فنا تحصیل استقرار یافت

﴿6﴾

زیر این گنبز خضراء؟ که خوش سامان است
شاه محمود شکر گنج معلی شان است

سر بستان نبی شمع شبستان ولی
نور چشمِ حسن و نسل شهِ جیلان است

قطب اقطاب زمان غوث الاغواث کریم
هادی اهلِ طریقت برهِ عرفان است

حضرتش مهبط آثار فیوض حالات
دعوتش روشنی بخش چراغ جان است

پیش تو آمده این ملتجی ای شاه شهان
زار و خجلت زده از بسکه کرد عصیان است

دارد اُمید بدان لطف که داری بخدم
ورنه محنت زده سوختهٔ حرمان است

بیدل از غایت پنداز به جان ست ولی
نظر لطف تو هر درد مرا درمان است

﴿7﴾

عشق بازی به جز عزامت نیست
جز باغم رتبه این کرامت نیست

خلعت ناز زیبدت که دگر
مثل تو هیچ سرو قامت نیست

رفتنت شور محشری انگیخت
قامتِ تو کم از قیامت نیستِ

چون نوازد حریف ساز طرب
عشرتِ وصل را اقامت نیستِ

بی وفائ شعار دوران است
اهلِ دوران را ملامت نیستِ

عشق بازی و سلامتی طلبی
رهروِ عشق را سلامت نیستِ

دیده گریان و سینهٔ بریان
عاشقان را جز این علامت نیستِ

مر ترا چون نبود قدر وصال
بیدل اکنون به جز ندامت نیستِ

«8»

گر توئ طالبِ مشاهده ذات
نفی شو نفی ای خجسته صفات

لا اله است ورودِ تو لیکن
تیغ لا ران به لشکرِ خطرات

تا نماید ز پرد گاهِ عدم
ناگهان روئ شاهدِ اثبات

تا ز هستی بری نخواهد شد
غره گم شو برفعتِ درجات

بیدل اسلام جلوه گر نشود
تا هوا وُ هوس نگردد مات

﴿9﴾

بی حجابانه جمالِ یار دیدن مشکل است
از ریاضِ جان گل بین خار چیدن مشکل است

تا نه مقراضِ ریاضت را بدست آرد کسی
پردهٔ حرص و هوا از هم دریدن مشکل است

تا نگردد پالهنگِ تن ز گردن جان جدا
روح را در عرصهٔ بی شون دویدن مشکل است

تا مشام دل نگیرد نفرت از فتنِ دوئ
نافهٔ تاتار وحدت را شمیدن مشکل است

تا نباشی مدت سر گرم در کسب فنا
در مقام بی خودی بیدل رسیدن مشکل است

﴿10﴾

ای دل تو کجا و جلوهٔ ذات
تا نیست نشد وجود خطرات

از کلم؟ چه سود تا نباشی
فایز بفیوض نفی اثبات

میگوئ لا اله لیکن
این وهم وجود را بکن مات

در نفی وجود کوش چندان
کز هستی تو نماند آیات

آسوده به بسترِ عدم خسب
دوز از فتن و شرور و آفات

در خواب عدم برو چو رستی
از کیفیت فرور اوقات

بیدل تو به جمع بی خبر ماش
از تفرقه سیات حسنات

(11)

یہ درویش نہ شیعہ اور نہ سنی ہے

درویش شیعه و نه سنی است
پروانه شعشعه لدنی است
روشنی کرن

یہ اور وہ خوشی

این و آن ز غنا طرب پزیرد
او بست ز دیدنِ مغنی است

آزاد، خلاصی

فارغ بشد از غرای صوری
کش جلوهٔ معنی مهنی است

راندہ

چون رست ز درد عجب پندار
خود را با بوالفرح مکنی است

بیدل تو موحدی یکی گوی
دو گفتن سیرتِ مثنی است

﴿12﴾

دیوانه یار بودن فرزانگی همین است
ترکِ هوس نمودن مردانگی همین است

از قید عجب رستن طول امل گستن
بالِ هوا شکستن رندانگی همین است

از غیر دیده دوزی شمع فنا فروزی
خود را تو پاك سوزی پروانگی همین است

فارغ شدن ز کثرت واصل شدن بوحدت
باشاهدِ حقیقت هم خانگی همین است

بیدل تو آشنائ از من چرا جدائ
بگذر ز خود نمائ بیگانگی همین است

(13)

محوِ جمال یار ز گفتار فارغ است
آئینه جان ز جوهر پندار فارغ است

اسلام و کفر برهم زده شورش جنون
مستی ز فکر سبحه و زنار فارغ است

صحرای لا مکان که سرِ سیر وحدت است
عارف دران سبیل ز رفتار فارغ است

شهباز جان باده کشانِ پیاله وجد
از شهپرِ تفکر اطوار فارغ است

بیدل که شد برون ز جهان سیر همتش
از دارو گیر گنبد دوّار فارغ است

﴿14﴾

کشتهٔ نیم بسمل کار دلم طپیدن ست
روی بپای قاتلم وقت روان رمیدن ست

آخر ای نگار من دلبر غمگسار من
تا نشوی تو یار من بار بلا کشیدن ست

بسکه در اشتیاق تو سوخت دل افتراق تو
عاقبت از فراق تو روی ممات دیدن است

من که بکلبهٔ حزن مانده هجر ممتحن
مطلب ما ز پیرهن بوی کسی شمیدن است

بیدل بنده کم ترین شد ز فراق کس حزین
المدد ای به جان قرین وقت مدد رسیدن است

﴿15﴾

ای دل آن شمع تجلی به شبستانهٔ تست
دیده بکشا که عجب شور بکا شانهٔ تست

گر فروزی ز غمِ عشق به همت شمعی
روشنانِ فلك انجملهٔ پروانهٔ تست

ای که فریاد دلِ عاشق مسموع تو باد
دل سود از ده این بیکس دیوانهٔ تست

آن فریبی که از و مُلك مَلك سر نکشد
دانم ای دوست که در نرگس مستانهٔ تست

سحر آن مُلهم غیبم باشارت فرمود
کانچه می جوی بیرون بدرون خانهٔ تست

رونقِ هفت چمن نیست مگر گل رویت
زینتِ هفت صدف گوهر یك دانهٔ تست

چـه شـود گـر بـدهـی بـار بـه بـزم خـاصـش
ز آنکـه بیدل بـه یـقیـن عـاشق رندانـهٔ تست

﴿16﴾

هـر کـه در سـایـهٔ الطاف تو آرام گـرفـت
بیشك از عشـرت داریـن دلـش کام گرفت

علـتِ غـائ فـطـرت توئ ای جان جهان
عـالـم از آمـد نـت نیك سـر انجام گـرفـت

خسـروِ حسـن تـو بـا کـوکبـهٔ عـزم ظهـور
رایـت افـراشتـه و کشور اجسام گـرفـت

نرگس مست توهم ساقی هم جام می است
فـرخ آن میکـش کـو جـرعهٔ زین جام گرفت

شـد رقـم عـالـم بـر صـفـحـهٔ هستی مـرقوم
حـرف اثبـات تـو چـون صـورت از فام گرفت

دل که از کفر سراسیمه بتاریکی بود
از فروغِ رخِ تو پرتو اسلام گرفت

جذبهٔ کامل بخشا بکرم بیدل را
کو هوائی تو بسر چندین ایام گرفت

﴿17﴾

وصل عاشق از کدامین دلربائی دور نیست
لیکن اندر ملك ناز و حسن این دستور نیست

نیك نامی میدهد برباد استیلائی عشق
رندی و مستی شعارِ زاهدِ مستور نیست

جوش عشق از هر بنِ مو عاشقان سر منیرند؟
نغمهای صوفیان جز نعرهٔ منصور نیست

در صفِ رندان بی سر و پا نگردد جائیگیر
هر که از صهبای احدیت سرش مخمور نیست

در مجانینِ غم او راکی بود گنجایشی
هر که عقلش جذبهای عشق را مقهور نیست

زاهدان را دل نگردد راغبِ حسن و جمال
شب پری را جلوه خورشید جهان منظور نیست

عاشق مصنوع محروم از حضورِ سرمدی است
صنع بین بیدل ز قربِ معنوی مهجور نیست

﴾18﴿

میکنند ما را تصور چشم مستِ یار مست
باد جانم جاودان زین ساغر سرشار مست

می پرستان میکشند از دست ساقی جام عیش
عاشقانند از شرابِ دیدن دلدار مست

دست افشاند ز دارین و سپارد سربدار
هر که چون منصور گردد از میٔ اسرار مست

ره ز ظلمت نیست بیرون عاشقِ مصنوع را
صنع بین را می نماید جلوهٔ انوار مست

شد ز دور چشم میگون شاهدِ زاهد فریب
صحن محفل در تزلزل و آن در و دیوار مست

بادهٔ وحدت بنوش از ساغرِ علم الیقین
بو که باشی وقتی از عین الیقین یك بار مست

شو مرید شیخ صنعان در رهِ رندی و عشق
تا شوی بیدل ز جامِ نرگس خمار مست

﴿19﴾

یزید ملح أُجاج و امام عذب فرات
ازین است بیم هلاك و ازان امید حیات

اگرچه واحد باشد حقیقت آب ولی
رسد ز عذب ترا سود و از أُجاج آفات

بدین تغیر وحدت وجود را چه زیان
که آب واحد طعمش دو گونه زهر و نبات

چو ذات مطلق بی چون به ممکنات آمد
وجود او ست در اعیان عیان بهر دو صفات

صفات قهر و جلالست آن لعین شقی
صفات لطف و جمال این کریم با برکات

ترا چو حجت ساطع اعوذبك منك است
بزن تو دستِ بد امان آن امام ثقات

بیا و فکر همه را مدام برپا دار
اگر تو بیدل خواهی ز دست خویش برات

﴿20﴾

جانم از روزِ ازل مستِ شرابِ بی خودی است
دل بوجد از ذوق آوازِ ربابِ بی خودی است

دوش در بزم حریفان بود دورِ چشم مست
فکر بیدارم هنوز از وی بخوابِ بی خودی است

وجودت نیست چیزی مانع از ذوق وصال
ابر هستی برده روئ آفتاب بی خودی است

پی باسرار حقیقت کی برد عقل معاش
رجم این دیو دنی نورِ شهابِ بی خودی است

رستی از خود گر حقیقت خویش را بشناختی
حال منصوری نشانِ فتح بابِ بی خودی است

بار گاهِ هر دو عالم را نیارد در نظر
هر که جانش آستان بوس جنابِ بی خودی است

بیدل از خاکستر حلاج بشنو نعره عشق
این همه آثار مستی باده نابِ بی خودی است

{21}

چه فتنه ایست که حسن تو در جهان انداخت
که دور چشم تو شوری عجب به جان انداخت

بیامدی به چمن و ز خجالستی گل را
بهار چهره لطیفِ تو در خزان انداخت

چو آتش دل عشاق ملتهب گردید
به خرمن فلك این شعله ناگهان انداخت

نه من فریفته روئ بتان شدم تنها
که عشق ولوله در جان عارفان انداخت

شکار کرده دلِ پاکباز را معشوق
چو تیر غمزه ابروی چون کمان انداخت

تو خود سراپا نورِ خدائ ولیکن
خودی ترا از یقین در شك و گمان انداخت

بدر حجاب دوئ تو یگانه در ره عشق
ترا که بیدل در فکر این و آن انداخت

﴿22﴾

چون جلوهٔ تو طلعتِ مه را جمال نیست
طوبی بهشت چون قدت ای نو نهال نیست

گویا که عکس مردمك ماست منعکس
از لطف عارضِ تو هما ناکه خال نیست

در معنی است جان بجمال تو چار چشم
هر چند تن بصورت ز اهل وصال نیست

دور است تن ز قرب حضورِ جمال تو
لیکن دلم بعید ز قرب این خیال نیست

علماء قشر رو بلم ولا نسلم اند
دربزم صوفیانه جواب و سوال نیست

ملا بود مخالف صاحبدلان ولی
در وحدت الوجود نزاع و جدال نیست

بیدل یقین بدان که همه اوست جلوه گر
ایمان و کفر جز به جلال و جمال نیست

﴿23﴾

روشن چراغ عشق ز نورِ محمد است
انوار حسن عکس ظهور محمد است.

برتر بود عروف معلاش از مکان
کرسی و عرش جایٔ عبورِ محمد است

دریایٔ وجد و حالت و امواج بی خودی
یك قطرهٔ ز جام طهورِ محمد است

فرمودهر که دید مرا ذات حق بدید
قربِ خدا یگانه حضور محمد است

منصور شاه معنی او نعمان شیخ دین
محوِ بطون و مست ظهور محمد است

مستغرق بحار انا و محو حال هو
هر یك غریق لجه به حورِ محمد است

بیدل کسی که نعره انا الحق زند ز حال
میدان یقین شجرۂ طورِ محمد است

﴿24﴾

ای قبلۂ دو عالم شد خاك آستانت
وای کعبه نوح و آدم این جلوۂ عیانت

داغ غلامی تو مه راست بر جبینی
توسن فلك چکویم شد رام تازیانت

وصف تو بس معلا است از ہر چه فکر سنجد
ای بر ترین ز درکِ افهام ما بیانت

هـر اولیـا ز بـابـت امید لـطف دارد
تـاجی است هر سریرا تـوسیع امتنانت

بیدل کـه بنـدهٔ تست ای شاه ملك ارشاد
بـاری درار او را در حـلـقـهٔ سکـانت

﴿25﴾

گـر غـافـل از خود و آگـه شوی ز دوسـت
بینی که همه او است همه او ست همه اوست

بـا چشـم جهـان بیـن نتـوان دیـد حـقیـقـت
با دیدهٔ جان بین نگر آن دوست به جز پوست

از کثـرت اوراق نیـفتـی بـگـمـانـی
شیـرازه یـکـی دان بـه یقین فال تو نیکو است

ایـجـاد کـواکـب چو عدم مانده به خورشید
چسپـان شـود این نکته بدل مرده که ره اوست

شــه بــی چــون زد خیـمــه بهـر صورت بیدل
غـوغا حسن و غلغلم عشق از سبب اوست

﴿26﴾

رفتم ز کوئ تو ذوقِ صحبت از یادم نه رفت
نـقـش شیـریـنت ز لوحِ سینه فرهادم نه رفت

قُــمــریِ جــان از رهِ مــعــنـی صــلائ بــاز داد
کــز گــلستــانِ نـظـر آن سـر و آزادم نـه رفت

گــرچــه در خــلـوت سـرائ وصل باری یافتم
از کمالِ شوق کاری جز [بخر؟] یادم نه رفت

دل شکست از یاس وصلش مومیا کردم طلب
شــوخیـش گـفتـا سـرِ سـامان بیدادم نه رفت

بیــدل از آهِ عشـــاق شـــکــرِ حــق هــنــوز
آب و رنگ آئیـنــه حسـنِ خدا دادم نـه رفت

﴿27﴾

خمـــار بـــادهٔ دوشیـنــه در سـرم بگـرفت
کــه دوش سـاقـی مسـتـانــه در برم بـه گرفت

گـرفـت تـنگ در آغـوشـم و ببوسه نواخت
زهـی طـرب کـه دل از وصـل دلبرم به گرفت

دو مـصـرعه ایست مگر ابروی دوتا معشوق
شـکستیِ ز خـم رشتـه مسـطـرم بـه گرفت

مـن ار چـه مـرگ خـرد [بـودی؟] ولی دلدار
بـه پیـچ و تــاب خـمِ زلف عـنبرم بـه گرفت

چو ذره در سـفـلی مانده بودی [می؟] بیدل
چـنـان عـارض خـورشیـد مـنظرم بـه گرفت

{28}

رخ معشوق قبلهٔ دلها ست

جلوهٔ حسن او ضیای خدا ست

ابروی یار چون کمان آمد

مژه آن شوخ نوك تیر بلا ست

ای نسیم صبا بیار بگو

گرچه دل فارغ از غمِ دل ما ست

کآخر ای شنك و شوخ و شهر آشوب

مگر این شیو هائ شرط وفا ست

بیدل از شوق تست جان بر لب

بر سرش آب بین که تاش چها ست

﴿29﴾

آشفته جمال تو بودن غنیمت است
متقاضی وصال تو بود غنیمت است

از جام حال گرچه نداریم نشه وجد
مشغول با مقال تو بودن غنیمت است

از وصل تو اگرچه دلم نیست بهره ور
مستغرقِ خیال تو بودن غنیمت است

هر چند مسکنِ من ظلمات کثرت است
مستسقی زلال تو بودن غنیمت است

بیدل چو مور گرچه فتاده بپائ پیل
حقا که پائمال تو بودن غنیمت است

﴿30﴾

سرو بالایش ز طوبی باغ رضوان خوشتر است
زهره سیمایش ز مشتری درخشان خوشتر است

زلف مشکینش ز مشك و عنبری صد بار به
و آن لبِ نوشینش از لعل بدخشان خوشتر است

از هلالِ عید شکل ابروی او مطبوع تر
و آن دور خارش ز مهر و ماه تابان خوشتر است

دیدن چشمِ خمارین آن بتِ بادام چشم
از تماشائ هزاران نرگسستان خوشتر است

غنچهٔ دهنش ز صد گلدستهٔ بهتر بود
و از فوا که خلد آن سیبِ زنخدان خوشتر است

تشنهٔ جامِ فنا سیر است از بحر و محیط
نکتهٔ عارف ز صد تاویل نعمان خوشتر است

بیدل از جامِ طلب می در کش و دم برمکش
صبر با فکرت زهر تشریح تبیان خوشتر است

﴿31﴾

ساقیا جام جذب و حال کجا است
باده مستی دهِ خیال کجا است

عزم پرواز لا مکان داری
آخر ای مرغ پر و بال کجا است

گشتهٔ مستعد سیر عروج
راه ممکن سوئ محال کجا است

سفرِ آسمان نباشد سهل
شهپرِ وجد لایزال کجا است

موسی آسا در ایمن عشقم
جلوهٔ نور آن جمال کجا است

خال از خد او نمایان شد
مظهر خد جز بخال کجا است

بیدل از زهد عجب می زاید
رند را فخر و احتیال کجا است

﴿32﴾

مستم ز جام عشق شرابم به کار نیست
هجرم جگر بسوخت کبابم به کار نیست

هر رگ ز جوش وجد سرایند وحدت است
با این نوائ نغمۂ بابم به کار نیست

چون یافت آگهی دلم از قرب معنوی
امید عفو خوف عذابم به کار نیست

منصور وار راز درونم برون فتاد
زین پیشتر ز خلق حجابم به کار نیست

حرفی ز درس وحدت به گرفته ایم یاد
بیدل دگر سوال و جوابم به کار نیست

﴾33﴿

داند کسی که او را منصف در اندرون است
دشمن درون بد تر ز دشمن برون است

اگویتنی و ظلمنا داده نشان بعالم
کآدم عشیق واله و ابلیس ذو فنون است

شیخ و فقیه نازد با خرقه و مدارس
اصحاب عشق فاخر با منصبِ جنون است

گرچه اصول فقه است ورچه عقاید دین
جز عشق هر چه باشد افسانه و فسون است

دارالامان وحدت خوش ما من است بیدل
ارباب وجد حالت ز آفت دوئ مصون است

﴿34﴾

بی خمار است سرم ساقی مخمور کجا است
شجره طورم و آن نعره منصور کجا است

موسی آساره در وادیِ ایمن دار
منتظر مانده که سر جلوهٔ آن طور کجا است

پی به فردوس خرابات ببردیم ولی
می چو شیر و عسل و مغبچه چون حور کجا است

کله از فرقت در حضرت محبوب مکن
مهر بر چاشتگ رسید اکنون دیجور کجا است

دوش از خلوتیان قدس تفحص فرمود
کآخر آن بیدل مستانه و مهجور کجا است

﴿35﴾

روئ تو شمع شبستانه من است
قد تو سرو گلستان من است

سجده کردم بخم ابرویت
زانکه محراب گوِ جان من است

آنکه دل راز نظر بازان برد
جلوۂ عارض جانان من است

زلف او گرچه شب تیره نمود
چهره اش مهر درخشان من است

لب و دندان چو پروین و شفق
در عدن و لعل بدخشان من است

عیش ما تلخ کجا خواهد ماند
پستۂ او شکر افشان من است

کلمهٔ درد کلامِ آشوب
ابجدِ لوح دبستان من است

شاه بیتِ که فزون سازد وجد
مطلع و مبدع دیوان من است

منتشق خاك تو باجان و دلم
عشق تو مشرب عرفان من است

با حریفان که جلسائ تواند
گو که بیدل ز غلامان من است

﴿36﴾

عشق شهبالِ همائ دیگر است
عاشقان را کبریائ دیگر است

حال منصوری معبر قال نیست
درک این مضمون برائ دیگر است

راه بینش جز به سالك کس نه رفت
قطع این هامون به پائ دیگر است

بر خطائ بیدلان خورده مگیر
کین خطانی چون خطائ دیگر است

ملك وحدت را که از غوغا است پاك
ماه و خور و ارض و سمائ دیگر است

حر و قرِّ عاشقان قبض است و بسط
عشق را صیف و شتائ دیگر است

طالبِ دنیا و دین عام است و خاص
عارفان را مقتضائ دیگر است

بیدل از دارالشفا وحدت وجود
فکر را هر دم شفائ دیگر است

﴿37﴾

قیوم قطب دائره عرفان قلندر است
ساقی جام وحدت و وجدان قلندر است

شهباز آشیانۀ لاهوت لا مکان
عنقای کاف سر دل و جان قلندر است

ارشاد او ست بدرقۀ سالکان راه
بخشنده حال وجد به مستان قلندر است

شیخی کمال رتبه بغوثِ کریم یافت
سرتاج زمره بی سر و پایان قلندر است

دیهیم سروری است به فرقِ مبارکش
چون سر گروه جمله رندان قلندر است

در شرع مقتدا به حقیقت خلیفه حق
نسل نجیب شاه شهیدان قلندر است

بیدل که خاکسار جناب شریف اوست
داند یقین که مهدی دوران قلندر است

﴿38﴾

پیش مشتاقِ تو لذت های دنیا هیچ نیست
چیست دنیا بلك نعمت های عقبی هیچ نیست

عاجل و اجل نیارد طالبِ تو در نظر
مطلبِ مجنون به جز دیدار لیلا هیچ نیست

وحدتِ صرفِ تو با کثرت بری از شرکت ست
پرتوِ صد شمع پیشِ نور بیضا هیچ نیست

اختلافِ موسی و فرعون از صورت فتاد
ور به معنی بنگرم فرعون و موسی هیچ نیست

بیدل از وحدت وجود از مطلعِ گردد دلت
جز وجودِ واحد و هستی یکتا هیچ نیست

سلطان بی بدل که شهِ تخت کبریا است
شرفِ مقربان جنابش غم و بلا است

آدم که بود محرم خلوت سرای انس
سرگشته تیه درد و گرفتار ابتلا است

از گرد باد صدمهٔ اجلال عظمتش
کشتی نوح در کف طوفان مبتلا است

بر دو سلام بهر خلیل است آتشی
و از کاردی ذبیح زکی را چه مژدها است

یعقوب را به بیت [الاحزان؟] نشیمن است
یوسف به چاه محنت تن داده قضا است

جرجیس را است سینه کباب از شرار غم
یونس به بطن حوت باندوه آشنا است

کِـرمـان رسیـد هـدیـهٔ ایـوب زان کـریـم
[ز کـریـه] راز ارهٔ سـرمـایـه عـنـا اسـت

یـحـیٰ بـه نـوحـه عـمـر بسر بـرد عـاقبـت
مـقتـول تیغ درد و غـم و کشتـهٔ جـفـا اسـت

مـوسـی بـه نـالـه ارنـی دم زد هـزار بـار
آ خـر بـلـن تـران دلـش آرزده ابتـلا اسـت

تـنگ آمـده ز دسـت هـمـوم آن مسیـح پـاك
زان رو مـقـام او بسـرِ چـار [مین؟] سـمـا اسـت

مـعیـار امتـحـان اسـت گـواهِ خـلـوص زر
زان سـنگ خـورده گـوهـر دنـدان مـصـطفـی اسـت

از زخـم تیـغ درد بـلا خیـز نـاگـهـان
مـجـروح و خستـه حیـدر کـرار مـرتـضیٰ اسـت

از سـاقـی سـقهـم جـامِ غـم و مـحـن
حـضـرت حسـن کشـد کـه شهـنشاه مجتبیٰ اسـت

چون نوبتی به شاه امام الهدیٰ رسید
لب تشنه و شهید به میدان کربلا است

افسوس صد افسوس که سلطان دین حسین
صابر درین معامله حامل چنین بلا است

آن فتح باب کشورِ عرفان وجد محض
و آن مقتدائ کوکبه اصحاب اصطفا است

آن سرو روضه وحدت مطلق شهود عین
و آن ماه آسمان کرامات و کبریا است

آن شهسوار راکب دوشِ پیمبر است
و آن گلبن ریاض علی شاه اولیا است

گفت الحسین منی و انا من الحسین
در شان او شبی که کلامش به جز هوا است

آن قرعۂ عیون بتولی که از حبیب
بستودۂ به بضعته منی به جز ریا است

آن گوهرِ یگانهٔ دریائ معرفت
و آن اخترِ منور از برج ارتضا است

آن سرورِ که روح امین بهر قدر خویش
شبهای مهد جنان آن صاحبِ صفا است

آن آفتاب مشرق فیض و کمال نور
نور مجسم و نیرِ روش پر ضیا است

آن نازنین که حلقش بوسید دوست حق
دردست ظالمان گرفتار صد جفا است

صابر بماند بهر رضائ خدائ فرد
مستغرقِ به حار بقا غیر منتها است

جان داد بهر جانان شرف علو یافت
آن سید اهلِ جنت گو نور مصطفی است

هر کس که در طریق ولائ ست پیشتر
بر خاطرش ز بار محن بیشتر بلا است

فــــرد ابــــروز حشــــر بــــه جــدش زد آوری
اذن شـفـاعــت عــالـمیـان بدل [خوب نهـا؟] اسـت

ای مــومــنــان وقــوع چـنیـن واقــعــه عـظیـم
شــایستــه خــون گــریستن ولایـق [غـرا؟] اسـت

فــرمــود شــاه صــاحــب لــولاك ختـم رسـل
کــو بــر گــزیــده زمـرهٔ بـگــزیـده انبیـا اسـت

هـر مــومـنـی کــه چشـم ترسـتِ ز غـمِ حسیـن
بـی شك بــه صد روضــهٔ رضـوانـش متْـکـا اسـت

گــردر دلــت مــحبــت قـربــائ احـمـد ست
میدان یقیـن کـه جـائ تـو در جنـت العلا است

فــرض اســت حــب آل پـیـمبــر بـقـول نـص
الا لــمــودـة انــدر قــرآن بــرو گــوا اســت

اعــداء خــانــدان کــه ســزاوار لـعـنـت انـد
بـر رغـم شــان یُـؤ ذُون الـلــه در اکتفـا اسـت

بـــر اهـــل بیـــت و جـــمـــلـــه احبـــائ او درود
هـــر دم چـــو بـــارش فـطـــر از حـضـــرتِ خـدا اســت

یـــارب بـــحـــق خـمســـهٔ اطهـــار و خـلف پـــاك
از رجـــس کن تهی دل بیدل کـــه پُـــر خـطا اســت

﴿40﴾

ســـایـــهٔ شهپـــر هـمـــا عشـــق اســـت
رو اقبـــال بـــا بـقـــا عشـــق اســـت

از الـــی الـــلـــه سیـــر ســـالك را
تـــا بـفـــی الـــلـــه رهـنـمـــا عشق اســت

عـــقـــدهٔ قبـــض را کـــه مـــمـــکـــن نیســـت
انـــحـــلالـــش گـــره گشـــا عشق اســـت

از غـــش غیـــرت و کـــدورت غیـــر
صـــاف کـــن جـــرعـــه جـــانفـــزا عشق اســـت

دانش از خود رود بآمدنش
انتها عقل ابتدا عشق است

از پیٔ قتل دیو نفسانی
آب شمشیر تیز لا عشق است

آدم و نوح و لوط و ابراهیم
هریکی حامل بلا عشق است

چه ذبیح وچه یوسف و یعقوب
یکبیك دان که مبتلا عشق است

گرچه یحییٰ ست و گرچه زکریا
شاهدِ عز و کبریا عشق است

با کلیمی کلام سنج شود
رافع روح تا سما عشق است

مصطفی را بخلوتِ معراج
محرم راز آشنا عشق است

از پئ قلع خیبرِ هستی
لائق وصف لا فتا عشق است

عترتی را پئ ترفع قدر
صبر فرما به کربلا عشق است

انبیا را به پایه شرف رساند
مایۂ حال اولیا عشق است

بایزید و جنید و شبلی را
موصلِ عالمِ بقا عشق است

شیخ منصور و شمس تبریزی
سرخوش از بادۂ صفا عشق است

گرچه صنعان است ورچه شریف الدین
مقتبس پرتو ضیا عشق است

از زبان شهنشهِ عطار
قائل کلمه من خدا عشق است

جهد فرهاد و جوشش مجنون
همه تاثیر اقتفار عشق است

سر زد از یك نمود دیگر را
این چنین شعبده نما عشق است

بیدل از عشق التفات طلب
چون ترا محض مدعا عشق است



تواریخ

چون غلام محمد از عالم
به نهان خانه بی نشان به نه هفت
غنچه تنكِ صفات کرده قبا
گل جانش به باغ ذات شگفت
سال خونش از و به پرسیدم
نو گل روضهٔ جنانم گفت ۱۲۶۰ سنه

رباعی اول

دلبر ما که حریص است در اعمال ثواب

مگر آزردنِ ما اجر عظیم دانست

شیوه اش مهر و وفائ است مگر مصلحتی

در خراشِ دل مجروح دو نیمی دانست

رباعی دوم

طریق تو همه لطف و وفا و احسان است

ولی نصیب دلم رنج و درد هجران است

خدا کند که وصالت مدام دست دهد

چرا که یکدم هجرِ تو آفتِ جان است

رباعی سوم

بر رای دلی که مست و شیدا است

این رمز بلطفِ حق هویدا است

کان جلوهٔ نور ذات بی چون

در کسوت حسن عین پیدا است

رباعی چهارم

سالکی کو بره عشقش تاخت

در ره او قدم از فرق بساخت

بلك از شوق وصول منزل

پا ز سر سر ز قدم هم نشناخت

رباعی پنجم

مدح صدیق از کنی خقلی به گوید خارجی است

رافضی گویند مردم گر ترا حبِ علی است

منکرِ خلفا ثلاثه و معتقد شه اولیا

نزد شیعه خارجی و نزد سنی رافضی است

قطعه

اناالشیعة و لکن لا ابرئ

من الخلفاء هم سرج الهدایة

اناالسنی و لکن قائیل الفضل

لقامع خیبرِ والی الولایة

فرد اول

نورِ خدا که خفیه در استار صورت است

نهند آب چشمهٔ حیوان بظلمت است

فرد دوم

شهرهٔ شهر شدم از سبب عشق بتان

ورنه بس جان بلب آمد که برو کس نگریست

فرد سوم

غرض دمی است که در ذکر حق شود مصروف

ورنه عمر بجز یاد دوست بر ما داست

فرد چهارم

بس که حالِ درمندان دید شب چندان نزار

دانهٔ شبنم به جائ اشك باریدن گرفت

فرد پنجم

من و تو یك وجودم در حقیقت

ولی این اختلاف اندر مجاز است

فرد ششم

دور بین است دل صوفی صافی مشرب

آنچه دور است ز ما و تو بوی نزدیک است

فرد هفتم

ز عشق کیفیتِ نقش حسن پرسیدم

جواب داد که این نقش عین نقاش است

فرد هشتم

گفتم دوام وصل ترا طالبیم گفت

دین و دلت به هائ یکی دیدن من است

فرد نهم

فرقۀ ناجیه نزد اهلِ طریقت آن است

که خودی باخت خدا رابحقیقت بشناخت

فرد دهم

مرا چکار بمذهب که ذوق مشرب عشق

ز هستیم سرموئ درون من نگذاشت



باب الثاء

﴿1﴾

بی تماشای جمالش دیدۀ بینا عبث
جز وقوفِ سرّ احدیت دلِ دانا عبث

نور وحدت جلوه گر شد جابجاء سوبسو
مبتلا ماندن بقیدِ کثرت است اینجا عبث

نشئهٔ منصوری اندر سر گرفت عشاق را
واعظِ پندِ تو پیش مست بی سر و پا عبث

ذره ذره آفتابش را شده آئینه دار[وار؟]
تو بظلماتِ خودی سر گشته و شیدا عبث

ذات بی چونش بشکل چون تجلی می کند
دیدۀ تاویل عقلی مانده زواعمی عبث

درمیان لیلیٰ و مجنون سرِ مو فرق نیست
در سرِ مجنون هوای دیدنِ لیلا عبث

بیدل ار خود را شناسی حق شناسی این بود
من عرف نه شنیده دل افتاده در سودا عبث

﴿2﴾

الغیاث ای شاه مردان الغیاث
الغیاث ای شیر یزدان الغیاث

الغیاث ای بو الحسن و بابِ علوم
یا مغیث مستغیثان الغیاث

الغیاث ای شمع بزمِ مصطفی
ساقی پیمانه عرفان الغیاث

الغیاث ای دُرِ درجِ لافتا
گوهر افروز دل وجان الغیاث

الغیاث ای صفدر و عالی جناب
درد ما را بخش درمان الغیاث

دل ز زخم نا امیدی خسته ماند
ای مسیح خسته حالان الغیاث

شیوۀ خوبان دل ازاری است بس
از جفائی این حریفان الغیاث

غمزۀ آن چشمِ خونم ریخت و رفت
ماند زخم از تیر مژگان الغیاث

هندوی خال سیاهش بی گناه
زد بخیل اهل ایمان الغیاث

خاطرِ مجموع رندان مبتلاست
در خمِ زلفِ پریشان الغیاث

جان ز زلفش نکهت یوسف شمید
مانده در چاه زنخدان الغیاث

عمر شد فرهاد دارم[وارم] تلخ کام
زان لبِ شیرین و خندان الغیاث

لیلیم محمل نشین گردد مگر
می نهم رو در بیابان الغیاث

روزگار فرقت احباب را
نیست پایان نیست پایان الغیاث

مدّعای دل وصال دلبرست
ای معین عشقبازان الغیاث

قامتش کوچون قیامت قائم است
زان قدِ آفت خرامان الغیاث

کیست بیدل عارف شیراز گفت
الغیاث از جور خوبان الغیاث

﴿3﴾

عاشق و مستانه ماندم الغیاث
پی رخِ جانانه ماندم الغیاث

گل رخان شمع جفا افروختند
سوخته چون پروانه ماندم الغیاث

شمع از فانوس بیرون برده اند
مادرین کاشانه ماندم الغیاث

دور دور از نو بهار حسن دوست
با دل دیوانه ماندم الغیاث

ز آشنائی بزم میثاقِ الست
[ای چنن؟] بیگانه ماندم الغیاث

با غمِ حسرت به یادِ عهد وصل
همدم و هم خانه ماندم الغیاث

تشنهٔ یك جرعه آبِ آتشین
بر درِ میخانه ماندم الغیاث

موسمِ فصلِ بهاران در رسید
بی می و پیمانه ماندم الغیاث

در صفِ مستان جامِ معنوی
عاقل و فرزانه ماندم الغیاث

چون صدف بکشاده لب سوئی فلك
بهر آن در دانه ماندم الغیاث

بیدل از بارانِ رحمت خشك لب
در زمین چون دانه ماندم الغیاث

﴿4﴾

خسته چشمِ پُر خمارم الغیاث
بسته زلفِ مشکبارم الغیاث

سلسبیل و کوثرم در کار نیست
تشنه لعلِ آبدارم الغیاث

العطش با ساقیان دارم خطاب
خواستگار می زیارم الغیاث

خار خار از سینه بیرون کرده ام
بلبلِ آن نوبهارم الغیاث

شوخیِ چشمِ پری رویان دهر
برد سامانِ قرارم الغیاث

بهر تصویرِ جمالِ ساده رو
فارغ از نقش و نگارم الغیاث

تا ز رخسار افگند یارم نقاب
روز و شب در انتظارم الغیاث

بے گناه از نوک تیرِ آن مژه
مدتی شد دل فگارم الغیاث

عاشق و آشوفته روی نگار
خسته و زار و نزارم الغیاث

بسمل آسامی طپم در خاك و خون
زخمي آن شهسوارم الغیاث

تا مگر شیرین هم آغوشم شود
تیشه زن در کوهسارم الغیاث

از جنابِ حضرت صاحبدلان
لطف را امیدوارم الغیاث

ظاهر و باطن چو بیدل از [اله؟]
رحمتش را خواستگارم الغیاث

﴿5﴾

چو حسنِ خفیه او را عشق بر اظهار شد باعث
ظهورِ حسنِ او دل را بر استبصار شد باعث

لب از هم وا نمودن شیوهٔ عشاق بی خود نیست
و لیکن جوشِ دل بر کشفِ این اسرار شد باعث

چو دست افشاند از دارین همتِ عالی حلاج
هجومِ حالتِ او را بر حصولِ دار شد باعث

حجابِ هستیِ موهوم زان کس مرتفع گردد
که شوقِ او را بر استیصال این دیوار شد باعث

بهارِ زندگانی را خزانِ مرگ در پیش است
خوش آن دلکش طلب بر کاهشِ پندار شد باعث

نیارد نکتهٔ صاحبدلان را منکر اندر گوش
دلِ بوجهل را فرقان بر انکار شد باعث

بهر شکلی تجلی می کند بیدل مگر او را
دمِ أَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفُ برین آثار شد باعث



رباعی

و هو معکم گفت تو سر در بیابانی عبث

نخن[سخن؟] اقرب گوش کن دور از چه میرانی عبث

مژده فی انفسکم آمد چاره سازِ سالکان

جانبِ آفاق منتظرانه حیرانی عبث

فرد

فقها و قاریان را باشد بهم مقالات

گم گشتگانِ حیرت رستند از مباحث



باب الجیم

﴿1﴾

بحرِ ذات از اهتزاز باد عشق آمد به موج
گه نمایان شد ز پستی گه نمایان شد ز اوج

سوی مضمار شهادت هر دم از غیبی رسد
عالمِ جان با وساطت تن پیا پی فوج فوج

نیست جز آن ذات یکتا لیك چشمت زا حولی
فیل و اسب دمیش بیند اشتر و نر گائو فوج

حسن مطلق شد پدیدار از مظاهر مختلف
بنده و سلطان و عام و خاص و مستغنی و حوج

در مثالِ عارف و سالك بجز پامیدور
در تمثل زاهد و حاجی نماید مشی و سوج

در ترقی در تنزل پاك زین هر دو صفت
در سکون و رحلت و باشد بری از رحل و غوج

گر نقاب از چهره احدیت بر انداز و[د؟] نگار

بیدل آثاری نماند از شهودِ فرد و زوج

﴿2﴾

ای رفیق شفیق تند مزاج

شوخیت را زوال بودی کاج

العطش گفته جان رسیده بلب

بر درِ ساقیان چو تشنهٔ حاج

شوخیت بر دلم شکیب آورد

هم چو سنگی که اوفتد بزجاج

گفتگویت درِ سماع به بست

لبت از قند مصر برد رواج

ترک چشمت زخّد ترکستان

گر تقاضا کند دهند خراج

زلف مشکین ترا رواست اگر
ز آهوان ختن ستاند خراج

گل رخا در لبان شکر داری
گل شکر مرضعیف راست علاج

ای بخاک در تو روح امین
نظر لطف را بجان محتاج

بیدل امید عاطفت دارد
از جناب تو ای سلیمان تاج

(3)

جمال مهوش بی پرده ام نمودی کاج
صفاش زنگ ز آئینه ام زدودی کاج

نهان بجلوهٔ معشوق گفتگو دارم
که وصل تو گره از کار ما کشودی کاج

نگاه نرگس فتّان آن پری جولان
قرار از همه آزادگان ربودی کاج

بخواب رفتم تا بینمش پیاله بدست
شراب بیغش او نشّه ام فزودی کاج

نمود عشرت بیدل چه سود بعد از مرگ
وفاش ساقی بزمِ حیات بودی کاج

﴿4﴾

سرم فتادۀ خاكِ در تو بودی کاج
نظر بران رك مه منتظر تو بودی کاج

دل از فراقِ تو بیمار ماند دستکهش
به بوسه لعل شفا پرور تو بودی کاج

به تخت خسروی خوش نشستی ای جمشید
حضورم آئینه اسکندر تو بودی کاج

برای دفع غمِ زهد خشکت ای واعظ
مقام شیشه می منبر تو بودی کاج

بگلشنی که صبا را ز دور میرانند
دلِ رمیده هم ساغر تو بودی کاج

ظلام غیرت در تجلوه گاه حسن بقا
فنا ز عکس رخِ انور تو بودی کاج

بر آستان تو بیدل نهاد روی نیاز
علی الدوام مقیم در تو بودی کاج

﴿5﴾

الف قدرت چون دبیرانِ قضا کردند درج
بهر جانِ قمریان سروِ بلا کردند درج

کاتبانِ صنع جبرستان با قلامِ ستم
شاه بیت ابروز دیوانِ جفا کردند درج

نبض شناسانِ عالم بهر بیمارانِ عشق
از لبِ تو نسخه قانونِ شفا کردند درج

مــــانیــــانِ احســـن الـتـــقــویــم زیــن خـــالِ سیـــاه
نقـــش مشك افشـــان در اژ رنگ صـفـا کــردند درج

کــی تــوان شستـــن بــه تـدبیرش کــه بر لـوح فـواد
مـصــرع زلــفــش ز بـحر اشکسـتـه وا کــردنـد درج

مهتــم گـــردد ستــمــگــر گـــر چــه نقـا شــان قـدر
مــقتـــل شهـــدا بـدشــتِ کــربـلا کـــردنــد درج

دل طـلــب کن بیدل از شــاهــی کـــه بر ورقِ ظهور
صـدمـــتِ ذاتـــش بـکـــلكِ لا فتـــا کـــردنـد درج

﴿6﴾

زهّـــــاد را بــــلّـــذت دنیـــــا چــــــه احتیــــاج
عشّـــاق را بـــنـــعــمـــتِ عـقبــی چــه احتیــاج

هــر کــس کــه غـرق گشت به دریای بی خودی
او را بـــه فیــض صـحبـتِ عـقـلا چــه احتیــاج

منصور دار هر که بلندی ز داریافت
او را به فخر منصبِ ملّا چه احتیاج

هر کو به سرِ وحدت ماهر شد از الست
او را به فرق مجنون و لیلا چه احتیاج

اسلام و کفر هر دو غشاوه حقیقت اند
ما را به فرق صورت و معنی چه احتیاج

باشد سیاه و سفید نمودار ذات عین
حق را به قید [قبح؟] و زیبا چه احتیاج

بیدل کسی که واقفِ وحدت وجود شد
او را به فهم خفیه و پیدا چه احتیاج



قطعه

زهر نمود که در دیدنِ تو می آید
ظهور کرد جمالش چو محورِ وهّاج
محیط وحدت او چون بیخشی آمد
پدید گشته شهودش به صورتِ امواج

رباعی اول

بشیب و بالا است آن یگانه اگرچه نازل اگرچه عارج
همون عیان و همون نهانه اگرچه داخل اگرچه خارج
همو است خاکی همو است ناری همون خزان همون بهاری
چرا تو جن و بشر شماری بهانه آمد تراب و مارج

رباعی دوم

عاشق زار توام از من ز نهار مرنج
قدر دلداده خود ایدوست نگهدار مرنج
گرچه جورست و جفا رونقِ بازار بتان
تاتوانی تو ازین خسته دل و زار مرنج

رباعی سوم

نیست تشبیه سهی با قدر رعنائی تو هیچ
نسبتِ گل نه بود با رخ زیبائی تو هیچ
گر قدم رنجه کنی سوئی من ای مایه ناز
کم نخواهد شدن از قدر معلائی تو هیچ

رباعی چهارم

از بحث مذاهب دل روشن نشود هیچ
حاصل بجز از تفرقه خاطر نبود هیچ
از خار تعصب ره مذهب چو تهی نیست
جز شاه رهِ وحدت سالك نرود هیچ

فرد اول

گر ز بال و پر خود افشانی تو گردِ شرك را
گرددت آسان بسوئی عالمِ بالا عروج

فرد دوم

صور اگرچه هزار است معنی ست یکی
بود بروز کواکب بظلمت شب واج



﴿1﴾

خنجرِ ناز ترا قتل غریبان است مباح
سرخی لعل ترا خون یتیمان است مباح

گرچه دربار گهِ وصل سخن بی ادبی است
نالۀ بلبل در صحن گلستان است مباح

عاشقانِ سر نکشند از حظ فرمان حبیب
در رهِ صدق وفا رابطه صنعان است مباح

نقش پای سگ لیلی سر مجنون ارزد
سجدۀ عشاق به تصویر رقیبان است مباح

تا بیادِ لب نوشین تو شکم جامی چند
بادۀ بیغش در مشرب اندان است مباح

گفتمش دوست نشاید که زند بر سر دوست
گفت در مذهب ما ضرب حبیبان است مباح

شیــر مـــادر بــودش خــون مـحبــان بیدل
کـو هـمیریـز کـه با فتوی نعمان است مباح

﴿2﴾

خـالق الاصباح کز عکسِ تو پیدا کرد صبح
از بُنِ هــر مــوت پـندارم هـویـدا کـرد صبح

در شبیـخـون غـمـت هر شب گریبان میدرد
کـز بیاضِ عـارضـت قطعِ سویدا کرد صبح

بـا نسیـم مــقدم خـورشیـد حسـنِ نـوبهـار
غـنـچهــای خــاطرِ دیـوانگـان وا کـرد صبح

بــلبـل از تـدریــس گـلبـن ذره آسـامیـطپد
کـوئیا والشمس بر ورقِ گل انشا کرد صبح

بسـکه ذرّاتِ هوا در عشق وی رقصان شدند
جـلوهٔ مهـرِ رخـش را عــالم آرا کـرد صبح

در صفِ مستان غم ساغر برنگِ آفتاب
خون دلرا از تلالو عشق صهبا کرد صبح

از تپکشدهٔ بلا جامِ برندان میدهند
بادهٔ محنت [کشانراتشنه؟] افزا کرد صبح

با هزاران نزهت از لمعات فیض آیات خود
سر و قدش را به باغِ سینه رعنا کرد صبح

خستگانِ حسرت از تیغ جفا بی سر شدند
بر سر ایشان آفتابِ حشر برپا کرد صبح

جوهرِ حسنِ رخش به نمود ز آفاقِ شهود
از ظلام آئینه دل را مصفا کرد صبح

بر سرِ طورِ صفا بیدل در ارنی زدم
موسی جانرا بجلوه دست بیضا کرد صبح

(3)

گزشت عمر عزیزم در انتظار قدح
کجا است ساقی کوثر[کوپر؟] دهد بیار قدح

چه می که صد فولاد بشکند جوشش
نه آن شراب که باشد در اختیار قدح

من ارچه قصهٔ تحریر باده میخوانم
چو یار ساقی گردد کشم هزار قدح

کسی که میکدهٔ عشق را مجاور شد
ندارد الّا در سینه خار خار قدح

ز رخ نقاب بر افگند ساقی بزمم
عطا نمود پر از باده بی خمار قدح

چگویمت کز برقِ نگاهِ نرگس مست
زدی بخرمن زار ورع شرار قدح

بیا بـه مـحفلـم و جـام مـی بـه بیدل ده
کـه زهـد خشک نـمی داند اقتدار قدح

﴿4﴾

ذات است و صفات است همو جسم همو روح
هم لیلی رعنا است همو مجنون مجروح

گـه آدم نـا میـد بـگـویـد کـه ظـلـمنـا
گـه لا تـذر آرد بـزبـان در صفـتِ نـوح

دیـوار هـوا تـانکنی منهدم ای دوست
بـر روی تـو هـر گز نشود این در مفتوح

آسـان نبـود جـرعـه چشیدن زمـی عشق
الّا بشـکسـت قـدحِ هستـی مـقـدوح

هـان تـانکنی شکوه ز فاسق که قلم صنع
هر گـونـه رقـم کـرده چـه محمود چه مقبوح

هرچند که در شرح نیامد کلیم [نیا مکلم؟] وجد
جوش غم نا گاه کند شمع مشروح

بیدل ز جنابِ شه شهدا مددی خواه
تا غور تو سازد کرم آن سرور ممدوح



رباعی

دلی که وارسدش بوی عالمِ ارواح
بشوق عزم کند سوی عالمِ ارواح
ز الفت عالم اجسام کی بیا بد ذوق
کسی که دیده دمی روی عالمِ ارواح

فرد

دامنِ مرد خدا سخت [بگیرار؟] مردی
[همت؟] قطب شود رونق ده کار نصوح

فرد

تا تو از دعوی پندار نیای بیرون
با حریفی که غیور است نمی گردد صلح



باب الخا

﴿1﴾

بدشت هایل درد و بلا مرو گستاخ
براه عشق سراپا عنا مرو گستاخ

ز خویش دور بران تا بمنزلی برسی
بپای عقل سبیل فنا مرو گستاخ

مقال فقر کلیدِ درِ معاش مساز
طریق دین بپای دغا مرو گستاخ

بپای عترت سر باز سرفرازی یاب
وگرنه هان بسوی کربلا مرو گستاخ

گرت فریب دهد نفس دون چو ابنِ زیاد
چو سعد براهِ خطا مرو گستاخ

میان موسی و فرعون فرق بسیار نیست
چو بلعم از پی حرص و هوا مرو گستاخ

معاونت بطلب بیدل از رفیق طریق
به بحر وحدت بی آشنا مرو گستاخ



رباعی

میکوش کیه دیوار هوا را بکنی بیخ
میجوش کــه آثار هوا را بکنی بیخ
با اذن و معونت بکف آورده تبرلا
برزن کــه تو اشجار هوا را بکنی بیخ

فرد

کوه کن آسا بزن تیشهٔ فکرت بدل
بو کـه ز جهدِ بلیغ موم شود سنگ لاخ



﴿1﴾

هستی بخت تو در هر چه وجودی دارد

گرچه غایت ز نظر ما است شهودی دارد

ذاتَ بیرنگ تو از وصف نمایش پاك است

جلوه حسنِ تو بصد رنگ نمودی دارد

مرغ فرهنگ کجا پر به هوای تو زند

پشه تا سدره کجا زهره صعودی دارد

جان سر مست تا که شنیده است الست

به بلی معترف و سر بسجودی دارد

هر که پیش رخ تو سجدهٔ شکرانه نمود

نه قیام و نه رکوع قعودی دارد

سر توحید نشد برهمه عالم مکشوف

دار معذور کسی را که جحودی دارد

همه چیزش است بهر چیز وجودش واحد
قل هو الله احد بیدل سودی دارد

﴿2﴾

فکر عیش از سر شوریده بدر باید کرد
فتنه چون در وطن افتاد سفر باید کرد

بکمان ابرو معشوق زه چین شد راست
پیش تیر مژه اش سینه سپر باید کرد

یار گر یکدل باشد ز رقیبان چه خطر
چون دو دل گشته ز بازیش حذر باید کرد

درد دل ما که ز اطبان پذیرد درمان
مکرش حیله بدعوات سحر باید کرد

مهوشان لهری مهر و وفا کم دارند
سر دیدار مه فلك دگر باید کرد

بادۀ نفی به پیمای که در معرکه عشق
با شکستِ تن خود زود ظفر باید کرد

خاک بوسی کهان آب رخ بیدل ریخت
خاک درگاهِ مهان کحل بصر باید کرد

﴿3﴾

پرتو معنی مطلق چو بصورت افتاد
نور وحدت بسراپردۀ کثرت افتاد

خاک با شرف قدم بوسی محبوب رسید
آتش از نخوت بر خاک مذلت افتاد

قرعۀ رحمت با نام بشر بار زدند
قسمتِ ابلیس همه قرعۀ لعنت افتاد

عاشق عارف نوشید می از ساغر عیش
عاشق هالك در میکده حسرت افتاد

طرفه تر بازی انگیخت ظهور حسنش
خاك واصل شده و نار بفرقت افتاد

آن یکی آئینه سا پیش رخش حیران شد
و آن دگر زلف دو تا دیده بغیرت افتاد

بیدل از رفتهٔ تقدیر مکن شکوهٔ چند
باش راضی به قضای که بقسمت افتاد

﴿4﴾

صوفی از وحدت وجود ار مسئله گویان شوذ
مرد متکلم بشوخی زو علل جویان شود

گفت متکلم که من بیزارم از حقی که او
در تصور گربه و سگ جلوه پردازان شود

صوفیش گفتا که من بیزارم از حقی که او
از لباس گربه و سگ پر تو کم اندازان شود

علم را حلمی بباید ورنه عالم تند خو
بهر پنداری که دارد رانده چون شیطان شود

فکر را صبری بباید ورنه درویشی ضجور
در گزاف کاملیت موردِ نقصان شود

سالكِ منکر شریعت تیشه زد برپای خود
عالمِ منکر طریقت غرقهٔ طغیان شود

بیدل از شرع و حقیقت با تن و جان بهره گیر
فرخ آن سالك که جامع طاعت و وجدان شود

(5)

نیه شورشِ دلم افسانه خاك خواهد شد
که ناله ام ز سمك تا سماك خواهد شد

غمم نه عالم اجسام را است دامن گیر
که حبیب عالم ارواح چاك خواهد شد

بعزّ عشق که از انتقام حق نرهد
کسی که کرد هلاکم هلاك خواهد شد

اگرچه نخوت و انکار و کبر در سر او است
به مهلت اندك سر در مغاك خواهد شد

بتا اگرچه ملولی ز صحبتِ بیدل
یقین شناس که روحی فدا خواهد شد

﴿6﴾

اذا لقت المحبته بالفوادِ
فلا یبقی هواءٌ للمرادِ

فهی کالنار اذ توقع فتحرق
سوی المعبودِ فی صدر العبادِ

بها هامت عقولٌ ضلّ فهمٌ
وهی فی ذاتها عینُ الرّشادِ

اذا عرضت اباها کل شیء
سوی الانسان یحملها کزادِ

حملها و انتسب بالجهل والظلم
لمحویۃٍ و اتلاف العنادِ

فهی کالبرق اذ لمعت فصارت
زراعته حادثاتٍ کالرمادِ

وجلۃ العشق فی الوحدہ معینا
هو القادر علی امر اتحادِ

﴿7﴾

یار را پنداشتم یاری ولی یاری نشد
گفتمش غمخوار ما ی باش غمخواری نشد

آشنای بادلِ یکتای با ما داشتی
لیک بهرِ آشنا بیگانه زاغیاری نشد

در رهِ مهر و وفایش دل فدا کردیم و جان
او بعهدِ خویشتن با ما وفاداری نشد

شکوه از محبوب کردن شیوهٔ اخلاص نیست
لیکن افسوسی که عجزم را خریداری نشد

بیدل از حسرت چو بلبل آه جانکاهی مکش
کاندرین بستان سرای گل بجز خاری نشد

(8)

آن کسان کز دل ظهور حسن یکتا یافتند
گوهرِ نایاب را از قعر دریا یافتند

سر درون بردند در جیبِ فنا از جذبِ شوق
آنچه پنهان است از ما و تو پیدا یافتند

ماهرانند از ازل با نکتهٔ علمِ معنوی
صد علوم از نکتهٔ نادانیِ خود وا یافتند

از کوسِ معرفت نوشیده صهبای وصال
سرخوشی زان نرگس سرمست شهلا یافتند

چون برون رفتند از بند تعلق شش جهت
لامکان را عرصهٔ جولان جانها یافتند

شمع اثبات از فروغِ نفی تن افروز ختند
هر دو عالم را بلا بسپرده الا یافتند

از شهودِ حسن محبوبِ ازل کشتند نور
فوق ملکوت السما درجات اعلا یافتند

طی مراحل کرده در مهدِ فنا خوابیده اند
روشنی عشق از کمالِ دیده بینا یافتند

دست شستند از هوا داری خوانِ کفر و دین
برگ بی برگی برای جان مهیا یافتند

در مقاماتِ وجوب آگه شدند از سرّ جان
خویش را فارغ ز امکان و تقاضا یافتند

از مئی منصور مستی عشق در سر شان گرفت
نسیه صورت داده از کف نقد معنی یافتند

ثمرهٔ هستی ندارد بید اوقات جنون
کفر و دین برهم زدند از عشق اجلا یافتند

بیدل از کف دامنِ آن پاکباز ایزا مهل
کاندرین کدرت دل و پاك و مصفّا یافتند

﴿9﴾

کشتی دل چو درین بحر خطر می گزرد
موج آن قلزم زخّار ز سر می گزرد

بادبان عقل کجا صورت تسکین بندد
که تموّج ستم از لنگر بر می گزرد

اندرین ورطه که همه آب روانش خون است
بر سفینه امل اطوار دگر میگزرد

کامیابی نه حصول است بدین سنگدلی
رشته از نرمی در سینه گهر میگزرد

جگرِ شیر نداری سفرِ عشق مکن
سبزهٔ تیغ درین ره ز کمر می گزرد

عاشق بی سر و پا بال طلب بکشاده
از رهِ عرش سبک رو چو نظر میگزرد

لا مکان سیر گهِ صوفی بی سر گردید
خون فرهاد ازین جو بضرر میگزرد

گاه هستی تو چه و صرصر آشوب فنا
که چنین تیر ز افلاك بدر میگزرد

شاه منصور ز دارین طمع ببریده
بس دلیرانه سوی دار دگر میگزرد

این قدر مت شد از ساغر معنی سرمد
کز غمِ حادثه هر فتنه و شر میگزرد

تو که بیدردی هرگز نتوانی دانست
که بعرصات دل ما چه حشر میگزرد

هوشیاران ز طلسمات عجائب ترسند
عاشقِ مست ز آشوب حزر میگزرد

سینه را کرده سپر بیدل استاده بقلب
که خدنگِ توز آماج جگر میگزرد

﴿10﴾

عاشق و معشوق از مصدر حقیقت واحداند
هر دو بی شبه و گمان مظهر حقیقت واحداند

عاشق و معشوق بی ذات اند در اصل وجود
در نمودارند دو و اندر حقیقت واحداند

ناز آئینه نیاز است و نیاز آئینه ناز
هر دو حرف آرایش دفتر حقیقت واحداند

بیدل از آئینه صورت عکس و معنی دیده گیر
فی الحقیقة باطن و ظاهر حقیقت واحداند

﴿11﴾

کدام دیده که از دیدنت پر آب نشد
کدام سینه کز آتش غمت کباب نشد

کدام سر که نه سودا گرفت از زلفت
کدام خانه که از چشم تو خراب نشد

کدام زاهد مستور و عابدِ محجوب
که جرعه جام تو نوشیده بی حجاب نشد

کدام مردم بیدار کارد هشیاری
که دور نرگس تو دیده و بخواب نشد

کدام خاطر مجموع کز سر زلفت
خبر رسید بگوشش در اضطراب نشد

کدام مرد سخندان بصد ادا فهمی
سخن شنید ز لعلت که لاجواب نشد

کدام عاشق امیدوار چون بیدل
در وصال ترازد که فتح باب نشد

﴿12﴾

هر کو بدان جناب بعجز و نیاز شد
بر روی او دری فیوضات باز شد

در دید های عارف از تن گسستهٔ
مظهر حقیقت آئینه حسنِ مجاز شد

یعقوب را ز پیرهن نکهتی رسید
محمود مست شیفته روی ایاز شد

ظاهر پرست زاهد از حال عاشقان
واقف نشد بطعنه زبانش دراز شد

بیدل سر متاب ز سوز و گداز عشق
سوز و گداز منصب هر عشق باز شد

﴿13﴾

ای دل از دردِ فراقش ناله آهی تابچند
مشت خس ما دور زان برق نگاهی تابچند

شد کفِ پایم پُر آبله و تنم فرسوده لیک
نیستم آگه که باشم رو براهی تابچند

ای که بافرو تجمل خسرو خوبان شدی
بر درت فریاد ساز و داد خواهی تابچند

آفتابِ شیر گر آمد جمالِ روشنت
زلف چون عقرب بگردِ رخ چو ماهی تابچند

جهد کن بیدل بُشو مستغرقِ بحر عدم
ناله و فریاد شام و صبحگاهی تابچند

﴿14﴾

جمال حسن تو در دیده ام مبصور باد
ز شمع روئی تو کاشانه دل منور باد

اگرچه وصل تو بیرون ز حدِ امکان است
خدا کند که به غمدیدگان میسر باد

شبِ لحد که ببالین خاک سر بنهم
هوای عشق تو تا صبح حشر در سر باد

به محفلی که کشای گره ز زلف دوتا
دماغ مجلسیان مو به مو معطر باد

بوادی که درو مشکل است گام زدن
امید وصل تو دل را رفیق رهبر باد

درِ تو محبط ارواح عالمِ علوی است
مدام شوقِ دلم خاک بوس این در باد

اگرچه بیدل شایسته قدر صحبت نیست
به داغ بندگی حضرتت نشان ور باد

﴿15﴾

روزگار ایست که دل خسته و حیران به ماند
ره به معمار نبرده است بویران به ماند

بر درِ اهلِ دلان بهر مدد آمده ام
کین دل از مایۀ امید به حرمان به ماند

مژدۀ ارجعی الهام کان فرماید
وصل با اصل دهدش که به هجران بماند

سوی نزهت گه ارواح به تاید نظر
رهنمائید دلی را که به طغیان بماند

لطف شاهانه نماید بیارید برون
یوسفی را که درین مصر به زندان بماند

بسرا پردهٔ خاصان که جمع الجمع است
هان در آرید دلی را که پریشان بماند

بردرت آمده ام هین به ترقب وافی
لطف فرما که دلم دور ز عرفان بماند

رحم کن بهر خدا برمن مسکین بفور
زانکه جان مضطرب از فرقت جانان بماند

لطف کن لطف به بخشا بدلِ مرده حیات
زانکه چون تو بجهان مهدی دوران بماند

نالهٔ بیدل بشنو بکرم دستش گیر
که بسا مدت رفته که در افغان بماند

در تاریخ وصال قلندر لعل شهباز قدس سره

سرورِ سند قلندر که زهی سلطان بود
مخزنِ سرّ لدن مطلعِ نورِ جان بود

شاهبازی است که در عالم تمکین عروج
وصف طیرانش بیرون ز حدِ امکان بود

دُرّ دریای معارف چمن باغ بقا
مرقدِ روشن او شهره به سیوستان بود

جامعِ شرع و توحید شهِ قطب الدین
میر مخدوم حسینی و ولی عثمان بود

دل چو تاریخ وصالش بجسته ز سروش
هاتفم گفته که او لعل یمن عرفان بود ۶۵۰ھ

﴿17﴾

در تاریخ وصال مخدوم نوح قدس سره

مکملی کزخم وصل باده نوش آمد
زغلّ و غش دوی آزاد چون سروش آمد

محیط وحدت کو همچو گنج مخفی بود
به حُبِّ معرفتِ ذات خود بجوش آمد

برای آنکه نهان ماند آن ظهور کمال
لباس صورت آورده پرده پوش آمد

چو سوی اصل دگر کرد عزم با صد شوق
زبان مظهر خود بسته و خموش آمد

چو دل نمود طلب سال و صلش از هاتف
ز هاتفم هو شیخ الولی (۹۹۸ھ) بگوش آمد

عشقِ گر این است چندین خانها ویران شوند
اهل دانش دین همه سر گشته وحیران شوند

آن کسان کز ورع تقوی معتکف ماندند عمر
این زمان از شورشِ دلهای سر گردان شوند

مانعانِ وجد [و] مستی گر چشند این شربتی
جبه و دستار را به گذاشته عریان شوند

زاهدانِ با صلاح و عابدانِ متقی
در پئی خوبان ز دردِ عاشقی گریان شوند

بیدل ار بدنام شد در عاشقی پروای نیست
عشق گر این است چندین بی سر و سامان شوند

﴿19﴾

آنکه از حسن چو خورشید رخ انور دارد
بلك مهر از رخ او چهره منور دارد

واله حیران شدم آندم که به دیدم رویش
الله الله چه جمالی است که دلبر دارد

لطف گفتار مسیحا نفسش را نازم
خورم آنکس که ازو بهرهٔ وافر دارد

یار من بر فگند چونکه نقاب از رخ خویش
روشنی چهرهٔ او پرده ز دل بر دارد

بیدل از عشق بهره عرفان بیاب
حسن را نیک نظر کن که چه گوهر دارد

﴿20﴾

نوشیده ام به جام محبت شراب وجد
شد نفچهٔ دلم ز حرارت کباب وجد

گردد منیر شمع صفت جان آن کسی
کز حسن تافته بسرش آفتاب وجد

گردد دلت ملول ز اوراق فقه و نحو
چون بشنوی ز پیر طریقت خطاب وجد

دفتر معاملات و عبادات طی کند
هر کو مطالعه به نماید کتاب وجد

بیدل مده تو دامن پیرِ مغان ز دست
روزی کشی ز دستش صهبای ناب وجد

صبر از دلم رمید خدا را مدد مدد
جانم بلب رسید خدا را مدد مدد

این قفل را چو نیست در اکناف عالمی
جز لطف تو کلید خدا را مدد مدد

ای باعث سرور وجود شریف تو
غم بر سرم دوید خدا را مدد مدد

دستم بده ز چاه ضلالم برون بکش
ای خلق را رشید خدا را مدد مدد

با آنکسی که رحم ندارد بحال من
شد کار من شدید خدا را مدد مدد

آن آتشی نهفته که می سوخت سینه ام
شد شعله اش پدید خدا را مدد مدد

بیدل جز آستان تو ملجا دگر ندید
گشت از تو مستفید خدا را مدد مدد

﴿22﴾

خود را به جهان جلوه گری خواهم کرد
آخر به پیت ترک سری خواهم کرد

شمشیر به کف قتل العشاق خوش است
من سینهٔ خود را سپری خواهم کرد

در آتش نمرود ترا خواهم سوخت
زو همچو خلیلی گزری خواهم کرد

تلخی فراقی بچشانیم ترا
زهری که فشانی شکری خواهم کرد

امروز ترا زین وطن آواره کنم
بر بوئی تو از خود سفری خواهم کرد

در عالم اجسام فرستیم ترا
حاشا که بغیرت نظری خواهم کرد

بیدل رسد از ما بتو الهام وصال
حقا که قدم را ز سری خواهم کرد

(23)

شبی معائنه حسنِ تو محفل آرا بود
میان مجمع عشاق از تو غوغا بود

فگند غلغل حسنِ تو شور در بزمم
ز دور چشم تو از بس که باده پیما بود

توان خرید شهِ مصر صد چنان لیکن
بهای یوسف نقدِ دل زلیخا بود

خرید وصل ترا شوق خاطرِ عشّاق
ولی کرشمۂ چشمِ تو فتنۂ جانها بود

تلطفی کن یاد آر کاندرین مجلس
نگاه مست تو سر جوش ساغرِ ما بود

نه این زمان دل بیدل فریفته روی و شد
که جان به بزم ازل مست چشم شهلا بود

(24)

وا حسرتا که دل ز فراق تو خسته شد
ابواب وصل برزخِ عشاق بسته شد

بر پای بود می ز نشاطه وصال تو
بارِ غم تو آمد پشتم شکسته شد

تا آب تاب دادهٔ شمشیر ناز را
حقا طناب طول امیدم گسسته شد

عین الیقین معائینهٔ جرأتش شود
جانی که از علایق جسمانه رسته شد

بیدل ز دوری رخت ای آفتاب حسن
در خون دل چو لعل سراپا نشسته شد

(25)

سرمهٔ چشمِ تو جز بختِ سیاهِ ما مباد
جوهرِ تیغِ تغافل تو جز آهِ ما مباد

گر ز تو یك مو کشد سر خاطرِ دیوانه من
جلوهٔ حسنِ تو منظورِ نگاهِ ما مباد

فارغم از قصهٔ مدحِ امیرانِ جهان
جز گدای کوی جانان بادشاهِ ما مباد

هر که باشد وحشی از تن واصل جانان شود
جزن حریمِ لا مکان زین سیر راهِ ما مباد

تاج شاهی را نخواهم بیدل از فخر افتقاد
جز بخاك عتبهٔ خوبان کلاهِ ما مباد

﴿26﴾

جمالش تاره دلهای صاحب انتظاران زد
جلالش قرعۀ حسرت بنام بی قراران زد

نه تنها ما ضعیفان را دل از دستِ جفایش حسنت
که تیغِ سطوتش اول بفرق تاجداران زد

ز جبرش گریبان شازم ز سنگِ خون روان گردد
که نوکِ غمزۀ چشمش بر اهلِ ذی الفقاران زد

به جولان گاه جبروتش چه ازرد عجز مظلومان
که دستِ صدمتش تنها بخیل شهواران زد

بصحرائ که شهبازان به پروازند از مستی
خدنگِ طائر اندازش به شهبال هزاران زد

قضایش مبتلائ درد گردایند عاشق را
جنودِ غیرتش بر جلوه حسنِ مه عذاران زد

شکایت کم کن ای بیدل که ساقی محفلِ عشاق
بجامِ عشرتِ مطلق درِ محنت گزاران زد

(27)

جمالِ برق جولانش بخرمن دوستداران زد
چه یارست اینکه زخمِ یاس بر دلهای یاران زد

خیالش پرسشی میکرد حالِ مستمندان را
که دورِ چشم قتالش بریش دلفگاران زد

سکندر ز آب حیوان داغ حسرت بر جگر دارد
ز ناکامان چه می پرسی که برسر کامگاران زد

نه تنها آفتِ مستان است دورِ چشم مخمورش
شرابِ شورش انگیزش بخیل هوشیاران زد

زهی عیار سنگین دل اسد گیر و غزال آئین
که چشمِ خوابناکِ او رهِ شب زنده داران زد

بجنگ افتاد کمان نـاید کسی کش زور در بازو است
نبـازم شهسـواری را کـه بر سر خـاکساران زد

بشـارت داد حـافـظ جان بیدل را کـه دی فرمـود
بـدسـتِ مـرحـمـت یـارم درِ امیدواران زد

﴿28﴾

گـر غـمِ عشـق درِ صحبت فرهـاد زنـد
نـعـره از ولـولـهٔ محنـت فـرهـاد زنـد

جویٔ خـون از بن هر سنگ کند تیشه روان
کـردم از داغ غـمِ حسـرت فـرهـاد زنـد

نـاوك عشـق زده بـر دل شیـریـن زخـمی
خسروی کیستِ کـه بر غیرت فرهاد زند

نیسـت بـی جـا قـدرِ کوه کنی ورنـه چرا
لـب شیـریـن سـخـن از هـمـت فرهـاد زند

بیدلؔ امروز بیادِ لب شیرین دهنان
ساغر از میکدۀ عشرت فرهاد زند

﴿29﴾

مه خور ندارد صفائ محمد
کنند اقتباس از ضیائ محمد

ز شرفش چه پرسی که نزهتگه عرش
معطر شد از خاکپائ محمد

به شبخانۀ خاك شمع حقیقت
شده منجلی از جلائ محمد

سکندر چه گویم که مهتر سلیمان
شهنشاه بود و گدائ محمد

چو هر خاص خواهد رضائ خداوند
خداوند خواهد رضائ محمد

بـود در دهـــر انبيـــائ مـــكـــرم
بـــه هـــر دم درودو ثـنـــائ مـحـمـد

ز هـــر مـــظهـــر او رخ نـمـوده بـعشـــاق
بـود جـــابـجـــا جـلـوهـــائ مـحـمـد

خـدايـــا بـــه الـطـــاف خـود كـن نـصيبم
غـــدواعشيـــا لـقـــائ مـحـمـد

كـنـد بـنـده بيدل بـــه شـوقِ تـمـامـى
دل و جـــان و تـــن را فـدائ مـحـمـد

﴿30﴾

بنائ ظلمت وسوسه خراب خواهد شد
دلت چو مطلع آن آفتاب خواهد شد

اگر تو مى شمرى خويش را ز مشتاقان
مشو ملول كه جان كامياب خواهد شد

بر آستانهٔ جانان رسیده ای از عشق
دری بزن که کنون فتح باب خواهد شد

ز شام تا به سحر شمع وار باید سوخت
که سوز باعث رفع حجاب خواهد شد

چو عندلیب بهر صبحگاه نالان باش
که گل زنالهٔ تو بی نقاب خواهد شد

توئ که برفگنی پرده از تجلی حسن
تمام ذرهٔ رشك آفتاب خواهد شد

مرو مرو به چنین چهره آتشین به چمن
که گل ز تاب عذار تو آب خواهد شد

مکن روا که ز تو بلبلان به جان رنجن
چو گل ز گرمی نکهت گلاب خواهد شد

مکش تو بیدل سر از متابعت پیران
که مطلبِ دل تو زان جناب خواهد شد

﴿31﴾

غم عشق توز هر عشرت خوشتر باشد
طالعِ ماست گر این عیش میسر باشد

شمع حسنِ تو که سر جلوهٔ عالم نور است
در شبستان دلِ کو که منور باشد

دل فریبش نشود جلوهٔ رخ حور العین
هر کرا صورت زیبات مصور باشد

گره از گیسو مشکین بکشا ای مه رو
تا مشامِ دل عشاق معطر باشد

جان نثارِ قدمِ یار نشاید بیدل
که بمنزله قدرش نقد محقر باشد

(32)

اگر آن مهر تابانم نقاب از چهره بکشاید
به پیش او مه کنعان مثالِ ابر به نماید

وصالِ یک دمش با مردهٔ صد سال جان بخشد
اگر آن روح اعظم سوی گورستان بکر آید

آلی منطقش رنگ آب احیاء الجنان دارد
خوش آن گوشی که گوهر راز زان گنجش بدست آید

یکا یک صبر و هوشم برد بایک حملهٔ حسنش
رخش ماهی است آری مه کتان رازو دلبر باید

به بین سر جلوهٔ حسن خدا دادش بچشمِ جان
که بیدل نور قدسی با بصارت جسم ننماید

﴿33﴾

گلستانی که مهدش مسندِ حسنِ صفا گردد
سزد گر نکهتش زنجیر ها پای صبا گردد

نفوسِ نزهتش پروانه سا سوزد عنادل را
چمن رازی که شاخِ گلبنش شمع بقا گردد

به طیبِ عنبری خاکِ درش معدول که گردد
نسیمِ صبح دم گر خود ز صحرائی خطا گردد

چنان افراشته جودش رایت اقبال مندی را
که جمشید از برای فیض انعامش گدا گردد

قلندر قطب مروندی که سرخیل رشیدان است
براهِ عشق بیدلؔ را دلیل و رهنما گردد

﴿34﴾

شب قدر است وصال تو میسر گردید
خانه از شمع جمالِ تو منور گردید

شکر لله که طپیدن دل ما سوختگان
در دلِ سنگ مثال تو مؤثر گردید

مگرش عهد وفا صحبت یاد آمد باز
کز رهِ جور و جفا مهوش ما بر گردید

گره از زلف مسلسل بکشوده یارم
که مشامِ دل عشاق معطر گردید

یا مغیث الفقرا غور غمِ بیدل کن
روزگاریست که آن یار مسافر گردید

ای رخ زیبائ تو فتنه بعالم فگند
دانهٔ خالت بخلد دام بآدم فگند

تجربه رمزِ شفا بهر دلِ ریش من
برلب نوشین تو قرعهٔ مرهم فگند

سلسلهٔ زلف یار خم بخم انداز زده
خاطر آشفته را در شکنِ غم فگند

گر به بیان آورم راحت گیرد کنار
محنت عشق تو آنچه در دل خورم فگند

زهرهٔ بیدل کجا و زهر عتاب نگار
تلخی با دام او شور بقلزم فگند

ساقیم روز ازل چونکه به میخانه فگند
دفتر دانشِ ما در می مستانه فگند

بود پیمان که ننوشم می زنهار ولی
غیرتِ آن بت مخمور به پیمانه فگند

مرگ لاهوت ازان خال به ناسوت آمد
بی خبر زین که خود و دام برین دانه فگند

شیوۀ ناز که تزیئن رخِ زیبا بود
شورشِ غم بدلِ عاشق دیوانه فگند

شمع سر تا بقدم سوخت به مجلس هم شب
ز آتش مهر که در سینۀ پروانه فگند

شمع طوفان بلا بود که پروانه درو
کشتی صبر بآن همت مردانه فگند

بیدل از ساقی تحقیق شنوده رمزی
طرحِ مسکنتِ خویش به میخانه فگند

﴿37﴾

عاشقان وقتِ طرب چون ساغر می میکشند
خط استغنا بحرفِ دولتِ کی میکشند

حکمتِ روشندلان مفهوم عقلِ عام نیستِ
بو علی طبعان درین قانون ز خود پی میکشند

در سوادِ دشتِ ما هر بید مجنون میشود
ساربانان ناقۂ لیلیٰ چو از حی میکشند

منعمانِ حسن چون چین میکشایند از جبین
صد کسادت در رواجِ خاتمِ قلی میکشند

بهر سیرابی بهار حسن چون بیدل مدام
عندلیبان در چمن گلباند یا حی میکشند

عشق چون ساقی شود پیمانه باید نوش کرد
بهر ذوق بیهشی بایست ترک هوش کرد

مسئلۂ وحدت وجود اندر اصول فقه نیست
بو حنیفه و شافعی نا چار زو خاموش کرد

از حقیقت نیست فائز فکرتِ معقولیان
جلوۂ جان را خدا از فلسفی رو پوش کرد

صرفی اندر ذکر ماضی و مضارع جان به باخت
نحوی از مبحث کلام و کلمه جهد و جوش کرد

عالم ربانی آمد جامع شرع و سلوک
مدعی خود را بحرمانِ ابد همدوش کرد

عاشق از معشوق دع نفسک شنیدو شد نفی
خانۂ دلرا باثباتِ حقیقت روش کرد

بیدل از پیرِ طریقت رمز مشرب اتحاد
گوش کرد و آن سخن را حلقه سان در گوش کرد

﴿39﴾

مشتاق را که عشق بخود دیده دل کشود
وجه الله از حقایق اشیاء رخ نمود

در هر زمان ظهور حقیقت برنگ نوست
آدم خلیل نوح شده و صالح ثمود

ادریس شیث یونس نامید خویش را
یعقوب لوط یوسف الیاس خضر هود

خود را بوصف موسیٰ عیسیٰ و مصطفی
خلفا ایمه عشره مبشر همی ستود

نعمان نهاده نام بدانش علم شده
منصور کشته رفته رهِ بینش و شهود

ما کان و ما یکون هم ذات مطلق شد
پاک از حلول و کیف و تعین بلا قیود

بیدل باتفاق فقیهان معنوی
مفتی به است مسئله وحدت الوجود

﴿40﴾

آنکه او انی اناالله از درخت آغاز کرد
از لبِ عارف اناالحق را بلند آواز کرد

از شجر چون ملتهب آتشِ وجدان چه شد
گر عشیق سوخت دل زین شعله کشفِ راز کرد

حسن بی چون چون تجلی کرد در شکلِ بتان
همچو صنعان عارف را رند شاهد باز کرد

در رهِ عشقش فروماندند از تک قدسیان
مرغ خاکی[را به] بین که بر اوج بلا پرواز کرد

آسمان چون سر زد از برداشتن بار محن
باب دردِ عاشقی بر روی آدم باز کرد

عین اشیا شد وجودِ مطلقش بهر ظهور
غیرتِ عشقش بچندین شرک بی انباز کرد

بیدل از میخانهٔ منصور جام عشق نوش
کش میان جمعِ رندان همتش ممتاز کرد

﴿41﴾

عشق چندین حمله بر عشاق بی سرو پا نمود
بر رخِ صاحبدلان صد ره درِ محنت کشود

اصفیا و اتقیا را آتش اندر جان فروخت
انبیا و اولیا را دست بردِ خود نمود

لیک بعد از رحلتِ ختم الرسل احمد سه بار
سطوت آن سلطان عالم هوش عالم را ربود

اولین کبریٰ قیامت قتل اولادِ رسول
در سن شصت و یکم مثلش نیامد در وجود

دویمین وسطی قیامت واقعه بس هولناک
در نهم سال و سه صد قتلِ شهِ حلاج بود

سیویمین صغریٰ قیامت در هزار و سی و صد
سر بریدن صوفی بی خود کمالش را فزود

باد با هر درد نوشی جام درد عاشقی
قسمتِ بیدل تجرع فیض زان پیمانه بود

﴿42﴾

نیست همدرد که یك لحظه غمِ ما به خورد
مژدهٔ شادی دهد و درد و غم ما به برد

کو میانچی که فرستم سوی آن مایهٔ ناز
تا بیاید به چنین حال پریشان نکرد

سبب ای صاحب اسباب که آن سر و قدی
بر سرِ قمری بسمل شدهٔ خود گزرد

ناز نینا نشود قدر معلای تو کم
کز للك وصل تو گر حرف غم ما سترد

زود دریاب دلِ خستهٔ ما را به وصال
ورنه بیدل بغمِ هجر تو جان می سپرد

﴿43﴾

دل من بشد ز دست به بینم چه می شود
کمرم ز غم شکست به بینم چه می شود

عشقِ الست دامن گیرِ دلم شده
طولِ امل گسست به بینم چه می شود

مرغ ریاض قدس ازین دام کفر و دین
ناگه برون بجست به بینم چه می شود

عاشق شنیده قصهٔ شبخون چشم مست
دست از حیات شست به بینم چه می شود

دردِ فراق بر رخ امید عاشقان
دیگر دری به بست به بینم چه می شود

ملا که دوش مدرسهٔ فقه جاش بود
در میکده نشست به بینم چه می شود

بیدل چو دید جلوهٔ بی چون در بتان
گشته صنم پرست به بینم چه می شود

﴿44﴾

ای قلان جان من خسته فدا نام تو باد
بلبل روضه برین بستهٔ در دام تو باد

می رباید دل سکنات ت و حرکات تو دین
جان عشق فدا جنبش و آرام تو باد

گامهائ که سوی بنده برداشتهٔ
اجر اعتاق دو صد بنده بهر گام تو باد

ساقیا دور قدح راست تسلسل هر دم
جامم بر کف و لب ما به لب جام تو باد

جان من بلبل بستان شبهت است ولی
تا ابد نغمه سرا بر رخ گلفام تو باد

تا که یکران زمان را است تگ و تاز درست
توسنِ تیز روِ چرخ برین رام تو باد

بنده بیدل که به فتراك توزد دست اُمید
منتظر یك نظر و چشم بانعام تو باد

﴿45﴾

عشقش نه منصبی است که هر خس بدو رسد
بلك از هزار خاص یکی کس بدو رسد

سر رموز من لدن و علم واردات
دور است زین که فکر مدرس بدو رسد

این خرمنِ وجود نسوزد به قیل قال
برقی مگر ز عشق مقدس بدو رسد

مخمور و افتاد دل از یاد چشم مست
فرخ دمی که ساقی مجلس بدو رسد

تنها بماند عاشق دلداده مدتی
سبب ای خدا که آن مه مونس بدو رسد

آن گنج بی نشان که کنایته ز وصل او است
لطفی که دست کوشش مفلس بدو رسد

مقصود دور و راه دراز و مجال تنگ
یارب کرم که بیدل بیکس بدو رسد

﴿46﴾

رخ آتش گون دل بریان ترا زیبد مرا زیبد
صفت های مه و کتان ترا زیبد مرا زیبد

مرا در عشق مشهوری ترا از حسن مغروری
چنان برگ و چنین سامان ترا زیبد مرا زیبد

کلامِ دلربائ تو مرا در گریه می آرد
لب و چشمی گهر افشان ترا زیبد مرا زیبد

من از هجرِ تو جان بر لب تو با اغیار خوش همه شب
نشاط و درد بی پایان ترا زیبد مرا زیبد

منم سر گشته و بیدل تو از دردِ دلم غافل
چنان یاد و چنین نسیان ترا زیبد مرا زیبد

﴿47﴾

پرده ز رخ فگند یار صل علی محمدٍ
بود نهان شد آشکار صل علی محمدٍ

بلبل دل فسرده را باز دهید مژدها
کآمد موسم بهار صل علی محمدٍ

گل بشگفت رنگ رنگ زاینه دل زدود زنگ
جلوهٔ ماه گلعذار صل علی محمدٍ

گل به چمن نشیمنی کرده بشاخ گلبنی
ابر شده گهر نثار صل علی محمدٍ

حسن نهان ظهور کرد نور یکان نشور کرد

تا که گذشت از شمار صل علی محمدٍ

خانه بخانه کو بکو رخ بنمود سو بسو

با صد نقش آن نگار صل علی محمدٍ

بیدل جا بجا ببین جلوه یار مه جبین

چشم زحسن وا مدار صل علی محمدٍ

﴿48﴾

نگار من چو دم از طرز دلربای زد

بنام دلشدگان فال جان فدای زد

سرود شاهد نمکین که بود شور انگیز

بنغمه هائ فلك طعنهٔ کج ادای زد

سماع مجلس رندان کسی که گوش نمود

اگرچه بود گدا لاف بادشاهی زد

کسی که یوسف جانش ز قید جسم برست
به ملك عز و علا طبل کبریای زد

امام اعظم عشق است هر که مذهب او
گزید رفت ز خویش و دم از خدای زد

برو فقیه که در بحر بی کرانه عشق
نه هر کسی بتواند دم از شنای زد

مساز هرزه سرائی به بیدل ای ناصح
که عشق سنگ برین شیشه پارسای زد

﴿49﴾

شیفتگان بسکه نیازی کنند
شمع صفت سوز و گدازی کنند

نازك طبعان به عیاری تمام
هر نفسی از نو نازی کنند

مه چو شود جلوه گر از جوی آب
وحدتیان رو به مجازی کنند

صمٌ بکمٌ چو شوی بی گمان
روح ترا محرم رازی کنند

گر تو زبان خود کوته کنی
دست کرم با تو درازی کنند

گر تو شوی کشتهٔ شمشیر عشق
اهل دلان بر تو نمازی کنند

بیدل شو هند و ترکان عشق
چین ترا زود حجازی کنند

دی درمیان محفل ما گفتگوت بود
هر میکشی که بود ورا جستجوت بود

آشفتهٔ شگفته جنیان بزم باغ
هر کس که بود شیفتهٔ رنگ و بوت بود

شیخی که بود هر دم سجاده اش بدوش
جمال باده نوش بزیر سبوت بود

هر عارفی که خوی بحسنِ بتان گرفت
مشتاق روئ خوب جمالِ نکوت بود

بیدلؔ که و هو معکم از عشق گوش کرد
چشمش همیشه آیئنه سان پیش روت بود

رخ نما گر دید حسنی کو زدل آرام برد
چار چشمم شد رخی کز عالمم ناکام برد

زلف را پرکنده ساخته پهلوی خالِ سیاه
مرغ جان کو میل دانه کردش اندر دام برد

نرگس مستش مگر تصویر جامِ بی خودی است
رفت از خود هر که یك دو جرعهٔ زین جام برد

می چراند رمهٔ خوکان صنعان پاکباز
عشق بایك حمله از نیکان نکوئ نام برد

قبلهٔ مظهر پرستان نیست جز نورِ خدا
کو ز صورت سر زده از عارفان دل وام برد

هر که در نوشید جامی از خُمِ وحدت وجود
عاقبت او راز قیدِ عالم اجسام برد

بیدل ار شد مائل حسن بتان عیبش مکن

کو است خام و پختگان این هوائ خام برد



رباعی اول

دل بدنیا مده و غره مشو کآخر کار

عشق [منشیره؟] چو بی [ژنت] بچاه اندازد

شیفتهٔ حسن قطامه مشو ای طالب دین

کابن صفت زود ز راه اندازد

رباعی دوم

ای برید راز دان فرخ سرشت و ره نورد

گر به پیش آید ترا آن مهوش آفاق گرد

صد هزاران بندگی زین بنده پیشش عرضه دار

ور بپرسد حال ما گو خواهد از هجرِ تو مرد

رباعی سوم

آن پری آثار چون در رقص جولان میکند

خاطرِ مجموع عالم را پریشان میکند

مرغ جان کُشگانِ عشق را خلخال او

با صدائ قم باذنی تیز پران میکند

رباعی چهارم

تحصیل علم گرچه نمودی چه شد چه شد
پندار و عجب خویش فزودی چه شد چه شد
شد مور هستی تو بدین فخر اژدها
بر دل درِ فنا نکشودی چه شد چه شد

رباعی پنجم

همی روم به سفر گر بهم رسیم دگر
حقوق دوستی تو ادای خواهم کرد
و گر ز دور هلاکم نداد چرخ امان
بیاد روئ تو جان را فدای خواهم کرد

رباعی ششم

من هوا دار لقایم به صفایش سوگند
یکدل و محض فدایم به هوایش سوگند
گرچه از مهر و وفا یار ندیدم اثری
یار با مهر و وفایم به جفایش سوگند

رباعی ہفتم

چون چراغِ عالم از شمعِ رخت افروختند
جامۂ لولاک بر سروِ قدت زان دوختند
در تصرف دولتِ معنی توئ صاحب نصاب
دیگران از دست جودت مایها اندوختند

رباعی ہشتم

تا شراب حسن در پیمانہ صورت ریختند
در دلِ میخوارگان صد شور و حشر انگیختند
زلف مشکین یار بر رخسار آتشناك او
طرفہ تر کاری کہ شمس و شب بهم آمیختند

رباعی نہم

فگند هجر تو ما را بورطۂ اندوہ
مگر وصال تو باعث نجات ما گردد
شبِ لحد نکنم خواب خوش بہ بستر خاك
اگر فراق تو باعث ممات ما گردد

رباعی دهم

در عرب مجنون ز جامِ عشق می نوشیده بود
در عجم فرهاد را خون جگر جوشیده بود
هیر در پنجاب خون ناب غم را خورد و مرُد
زین بلا در سند سسّی سخت بخرو شیده بود

رباعی یازدهم

حق انا الحق گفت لیکن در نظر منصور بود
در شریعت شرک و اندر معرفت منظور بود
این همه آثار استیلای عشق است ای فلان
ورنه سرِّ بی نشان در پردها مستور بود

رباعی دوازدهم

ترا خود بینی اندر چشم من بیقدر می سازد
وگرنه عاشق بی خویش را معشوق بنوازد
ز شمع حسن ما پروانه سان در خود بزن آتش
که جسم برف را خورشید در یک لحظه بگدازد

قطعه

وهابی رافضی این دو فرقه
عدو اولیاء الله هستند
یقین دان گر تو سنی صاف هستی
که از راهِ هدا گمراه هستند

فرد اول

نور چشمِ آدمی و کور از معنی مگر
اختلافِ دار محجوبت ازان میراث کرد

فرد دوم

ز جان بجان کششی میرسد تو باور کن
ولی وصل مقدر بوقت می باشد

فرد سوم

دلبر ما خانگی خانهٔ ما زو خراب
تخم کجا کاشتند شاخ کجا می دمد

فرد چهارم

از کلمه و کلام ندارم خبر که برد
شیرینی کلامِ بتران کلمه ام زیاد

فرد پنمجم

ستم در عقب رحمت شیوهٔ ارباب مروت نیست

که بعد از بستنِ مرهم نمك ریزی نمی زیبد

فردششم

خطش دمید رسومِ جفا فزون فرمود

مگر که دعوی حسنش بدان مسلّم شد

فرد ہفتم

هیچ میدانی که خلخال از چه غوغا می کند

برسرِ کشته صدائ قُم باِذنی میزند

فرد ہشتم

مباحث علما نیستِ در محافل فقر

که میکشانِ غمش نشه بیخودی دارند

فرد نہم

بقتل عاشق جان بر لب این درنگ چرا است

که ذبح صید که زخمی است زود تر باید

فرد دهم

غنیمت است ملاقات مرد روشن دل
کہ صیقلِ سخنش زنگ دل زدوده کند

فرد یازدهم

من درین عالم بیگانه صفت می گردم
آشنایان رهِ عشق رفیقان من اند

فرد دوازدهم

در مشرب رندان نہ رواج است دوئ را
چون هستی یکتا است سوی الله ننماید



باب الذال

﴿1﴾

عشق بازان را بود کوئ تو ای جانان ملاذ
بلبلان را نیستِ الّا گوشۂ بستان ملاذ

می گریز اندر پناهِ صحبتِ روشن دلان
خضر را از فتنها شد چشمۂ حیوان ملاذ

موسی آسا خضر وقتِ خویش را دریاب زود
کاختلاطش گرددت از فتنۂ دوران ملاذ

چون ترا تفهیم سازد نکتۂ وحدت وجود
یابی اندر اتحاد از وهم این و آن ملاذ

از مصایب فرقت و آفات حرمان وصال
جز به کوئ دوست بنود بهر مشتاقان ملاذ

قال گر عاری بود از حال خواهد شد وبال
زود یاب از آفتِ افسانه با عرفان ملاذ

بیدل اندر خذمتِ مردانِ حق مردانه باش
زانکه نبود در دو عالم جز درِ ایشان ملاذ



رباعی

چو حکمِ عشق در تعیین ماهیات شد نافذ
ارادت دوست در تکوین کیفیات شد نافذ
نقاب حسن لاهوتی شد این تصویر ناسوتی
ظهورِ اسما صفات آمد چو امرِ ذات شد نافذ

فرد

کسی که واقف رمزِ اعُوذبك منك است
شود مکاشفه او را که کیستِ آن عایذ



باب الراء

﴿1﴾

ای هوس بار مکن دعوی عشقش به هدر
لاتقل مفترماً مالاتفعل فاحذر

سر وحدت نه کلامی است که گوی به زبان
از محی العاشق فی الحال فانی یقدر

ازدرون مایل بیرون بچه گشتی هشدار
تبتغی حباً فی نفسك افلا تبصر

نحر کن بدلۀ هستی بمنای وجدان
فسرالرمزالمکنون به منعی وانحر

کبریا عشق دست زپندار بشو
فاهجر الرجز من العجب وربك کبر

قانع از نهر بیك غرفه شو ای مرد جهاد

کل من المیتته فی الجوع کا کل المضطر

رحمتش عذر خطیات پذیرد بیدل

لا تکن تیاس بالذنب فقل رب اغفر

﴿2﴾

یا رب بسوز سینهٔ عشاق دلفگار

یا رب به آب دیدهٔ مردان اشکبار

یا رب به وجد حالت رندان بی سکون

یا رب به جوش باطنِ مستان بیقرار

یا رب به شوق منتظرانی که جان بلب

یا رب به ذوق مقترنانی که در نظار

یا رب به چهره سرخ قتیلان تیغ عشق

یا رب به روئ زرد علیلان خاکسار

یارب به سکر و مستی اصحاب بی خودی
یارب به صحو و هستی ارباب اختیار

یارب به ناله بلبل در موسمِ خزان
یارب به خندۂ گل در وقت نو بهار

بیدل که طالبِ غم عشق و ولائ تست
لطفی نما و زود تر امید وی برار

﴿3﴾

وجودٌ واحدٌ سرّ السرائر
تنوع بالتجلی فی المظاهر

سدل من صورةٍ سِترٌ علی الوجه
فخُلِطَتْ جوهرٌ بین الجواهر

کالف البسم بین الباء والسین
معانی البطنِ فی لفظ الظواهر

دع التکلیف فی التوحید و اشهد
بانّ اللّٰه علی ماشاء یقدر

تجلی ذاتہٗ وھی التماثیل
فھذا صورۃٌ عین المصوِّر

فلیس القیس واللیلیٰ بشیءٍ
یسمی ھو باسماء التناکُرُ

﴿4﴾

یا رب از من فتنۂ سوء القضا را باز دار
یعنی از شرِّ خباثت نفس ما را باز دار

دل علیل افتاد از مرض ارتکاب افعال بد
دفع کن سقمش در دار الشفا را باز دار

شکوھا دارم ز دست مکر دیو نفس دون
از متاعم دست برد اھل دغا را باز دار

صرف شد در خاکبازی عمر ما مشتِ هوس
مرغ جان را بال ده باب السما را باز دار

وهم خود بینی ز دیدار تو ام محروم داشت
بر دل نادیده ابوابِ لقا را باز دار

جان جانانم کز این عالم بد آن عالم رسید
بروی از رحمت درِ عفو و عطا را باز دار

بندهٔ بیدل ز مشتاقان حضرت تست بس
از دل او خطر های ما سوا را باز دار

(5)

اهلِ بدعت گمرهی را راهِ انکارد مگر
دیده و دانسته در ره خارمی کارد مگر

نقص ایمان است ترک مدح خلفا نزد ما
خارجی حبِّ علی را رفض پندارد مگر

یا تولا سر خوشیم و از تبرائیم دور
رافضی نقصان دین را دین گمان دارد مگر

ز آیتِ الا المّودة خارجی را شرم باد
کو بقرآن خدا ایمان نمی آرد مگر

نصّ لیغیظ است کافی در وعید ارباب رفض
بیدل آن منکر بوقتِ نزع خون بارد مگر

﴿6﴾

علی المرتضیٰ سرّ السرائر
وصی المصطفیٰ نور المظاهر

اذا هو مرّ بالنخل المدینه
مُصاحب سید الرسل الاکابر

و معه للمفاجلة جابرٌ یمشون جمعاً
فصاحت نخلةٌ بین النظائر

بــأن هــذا الــمــجــمــد خيــر رســلٍ
و سيـــد انبيـــاءِ الـــلـــــه انـــور

و هـــذا بـــو ائـــمـــــه اهـــل بيـــتٍ
و سيـــد اوليـــاءِ الـــلـــــه حيـــدر

فهــم بـــالـــنـــخـــلة الاخـــرى مـــرور
فـــنـــطـــقـــت مـــنـــطـــقـــا غيـــر التـــعـــذر

بـــان هـــذا رســـول الـــلـــــه حـــقـــا
و صـــاحبـــه لسيف الـــلـــــه اكبـــر

بـــحـــق الـــمـــصـــطـــفـــىٰ و اخيـــه ارنـــى
شهـــودك ربِّ فـــى الاعـــلان والســـرّ

و ثبتـــنـــى عـــلـــى وحـــدت وجـــود
وســـلـــم فـــكـــرتـــى فـــى الـــخيـــر والشـــرِّ

﴿7﴾

ای وجود تو مخزن اسرار
صورت تست مطلع انوار

کیست کو شاهد کمال تو نیست
گرچه اشجار و ربود احجار

معجزاتِ تو کی شمارد کس
کیف تحصی تکاثر الاقطار

اول فطرت از تو یافت ظهور
آخرش هم به تست استمرار

اولش هم توی و آخر تو
ورنه اصلاً نبودمی اظهار

آن عزرائیل یافت داغ جگر
چون نشد ساجدت ز استکبار

نور پاکی و صورتِ کامل
معنی ذات احمدِ مختار

عارفان خورده جرعه از جامت
گشته از نشه بی سر و دستار

شاه بسطام آشکار نمود
سر سبحانی از ره اقرار

گرچه عطار من خدایم گفت
آن تو بودی نبد شهِ عطار

هر چه از موج وحدت از لب غیر
گشته ظاهر نبود از اغیار

بلك از بحر ذات تو موجی
شد پدیدار ای شهِ ابرار

عاشقان را گذشت موج از سر
غرق گشتند چون درِ شهوار

طالبان آب خورده زان جامی
اوفتاده به لجهٔ انکار

هر کس از نور تو هدایت یافت
گشت از وصل اصل برخوردار

گر نبودی وجود اشرف تو
کس نیابد به کنه قدسی بار

خاک کوی تو شد ز روز ازل
سرمهٔ دیدهٔ اولی الابصار

از خدا بر تو صد درودی باد
یا شفیع الوریٰ کریم آثار

هم بر اصحاب پاک صاحب دل
هر یکی رهبران دل بیدار

هم چو صدیق و حضرت فاروق
هم چو عثمان و حیدر کرّار

احمدا بار ده به بزم خودم
حرمتِ اقتدار این هر چار

بیدل از صدق گو ثنا و درود
بر نبی و آل و صحب آن سردار

﴿8﴾

قصهٔ عقل بر زبان میار
دامن عشق را ز کف مگذار

عشق امام حق است باغی عقل
بیعتش کن ز بغی شو بیزار

قلع کن قلعه خیبر هستی
زود با اذن حیدر کرّار

تا شوی یار غار چون صدیق
به حقیقت محمدِ مختار

در ظهور و بطون مفهم دگر
هیچ موجود جز خدا زنهار

خواندهٔ ذوالجلال والاکرام
کفر و دین هر دو وصف ذات شمار

متجلی بهر دو اوصاف است
در ظهورات دلبر عیار

گاه گوید انا الحق و یابد
سرفرازی و شرف بر سر دار

گاه سجاده عقل گسترده
باشد از اتحاد در انکار

گاه پوشد قبای معشوقی
جلوه گر گردد آن بت دلدار

گاه بیدل صفت شود مشهور
به نظر بازی آن مه غمخوار

﴿9﴾

من انا الحق نمی زنم ای یار
بلك ظاهر شد از لبِ دلدار

یار منصور را بهانه بساخت
ورنه خود سفته گوهر اسرار

قم باذنی کلام شمس نبود
شد ز معشوق این سخن اظهار

من خدایم ز جوش مستی گفت
خلق پنداشت از لبِ عطار

شاه بسطام گفت سبحانی
چونکه رست از تقیّد پندار

گفت انا احمدٌ بلا میم
خواجه لولاك سید الابرار

شاه لا خیر فی عبیدٍ گفت
خود خدا باش بندگی بگذار

تا نسوزی ظلام هستی را
شمع مستی نه بخشدت انوار

بندۂ نیستی به بین خود را
فرش بگذار پا بعرش بدار

لا مکانست مسکن پاکت
از مکان بگذر و مکین بگذار

بی نشانیست وصف مطلق تو
بیدل از خود بر آ و جان بسپار

﴿10﴾

همه اوست غیر نیست دگر گفتگو گذار
خود گفت من خدایم خود رفت سوی دار

آدم و بلیس نام تجلیش کرده اند
خار و گل است شاهد بر مقدم بهار

خواهی که بر تو سرّ حقیقت عیان شود
در وحدت الوجود بهر حال شك میار

پوشد قبای ناز بگوید که لیلیم
در کسوتِ نیاز به مجنون ست نامدار

گر در دلت شکی فتد ز رنگ کفر و دین
بِكَ بِنُكَ در حدیث ببین و ساز اعتبار

علم الیقین ترا سوی عین الیقین برد
حق الیقین شود بتو زان بعد آشکار

بیدل موحدانه سخن گو و مدام باش
بر راه مستقیم همه اوست پائدار

﴿11﴾

روی بنما قرار این دل شیدای ببر
یوسفانه خرد و صبر زلیخای ببر

زهد من با تو چه سنجد به چنین عشوه گری
دیده و دل بیکی غمزه بیغمای ببر

آخر ای پر تو خورشید حقیقت یکبار
ذره را تا افق آن روشن سیمای ببر

دلبری که زمن دل برد بصد آسانی
مشکلم تا سمع آن دوست دلفزای ببر

گرچه خارِ غم او در دل بیتاب خلید
یا رب آسیب خزان از گل رعنای ببر

پاک بین را بسرِ منزل مقصود رسان
دیدهٔ بد نظران زان رخ زیبای ببر

بیدل از فتنهٔ دوران شد سرگشته چنان
تلخیش با شرب آن لعل شکر خای ببر



رباعی اول

گفتن نتوانیم ثنا بیعدد فقر
معلوم بود سالك ره را مدد فقر
ارباب شریعت همه سرتاج منستند
نامعتقدانیم ز نامعتقدِ فقر

رباعی دوم

مرضت الجسم والسرّ المنزّهُ
بِنَ الآلام من حرٍّ و قرٍّ
لِانّ السرّ کان ولم تك الجسم
وهی تفنی ولیس له بضرٍّ

رباعی سوم

کسی کـه نیست ورا حب آل پیغمبر
بـه تـابعـان یـزیـد لعین رود بسقـر
دلـی کـه پـر بـه تـولای اهلِ بیت بود
شـود بـزیـر لـوا پـنـج تـن ورا محشـر

رباعی چهارم

از جـام عشـق بـاده فنـا نـوش کـرده گیـر
و از گفتگوی مـذهـب خـاموش کرده گیر
مدح و قدح معـاویـه و صدیق کـم شنو
رفض و خـروج خـلق فـراموش کـرده گیـر

فرد

آن چنـان در فـکـرت وحدت وجودی یا فشار
کـت نیـنـدازد بـرو اطـوار دورِ روزگـار

اس طرح سے وحدت وجود کی فکر کو دبوچ لے
کہ تجھ سے گردش زمانہ کے چال چلن دور ہو جائے

باب الزاء

﴿1﴾

دل ندانست که گردد بغم افسانه باز
شوخی شمع شود آفت پروانه باز

تلخ شد عشرت شیرین محبت کیشان
چونکه آمیخته محبوب به بیگانه باز

آخر از من مکن اعراض طبیب بی رحم
که کند بی تو علاج دل دیوانه باز

من که پرواز بصحرای تقدس دارم
بسته ام در خم زلفین تو آلانه باز

مسکنِ معنوی ما ست بهشت لاهوت
کشت مطمح نظرم خال تو چون دانه باز

صومعه عالم قدس است ز من پر غوغا
گرچه یکتا است سرم با در میخانه باز

سهل انگاشت دل آزردگی ما یارم
زان سبب گشته باغیار هم افسانه باز

بیدل از شکوهٔ باز آ که گذشت آنچه گذشت
بادهٔ وجد کش از ساغر رندانهٔ باز

﴿2﴾

هوش ما بردی و هشیاری هنوز
رفتم از کاری تو در کاری هنوز

خواب ما بستی و بیغم خفته ای
ابلهم کردی و عیاری هنوز

تیر مژگانت دلم را دوخته
از خمِ ابرو کمانداری هنوز

برق نازت خرمنِ صبرم بسوخت
تخم غم در سینه می کاری هنوز

دل چو مرغ نیم بسمل می طپد
خستن ما را هوا داری هنوز

تلخ شد کامم ز زهرابِ فراق
تو ز لعل خود شکر باری هنوز

ترک چشمت ملك دل تاراج کرد
غمزهٔ خود را مددگاری هنوز

شد سرم پامال افواج غمت
بهر قتلم حمله میه آری هنوز

در وفایت باخت جان بیدل ولی
با وفاداران جفا کاری هنوز

﴿3﴾

دل حزین به غم هجر مبتلا است هنوز
کمند زلف تو اشکنجهٔ بلا است هنوز

تلطفی کن بیگانگی مور ز زمن
که جان بجلوهٔ حسنِ تو آشناست هنوز

بباد رفته دل و دین تعجبی دارم
که تیغ غمزهٔ او تشنه خون ماست هنوز

شهید تیر وفای تو ام ولی بنگر
که سینه ام هدف ناوک جفا است هنوز

اگرچه بیدل ترک لباس تقوی کرد
رخ تو از تتقِ ناز در خفا است هنوز

﴿4﴾

دل به هجر تو مبتلا است هنوز
جان به جان تو آشناست هنوز

ترک ناموس و ننگ گفته دلم
با جفای تو در وفاست هنوز

شکر ایزد که گردشِ ایام
شوق را شعلهٔ فزاست هنوز

چشمم اسفید شد چو اسرائیل
یوسفم بیخبر ز ماست هنوز

آه کز محنت فراق رخت
عرصهٔ سینه تنگناست هنوز

دل مشتاق در کشاکش غم
خستهٔ ناوک جفاست هنوز

بر کمال ستمگریت گواه
سبزۀ دشت کربلاست هنوز

محفلِ شور درد مندانست
نمکِ ریش ابتلاست هنوز

مرغِ جانم ز خال مشکینت
طامع دانۀ بلاست هنوز

جلوۀ حسن طلعت خوبت
محور آسا در استواست هنوز

بیدل از لاف عشق دم در کش
کارِ تو خامی و خطاست هنوز

(5)

مدتی نامدم پریشان نیست تسکینم هنوز
میکند عشقش جنون و جذبه تلقینم هنوز

مستحق بودم درِ صاحبِ نصابی لبرز دم
باوجودِ جود عامِ حسن مسکینم هنوز

باهزاران زخم کارخاهای فرقتت
یك گل از بستان وصلِ تو نمی چسینم هنوز

باچنین احوال مضطربی که جان بر لب رسید
بو العجب بختی که روئ تو نمی بینم هنوز

دین ودل بردند پارا مسال دارند عزم جان
ما مگر بیدل عبث در پی دل و دینم هنوز

﴿6﴾

عشقت نه سرسریست بلای است جان گداز
خواه از حقیقت آید خواه از رهِ مجاز

در بارگاه عشق شهی را چه منصب است
محمود راست قبلهٔ خم ابروی ایاز

تا خاك آستانهٔ رندان نمی شوی
بارت کجا دهند بخلوت سرای راز

محبوب بی نشان که بهر جانشان ازوست
شد جلوه گر عیان به قبای نیاز و ناز

گه در لباس ناز مسمی به یوسف است
بر تخت حسن و خوبی به نشست سرفراز

گه در جهان بنام زلیخا شده عیان
با درد کرم ساخته هنگامهٔ نیاز

بیدل نظر مبند ز دیدار حسن یار
عشاق را نظر بمظاهر بود جواز



رباعی

دیدن حسن و شنیدن آواز
مرغ جان راست دو بال پرواز
مدعی گر نه کند فهم سخن
کور باطن نبود محرم راز

قطعه

قدر ایام وصال تو ندانست دلم
زان سبب شد به فراق تو گرفتار امروز
دوش بودیم چمان در چمن خلد بناز
ریش کرده است به دل نیش سرِ خار امروز

قطعه

چون نیست متحد دل و جانت به یك خیال
از وحدت الوجود ندیدی اثر هنوز
شد هستی تو پردهٔ عین الیقین زان
وجه اللهت نگشته مقابل نظر هنوز

فرد

از وحدت الوجود بدل فکرتی به بند
تا محرمت کنند به خلوت سرای راز



باب السین

﴿1﴾

ای روی جانفزای تو رشک بهار بس
گیسوی عطرسای تو مشک تتار بس

چشمی که گل نچید ز باغ جمال تو
باشد همیشه در نظرش خار خار بس

دم جز رضای تو نزنم تا که زنده ام
سازم مدام در قدمت جان نثار بس

دارم امید این که به یمن محبتت
زین تفرقه رسیم به جمع و قرار بس

یادِ تو محض صیقل آئینه دل است
جانراست جلوه حسن تو آئینه دار بس

بیننده جمال تو ای نور ذو الجلال
گردد غنی زدیدن نقش و نگار بس

بیدل که مهر روی تو با جان و دل گزید
افتاده شد بخاك رهت ذره وار بس

﴿2﴾

حرف عشق از مدرسان مپرس
رمز عرفان ز مفتیان مپرس

مسئله محویت خودی بخدا
از سرِ حلقه نحویان مپرس

معنی سرّ نشئهٔ توحید
از جماعات زاهدان مپرس

راز عشق از جهان خفیه بدار
خبرِ دل ز بیدلان مپرس

صحبت عابدان مکن بیدل
قصهٔ خور ز شب پران مپرس

﴿3﴾

چشم فتان دیده ام که مپرس
بو ز زلفش شمیده ام که مپرس

قصهٔ بی نیازی معشوق
از رقیبان شنیده ام که مپرس

همچو مجنون ز شورش عشقش
به بیابان رسیده ام که مپرس

نقد جان داده و زلیخا وار
یوسفی را خریده ام که مپرس

غنچه سا از نسیم جلوهٔ حسن
جامه بر تن دریده ام که مپرس

گـرد بـاغِ رخـش هنـراران بـار
سبـزه واری دمیـده ام کـه مپرس

رنـج دوری ز گـردشِ ایـام
روز کـاری کشیـده ام کـه مپرس

لـذتِ شـربـتِ شهـادت عشـق
از نـگـاهـش چشیـده ام کـه مپرس

چـون هـلال ابـروِ کـمـانـدارش
بـخیـالـی خـمیـده ام کـه مپرس

بیـدل آسـا ز عـالـم صـورت
خـلـوتـی بـرگـزیـده ام کـه مپرس

﴿4﴾

عـاشقی را لازم افتاده است سوز و ساز بس
درمیـان آتـش آمـد جـای شـاهد باز بس

زاهـدان طـرح اسـاس نیکـنـامـی می نهند
عـاشـقِ سرمسـت بـاشـد خانمان انداز بس

کـی رسـد بـا رتبـۀ عشـاق ملّا مـرده دل
تـا قـدر بـاشـد مـگـس را جرات پرواز بـس

بـا عـقـائـد عـام چندان نیست مـا را اعتقـاد
پیر پیغـمبر مـن آمد حسن خوش آواز بـس

قتـل ما موقوف بر تیغِ سیاست شرع نیست
بهر بسمل ماست خنجر چشم آن پر ناز بس

نـو نهـال مـا درخـتِ عیـش را بـر کند بیخ
انتهـا بـنـمـود مـا را جـلـوه ایـن آغـاز بـس

پیـش هـر مـرغـی نریزم دانـه بیدل بـعد زین
کـبک جـانـم شـد طـراز چـنـگل شهباز بـس

﴿5﴾

دل کـشـیـد از غـم هـجـر تـو جفای که مپرس
جـان فتـاد از خـم زلـفـت بـه بلای که مپرس

عـاشـقـان مـنـت لـقـمـان و فلاطون نکشند
میکـنـد لـعـل لـبِ یـار شفـای کـه مپرس

دوش در گوشهٔ محراب خمِ ابرویش
بهرِ وصلش دلِ من کرد دعای که مپرس

بی نیازی ست سجیه همه نازک بدنان
لیك چشمِ تو بما کرد دغای که مپرس

بیدل از ناله مخاموش که آهِ غم تو
جوهرِ حسن مرا داد صفای که مپرس

﴿6﴾

ز سوز سینهٔ ارباب انتظار بترس
ز آه نالهٔ اصحاب اضطرار بترس

سلوك رابطهٔ صدق این نبود ولی
ز جوش درد دلِ خسته و نزار بترس

مگو که آتش دردِ دلم زبانه کشد
هلا ز شدت گرمی چنین شرار بترس

قسم بصدمه جلال قلندر است ترا

که از تلاطم غیرت دلِ فگار بترس

اگرچه بیدل در چشم تو حقیر آمد

ز جوشش غم این جان بیقرار بترس



رباعی

یکی است در ره توحید آدم و ابلیس

که هر دو یافت ظهور از تجلی تقدیس

دو گونه کسوت پوشیده شاهد بیرنگ

یکی به تصفیه معلم دگر بصد تدنیس

قطعه

صحبتِ روشندلان آئینه دل را صیقل است

گر میسر نیستت روشن ز جان را شو جلیس

دست گر ندهد ترا هم صحبتِ روشن ز جان

کنج خلوت را گزین و خویش را خود شو انیس

فرد

هوای این ری من سعد را کند منحوس
کزین امید شد از دولت ابد مایوس

فرد

بنازم آن بت زیبای را که رعنا کرد
صنوبر قد خود را بصد هزار لباس



باب الشین

﴿1﴾

نحن اقرب شنو از قرب خدا دور مباش
همچو خفاش ازان جلوهٔ مهجور مباش

ثَمّ وجه الله هر جاست تجلی حسنش
چونکه او عین عیان گشت تو مستور مباش

و هو معکم بتو محبوب هم آغوش شده است
چو مسیحا بتو همدم شد رنجور مباش

افلا تبصر ای بلبل گلزار شهود
چشم دل باز کن و غفلت دستور مباش

وادخلی جنتی از باغ وصالش گل چین
طالبِ روضهٔ جان شیفتهٔ حور مباش

ساغرِ فیض سقا هم چو به دور ست مدام
جام عشرت طلب ای بیدل مخمور مباش

﴿2﴾

قضیهٔ که جهان را بسوخت اجرایش
چه قصه است که پر غصه است فحوایش

وقوع واقعهٔ کربلا چه کرب و بلا است
که زهرهٔ سنگدلان آب شد باصفایش

حدوث حادثهٔ قتل اهل بیت رسول
مصیبتی است که با خون سزا است املایش

هزار لعنت بر ملحدی که از طغیان
به قتل عترت عالی نسب فتد رایش

هزار لعنت بر مرتدی که تیغ کشند
بروی آل پیمبر به حکم و فتوایش

شهِ زمان و زمین و مطاع روح امین
که میوه خلد بخاک آورد تقاضایش

شود به عرصه گهِ بعث و نشه روز جزا
به روسیاهی رسوای خیل اعدایش

بوجه مسفره مستبشره روان گردد
به غرفهای جنان زمرهٔ احبایش

محبت شه شهدا است رهبرت بیدل
براه عشق قدم نه تو با تولایش

﴿3﴾

چنانم می برد از خود خیال رنگ رخسارش
که چون اختر شدم پنهان به پیش اشراق انوارش

مرا در بند غم بودن ز فرحت بهترین باشد
که آزادی نمی خواهد دلی کو شد گرفتارش

کسان را دل شده راغب بسوی جنت الفردوس
مرا در چشم می آید گلی هر خار دیوارش

بدورِ چشم عالم را بدور آورد چون گردون
نیارم گفت تشریحا سخن از چشم عیارش

شبی خون میکند هر شب به اقلیم دل و دینم
به چابکدستی آن شحنۂ نازِ ستمگارش

اگر یك لحظه دربستان خرامیدان کند آغاز
نگون افتد سهی سروی ز رشكِ حسن و رفتارش

اگر نوشد ز جامِ حالتم یك جرعۂ زاهد
بمیکدها گرو بینند مستان خرقه دستارش

شکنجِ زلف مشکینش که دام عشق بازان است
اسیری دیده ام صد جان مشتاقان بهر تارش

چو بیدل شد فنا از منطقِ حق در مقال آمد
که سیف حال می بینم سراپا رنگ گفتارش

﴿4﴾

آن مخلص یگانه که خوش بود صحبتش
رفت از جهان بماند بدل داغ حسرتش

مقبول حق غلام محمد که دور زو
خون شد دلم ز سوز غم و درد فرقتش

یا رب دوام باد بحق حبیب تو
فیضان ابرِ رحمت بر خاک تربتش

جانش مدام غرق به بحرِ وصال دار
شادان نما به محویتِ نور وحدتش

شب چار شنبه نوز دهم آخرین جماد
رسته ز قید هستی ۱۲۶۱ھ تاریخ رحلتش

﴿5﴾

یا رب از میخانه عشقم ساغرِ سرشار بخش
سینه لبریز محبت و خاطر بیدار بخش

تا شود آسان سلوك این ره روشن مرا
جذبهٔ کامل و فکر سالم استبصار بخش

سرمهٔ عین الیقین در دیدهٔ حالم بکش
بی حجاب جسم جان را لذتِ دیدار بخش

برزدا باصیقل آمرزشی زنگِ ذنوب
همچو آئینه به لطفِ خود صفا بسیار بخش

سوی خورشید حقیقت جان چو جریا میدود
پرتو فیضم ازان سر جلوهٔ انوار بخش

چست در سیرِ الی الله کن دل فرموده را
در مقامی سیر فی الله قوت استقرار بخش

از انقلاع قلعهٔ اوهام بیدل شد ملول
همتِ تامش بحق حیدر کرار بخش

﴿6﴾

چه چهره است این که دلها میشود روشن ز دیدارش
چه چشم است این که با جان می ستیزد غمزه خونخوارش

دلی کو مطلع نورِ شهادت شد ز ظلمت رست
بجز گفتن تجلی در ظهور آید ز آثارش

هر آن کو رخت هستی خود به بازارِ فنا برده
شود تجار بیرنگی بصد رغبت خریدارش

تو نیز از منفعت جوی به دکان محبت شین
که تا روز قیامت گرم خواهد ماند بازارش

نظر بازان که از خاکش به مژگان خار و خس چیدند
چمن پیرای باغ دیده شان شد هر خس و خارش

امید و خوف دنیا را به مستی عشق برهم زن
که هر دو سر بود تاوان چه اقبالش چه ادبارش

نخستت باید افشاندن بهمت دست از دارین
چو حلاج از طلب داری دلا معراج بردارش

نسازد سایه شب پنهان فروغ شعله آتش را
نشد فانوس زلفش پرده دار شمع رخسارش

تلالو عشق ربانی چه برق انداخت در دلها
که شد هر ذره چون خورشید نور آگین ز انوارش

چه پرسی قصهٔ صنعان که در رهِ عشق جانبازی
به بسته کفر زلفِ یار کردن جان به زنارش

طلب در راه وصل او عجب تر جذبهٔ دارد
که سر از پای نشناسد دران مستی طلبگارش

لبِ شیرین نمی دانم چه خواهد کرد با فرهاد
که سیلِ خون شده جاری ز ابر دیده خونبارش

رموزِ نفی و اثبات از فنا گردیده عشقش پرس
که در هر نفی صد اثبات میدارد هوا دارش

به فکرِ آن خیال آخر به محویت رسی بیدل
که جیفه چون بملح افتد نماند هیچ ز آثارش

﴿7﴾

یار می گوید که از یادم دمی غافل مباش
در سلوك راه عشقم ساعتی کاهل مباش

گر تو خواهی گوهرِ مقصود در دستم فتد
غوطه زن در بحرِ وحدت مانده بر ساحل مباش

جلوه گر گردد اگر دنیا و عقبیٰ پیش تو
طرفة العین از خیال من بدان مائل مباش

درد عشقِ ماست واقع علتِ پندارِ تو
جز بدردِ عاشقی از درگهم سائل مباش

حسن ما چون جلوه آغازد به شکل مه وشان
عین معنی دان تو صورت را هلا جاهل مباش

صورتِ زیبای کت بیخود کند دیدار او
با خود از ذوقِ تصور جلوه اش شاغل مباش

نیك نامی را چه سازی عاشقِ رندانه شو
تن نهٔ بیدل عبث در وهم بی حاصل مباش

﴿8﴾

گل اندامی که رضوانِ تجلی بود بستانش
صبا با صد جفا طی می کند راهِ گلستانش

بریز صبحدم مکتوب ما گر وا برد سویش
ز خونِ دیدهٔ عشاق سازم مهر عنوانش

گر افتد سایهٔ شمشیر جبرش بر زمین باری
ز خون صد جو روان گردد ز خاكِ فرش میدانش

بجولان آید ار چابك سوارِ من گزر گاهش
بساطِ کربلا گردد ز دورِ چشم فتانش

چه ‌‌‌‌‌‌‌‌سی پرسی ز پرکارش کز استقبال حمله او
سر از تن خود جدا گردد ز بیم زخم جولانش

از آن وقتی که سینهٔ ما سزای فتح بابش شد
به دل به نشست تا سوفار تیرِ پلك مژگانش

سر از جیبِ وفا بیدل مکش گر خود زند [بیغت؟]
که خونِ عاشقان گیرد بوقتِ نشر دامانش

﴿9﴾

بسکه خونریزیست کارِ غمزهٔ نائوك زنش
خون عشاق از ازل کردند طوق گردنش

بر مزارم گر کند ار آرد بآن شوخی و ناز
وا زند خاكِ خمیرم دست دل در دامنش

یا رب این مجنون که شد مقتول آن چشمِ سیاه
جز بخاکِ کوچهٔ لیلی مبادا مدفنش

گر بدست آرد کمان ابرو بقصدِ صیدِ دل
کی توان ماندن ز زخم تیر مژگان ایمنش

آهوی وحشی که هم از سایه خود دارد فرار
میتوان تسخیر کرده با کمندِ باطنش

بیت ابرویش نتابد گفتهٔ تشریح ما
این معما نیست مکشوفی مگر بر ما تنش

عنصرِ پاکش بعالم پرتوِ رحمت فگند
گوئیا خود سورتِ نور است آیاتِ نقش

بیدل از شوقِ وصال تست سر بر آستان
ای حریمِ خلوتِ خاص تو بادا منکنش



رباعی اول

غم نهانم که گشت پیدا ز جوش عشق است اشتهارش

عشیق مسکین چه حیله سازد که دل گذشته ز اختیارش

بیاض عارض سمن عذاران سواد چشمم بشست چندان

چو زار گریم شوند خندان که هین به بیند این شعارش

رباعی دوم

بهر کجا که بیامد بتاخت شبدیزش

دلی نماند سلامت ز غمزه خونریزش

بطرزِ دیگر امروز میکند جولان

بخیر باد شبیخون فتنه انگیزش

رباعی سوم

هر کس که کند ثنای صدیق

نسبتِ به خروج میکنندش

و آن کو است مدیح شاه مردان

با تهمت رفض میزنندش

رباعی چهارم

یـا رب بـکبـریـای ظهـورِ جـمـال خـویـش

بـا آن حبـیـب مـظهـر نـورِ کـمال خویـش

مـارا و دوستـدار مـرا بهـرور بسـاز

از عشـق لا یـزال لقـا و وصـال خـویـش

رباعی پنجم

یـا رب مـرا ز قیـد انیت نجـات بخـش

جـان را بـه اتحـاد هـویـت حیات بخـش

تـا کـی حبـاب وار ز پـنـدار دم ز نـم

محـوّیتـم بـه قـلـزم زخّـار ذات بخـش

رباعی ششم

بیـا و دامـن دل گیـر رو بـره میبـاش

بـصـدق پیـر و آن خـمسـه طـاهـره میباش

مـدیـح خـلـفـا اربـعـه محـب آل رسـول

فـدای نـام آئـمـه دوازده میبـاش

رباعی ہفتم

ای فلان کش پنبهٔ غفلت ز گوش بخت خویش
زود تر زین و رطهٔ هایل برون بُر رخت خویش
تو چه شاهِ خفتهٔ کو خویش را بیند بخواب
در بدر دریوزه گر غمگین ز هجرِ تخت خویش

فرد

تجلی میکند از هر طرف حسنِ جهانگیرش
بچشمِ پاکبازان شدیکی معنی و تصویرش



باب الصاد

﴿1﴾

ای جمال نبوی را رخت آئینه خاص
دل دریا صفتت مخزن سرّ اخلاص

قلزم وحدت تا موج وجودی برزد
چون تو نا دیده دگر عالی همت غوّاص

نور اجلال تو گر رو به ظهوری بنهد
گردد از مهر تو ذرّات دو عالم رقّاص

دارم امید که اکسیر نگاهِ کرمت
زر کند خاك مرا گرچه نگشت است رصاص

خبث اوهام مرا ره زد زان فیض ظهور
جز مدد خاص ازین سوء قضا نیست خلاص

آن قدر مست کن از بادهٔ توحید مرا
کز نظر فکر شود رفع تعیّن اشخاص

حضرتِ شاه شکر گنج شهِ قطب مدار
غوث اغواث زمان سرور دین خاص الخاص

وهم پندار دوی کرد مقید جان را
بیدل از درگه تو دارد امید مناص

﴿2﴾

سالکی کز هر کدورت شد دل صافش خلاص
ثم وجه الله کن از قید اطرافش خلاص

کُل شیءٍ هُو چو گردد ره نشینِ خاطرش
ذات واحد سازد از تعداد اوصافش خلاص

حال عارف آئینه ماضی و مستقبل بود
کرد رویت از گمان اسلاف و اخلافش خلاص

عکس لطف و قهر حق داند همه طرح و فرح
میکند عرفان ز وهمِ جور و انصافش خلاص

گفتن انی انا الله از دوی نرهاندت
کی نماید مرد را از بند تن لافش خلاص

حُفَّتِ الْجَنَّة بما یمکره یقین دان ای ظریف
کز جنهم نفس را میسازد اعفافش خلاص

نیست در خلوت سرای بیحودی بیدل مقال
اهل دل را کی کند از هستی الجافش خلاص



رباعی

کسی که گوش نموده ترانهٔ اخلاص

کشد صبوح ز ساغر شبانهٔ اخلاص

به بارگاه حقیقت بیافت بار آخر

کسی که کشته عُکوف آستانهٔ اخلاص

فرد

بدریای حقیقت گر شوی مستغرق ای زاهد

بدستِ همتِ تو آید آن گوهر یگانهٔ خاص

[این مصرعه بر حاشیه نوشته شده است]

کمالِ نخوت و ناموس تو یکره شود ناقص



باب الضاد

﴿1﴾

هر که از پیمانۀ وحدت کشد صهبای فیض
زود تر گردد دلش مستغرق دریای فیض

تنگنای مذهب آمد محبس صاحبدلان
وسعتِ مشرب بود در عرصۀ پنهای فیض

نکهتِ وحدت وجود آید ز گفتارِ ولی
نافۀ توحید دارد آهوی صحرای فیض

هر که از خود شد تهی داند که می باشد یقین
نشۀ منصوری اندر بادۀ مینای فیض

در تفکر کوش کآخر افتدت وقتی بکف
از ته دریای فکرت لولو لالای فیض

گرچه سبحانی ز بسطامی بحالت سر زده
زین قدر بس بیش باشد عز و استغنای فیض

بیدل از شاهِ نجف سرمایهٔ عرفان طلب
کآستانِ حضرتش تا محشر آمد جای فیض

﴿2﴾

اهلِ دل را هیچ با تاویل و برهان نیست غرض
غرق دریا راه بره جستن بیابان نیست غرض

ماهرانِ مَنْ عَرَفَ از عشق صورت فارغند
عاشقِ خود را به حسنِ ماه کنعان نیست غرض

هر که نه بناشند به نورِ وجد نارِ وهم را
روح پاکش را به عیش روضه رضوان نیست غرض

دل چو محوِ فکر شد حاجت به دلق کهنه نیست
چون جنون بگرفت پس چاک گریبان نیست غرض

عشق مستغنی است ز استمداد عقلِ نکته دان
طالبِ حلّاج را با پند نعمان نیست غرض

هر که بیند حسن یکتا را ز هرِ آئینه
پس و را با فرق بی دین و مسلمان نیست غرض

کشورِ دل چون بعشقِ لم یزل معمور شد
با علّو اسکندر و ملك سلیمان نیست غرض

بیدل اندر مستی حالت بپرداز از خرد
محو هو را با حفاظت کفر و ایمان نیست غرض



رباعی

رنگهای مختلف سر زد ز بیرنگی ذات
در حقیقت نیست فرق اندر میانِ سود و بیض
نسخهٔ وحدت وجود آمد مجرّب در شفا
حکم حکمای حقیقت این است به پذیرای مریض

فرد

چو صبغة الله منظور چشم جان گردد
نیاید اندر چشمِ سرت سواد و بیاض



باب الطاء

﴿1﴾

عیش پاینده چه جوی تو درین کهنه رباط
کس ازین میکده دانم نکشد جام نشاط

کس نخفته است برین بستر آسوده دمی
که نه بیهوش خراشیده شد از خار میاط

خواب راحت ندهد دست درین مهد ترا
زانکه خار است بجا حشو درین بزم بساط

عامه اش گلشن خوانند خواهش گلخن
جانش مقراض بنامید جهانش مخیاط

متکای طربِ روح تو مسند عرش است
سر بر آور تو ازین بالش اندوه مناط

گـــر عـــروسِ دنـوی بـفـــریـــب افـــروزد
عـــارف از جـــادهٔ تـقـوی نـنـمـــایـد افـــراط

استـــوارا نـــه قـدم نـــه بـطـریـقـــت بیـدل
خـاصـه راهـی کـه بود بر سر دوزخ چو صراط

﴿2﴾

خـاکسارانه غمِ عشقش طلب می کن فقط
کشتـــی دل را میـــانِ بحـــر فکـــر افگن فقط

منـعـمـــان در مـلك دنیـــا کـــامرانی میکنند
تـــو بهـمـت آرزوی خـویـــش را بشکن فقط

عـابـدان و زاهدان صد گون ریاضت میکنند
تـــو درخـتِ هستی خـود را ز بـن بر کن فقط

نـوبـتِ سـلـطـانی و طبـلِ شهانی گو مباش
نـوبـــتِ درویشـــی و طبـلِ فـنـــا مـی زن فقط

گر تو خواهی محو آثارِ حدوث اندر قدم
از رخ واجب بر افگن پردهٔ ممکن فقط

تا مشاهدهٔ کنی انوار عزت کبریا
موسی آسا پا بنه در وادی ایمن فقط

تا ز قول و فعلت آثار هویّت سرزند
بیدل اندر عشق هو کن ترک ما و من فقط



رباعی

عاشقانه با رخِ چون ماه می دار اختلاط
میوه دیدار از درختِ حسن می ساز التقاط
تابعِ پیرِ طریقت شو بجان و دل مدام
پا منه اندر طریقِ معرفت بی احتیاط

فرد

در کدورتهای کثرت شو به وحدت آشنا
تا نگردد فکرتِ پاکت به دنیا مختلط



باب الظاء

﴿1﴾

بزیرِ خاک جا کردی بهر جایت خدا حافظ
غلامِ احمدی بادت محمد مصطفی حافظ

رهِ نا دیده سر کردی به تنهای متاعت را
ز شرِّ رهزنان بادا علی المرتضیٰ حافظ

مذاقِ روح تو شیرین ز شربت جام عرفان باد
ز تلخی های غم بادات حسن المجتبیٰ حافظ

به سوی عالمِ ارواح زینجا کردهٔ رحلت
ز هر کرب و بلات ای جان شهیدِ کربلا حافظ

بدرویشی بسر بردی حیات مستعارِ خود
بهر سختیت بادا همت آلِ عبا حافظ

ز پا افگند مارا محنت دوری و مهجوری
ترا ای جان شهِ بغداد تاج الاولیا حافظ

نیارد بیدل مسکین بجز فاتحه فرستادن
دعای دوستان بادت ز هر رنج و عنا حافظ

﴿2﴾

ز زخمِ چشم بد بینان جمالت را خدا حافظ
کمالت را ز نقصان ها نبی خیر الورا حافظ

به میدانِ سرافرازی دلیر و عاشق اندازی
علوِّ اقتدارات را علیّ المرتضیٰ حافظ

ز جامِ حسرتِ دوری هلاهل میکشم لیکن
ز تلخی ها زمانت باد حسن المجتبیٰ حافظ

سر از تن شد جدا عشّاق را از خنجرِ نازت
خدنگ خونفشانت را شهید کربلا حافظ

باب العین

﴿1﴾

طالبِ افسرده را در جوش می آرد سماع
دل سراپا درد را مدهوش میدارد سماع

از نسیمِ صبح در جنبش نیاید چوب خشك
تخم عشق اندر دلِ منکر نمی کارد سماع

متحد سازد خیالِ منشعب را لحن عشق
پای لغزش خورده را در ره بیفشارد سماع

مار را زهریست حاصل زو صدف را گوهری
قطرهای فیض چون نیسان همی بارد سماع

زاهدِ خود بین سماع صوفیان را خواند لهو
آدمِ بی درد را حیوان انگارد سماع

رباعی

سالکی کو شده از فتنهٔ هستی محفوظ
در شهود ست به بالای و پستی محفوظ
اول از هستی بگسته به مستی پیوست
عاقبت شد دلش ز هستی و مستی محفوظ

فرد

از بهارِ ثمّ وجه الله گلِ نظاره چین
ورنه از ترتیل آیاتِ کلام الله چه حظ



چو بیدل گرچه مظلوم از جفای شوخی آن چشمم
دلِ نا مهربانت را ز غم زین العبا حافظ

﴾3﴿

به قد چون الفی راستی خدا حافظ
بروی چون مه ناکاستی خدا حافظ

عروس حسن و صفا را که رشك خورشید است
به حلیه نا زیبا راستی خدا حافظ

به بزم سوختگانت به عزم رقص امشب
به آتشین رخ برخاستی خدا حافظ

به نیم غمزه ربودی ز عاشقان دل و دین
چه قسم شاهد رعنا ستی خدا حافظ

مرو تو بیدل از خاك آستانهٔ عشق
براه نیکی بر پا ستی خدا حافظ



زان سبب معراج خاصان شد که وقتِ های هوی
هستی موهوم را معدوم بشمارد سماع

هر که دارد یاد لحناتِ فرح بخش بهشت
بیدل او را بر کنار از وجد نگذارد سماع

﴿2﴾

هلا بکوش و بدست آر خاطرِ مجموع
که تا مناطق لا یسمعت شود مسموع

شکن به قوتِ روحانی این طلسم خیال
باذن حیدر این قلعه را بکن مقلوع

هر آنچه گردد مکشوف بر دلِ عارف
ز جان منکر محجوب می بود ممنوع

هر آنکه جلوهٔ صنعش ز صانع آگه کرد
ز صانعی نشود ملتفت سوی مصنوع

به طوق لعنت موسوم شد به مردودی
بتاج رحمت با مقبلی شد مرفوع

وگرنه هر دو جلال و جمال عشق بود
که گشته شهره به توصیف ماشی و مصروع

تو جزو را به کُل آمیز و خوش نشین بیدل
یقین بدان که یگانه است راجع و مرجوع



رباعی

خطرهٔ هستی موهوم ز خلوتگهِ دل
تا توانی تو به اثبات عدم میکن دفع
فکر همه اوست شب و روز همی بند مدام
تا حجاب دوی از عین یقین گردد رفع

فرد

چون دلِ عاشق و معشوق یکی بود در اصل
جمع شد طینت پروانه به خاکستر شمع



باب الغین

{1}

نحن اقرب گوش کردی همچنان دوری دریغ
و هو معکم گفت محبوب و تو مهجوری دریغ

شد حجاب از جلوهٔ احدیت عقل دو بین
بی نصیب از ذوق وجد و حال منصوری دریغ

همچو اسد الله بر آور خیبرِ خطرات را
عسکرِ اوهام را هر لحظ مقهوری دریغ

نیستی و اشکستگی مرغوب طبعِ تو نشد
از شرابِ هستی و پندار مخموری دریغ

جلوه حسنِ ثم وجه الله زهر سو رخ نمود
شش جهت آئینه شد اما تو بی نوری دریغ

عشق مولٰی را گزین بر شوق نعمت های خلد
جهد ساز از آرزوی جنت و حوری دریغ

بیدل از خود دور شو تا قرب یابی در حضور
بین که در چندین حجاب از عشق مستوری دریغ

﴿2﴾

سوی عدم چو پیرِ طریقت دهد سراغ
از فکر بر فروز به دهلیز دل چراغ

چندان بنوش بادهٔ محویت و فنا
کز وهم صحو هست تهی گرددت دماغ

چون جعل از چه جای بسر کین نموده ای
مانند عندلیب بکن میل سوی باغ

چون باز در هوای تنزّه کشای بال
چندان مساز میل به مردار همچو زاغ

از تنگنای کثرت بر نه قدم برون
سیرِ عروج سر بکن اندر کشاده راغ

در خم هو به جوشش آر این خیال را
تا فکر تو به صبغه فنا یابد انصباغ

بیدل تو باش مشتغل از تن به دل مدام
تا یابی از توّهم پندار انفراغ



رباعی

بگو ای سالكِ ره رو كه تا گردی ز خود فارغ
چو از خود رسته گردی باشی از هر نیك و بد فارغ
چو خورشیدِ حقیقت جلوه گر گردد به چشمِ جان
به احدّیت رسی باشی ز ایهامِ عدد فارغ

فرد

وجود واحد بنمود رخ ز هر مظهر
بهانه است مسلمان و گبرو ترسا و نغ



باب الفاء

﴿1﴾

بسکه بشگفت است گلهای بهار از هر طرف
جلوه گر بنمود نقشِ خود نگار از هر طرف

ثم وجه الله بشارت میدهد عشاق را
چونکه بنموده جمال خویش یار از هر طرف

طوق دارِ شوق چون بلبل شدند اهلِ نظر
بسکه رعنا گشته سروِ گل عذار از هر طرف

بهر دیدارِ ظهورِ حسنِ هر جای بماند
عاشقِ جان بر لب اندر انتظار از هر طرف

مهوشان از ناز مستی با لبِ خندان چو گل
چشم مشتاقان چو نیسان اشکبار از هر طرف

چون نقاب از چهرهٔ شاهد حقیقت بر فتاد
میشود محجوب بیچون چشم چار از هر طرف

گفت هل فی الدار غیری شبلی صاحب کمال
بیدل از دی بگسل و بین نو بهار از هرطرف

﴿2﴾

چون تو اسیرِ خودی هیچ ز عرفان ملاف
بستهٔ نیك و بدی چند ز وجدان ملاف

رمز فنا کسب کن بیخ خودی را بکن
ورنه به پندار تن هرزه زن طغیان ملاف

چونکه ترا ساز نیست محرمی راز نیست
غنچه دلت باز نیست چون گل خندان ملاف

محرم اسرار باش طالب دیدار باش
از خود بیزار باش بیهوده چندان ملاف

عارف جانی نه ای محو معانی نه ای
تا که توفانی نه ای از ره صنعان ملاف

عالم عابد شدی صالح زاهد شدی
از خودتا تو نه بیخود شدی زان رخ رخشان ملاف

عاشق شیدانه ای بیدل رسوانه ای
تا توزلیخانه ای از مه کنعان ملاف

﴿3﴾

ای شیخ پارسا شده موی سرِ تو برف
معلوم نیستت ز سرائر شهود حرف

یکدم غریق بحر معانی نمیشوی
شد منطق و بیان تو آثار نحو و صرف

کن لوح سینه پاك ز ارقام وسوسه
خود را ز خود رهای تو باهمت شگرف

سـر بـاز و سـرفـراز چـو یـابی کلاه عشق
مـظروف را شنـاس چو سنگی زدی بظرف

گـر بـادهٔ ز سـاغـر منصور میکشی
بیـنـی جـمـال لـم یـزلِ هـو ز چـار طرف

گـر پـائـمـال سـطـوتِ مـعشـوق شـد سـرم
کـافی است بهر دل شده این قدر عزّ و شرف

بیدل حبـاب کثـرت بشـکـن بـه هـمتی
وین قـطـره را تـو مـختـلطی کن به بحر ژرف



رباعی

بشنو کلام پیر طریقت شهِ نجف
کارشاد میکند گم شده را به من عرف
نیسان فیض قطره کرامت عطیه کرد
تا گوهرش کند دل مشتاق چون صدف

فرد

اگرچه تذکرهٔ ابلیس و مشرکان است درو
بصدق بوسه زند مرد دین بسر مصحف



باب القاف

﴿1﴾

سنگ را گوهر بنماید عشق
ذره را محور بنماید عشق

آن دلی را که شود مطلع او
ز آفتاب انور بنماید عشق

قطره را باز به بحرِ وحدت
زود تر ماهر بنماید عشق

بی نوا را که ندارد زر و زور
صاحبِ افسر بنماید عشق

گمرهی را به یکی طرفه چشم
هادی و رهبر بنماید عشق

بر سرِ لشکر خطرات
حمله چون حیدر بنماید عشق

گرچه روئین است حصار پندار
قلع این خیبر بنماید عشق

نامهٔ حال اگرچه است سیاه
شستن این دفتر بنماید عشق

بیدل از مقدم او گشته دلیر
سست را صفدر بنماید عشق

﴿2﴾

دوش با من گفت یارم نوش کن یك جام عشق
تا به فهمی رمز نازم را تمام ای خام عشق

نیك نامی داردت محروم از دیدار من
ذوقِ وصل ما بیابی گر شوی بدنام عشق

سر بباز اندر رهِ ما هر چه باشد گو بباش
بگسل از ناموس و ننگ و گوش کن پیغام عشق

جلوهٔ نورِ الٰهی صورتِ ما را شناس
وسوسه مشنو بجان و دل پذیر الهام عشق

همچو صنعان ساغرِ رندی و عشق از کف منه
از حضیض عقل بالا پر به اوج بام عشق

زلفِ ما دام است بهر مرغ جانِ عاشقان
گر خلاص از جسم خواهی شو اسیرِ دام عشق

پیش ما بیدل چو میّت در کفِ غسّال باش
ترک کن کام دو عالم تا بیابی کام عشق

﴿3﴾

چون سر کشد ز افق دلت آفتاب عشق
برفِ عقول را بکند آب تاب عشق

نار و خزاینِ دنیوی را در التفات
هر کو شد از الست نصیبش نصاب عشق

شاهان معنوی و سلاطین ملک دل
سر خود نهاده اند به خاکِ جناب عشق

سبحانی و انا الحق و انی انا الله است
لحنِ بدیع و نغمه دلکش رباب عشق

از عالمِ شهود سوی غیب کوچ کرد
جانی که باریافت به بزمِ خطاب عشق

معمور شد به معرفتِ پاك ذوالجلال
آن دل که شد بلطف الٰهی خراب عشق

بیدل فرو گداز قیاسِ دوی و بگیر
در سر خمار وحدت محض از شراب عشق

﴿4﴾

تجلی وحدتِ مطلق ولی الله علی برحق
کند حُجبِ دوی را شق ولی الله علی برحق

محیطِ ذات را گوهر سمای فیض را اختر
رخش انور ز ماه و خور ولی الله علی برحق

کـلیـدِ گـنـجِ لاهـوتـی فتـوحِ بـابِ بـاهوتـی
عـلیـمِ سـرِّ هـاهـوتـی ولـی الـلـه علی برحق

بـه خـمسـه طیبـه شمرش به خلفا اربعه نگرش
ببیـن هـم داخل عشرش ولی الله علی برحق

ائـمـه دیـن پیـغـمبـر دوازده تـن ز جـان بهتـر
نـخستین شان بود حیدر ولی الله علی برحق

محـبِ شـاهِ مـردان شـو مریدِ شیرِ یزدان شو
چو بیدل بنده ایشان شو ولی الله علی برحق



رباعی اول

بـخـویـش بیـن نـرسـد زیـنهـار مـنـصب عشق
کـه نفـی مـاسـت نخستین شرط مذهب عشق
لـب از مبـاحثـهٔ مـذهـب بـه بـند تـا آید
بـه گـوش هـوش تـو غـوغـای بـزم مشرب عشق

رباعی دوم

ز مطرب شنو نغمهای انا الحق
بزن بی زبان نعرهای انا الحق
چو حق الیقین گردد از هر بُنِ مُو
به گوشِ تو آید صدای انا الحق

فرد

چرا مطالعه سازی کتاب کنز و دقائق
به نوش از قدحِ هو شراب رمز حقائق



باب الکاف

﴿1﴾

مظهرِ نورِ تجلی شاهد پاک است خاک
لائق خلعت لعمرک و تاج لولاک است خاک

نکتهٔ خمرت شد طغرای منشور عزتش
زان سبب با تیرگی مسجود املاک است خاک

صورتِ او مُنکدر معناش نورِ سرمدی
مخزنِ سرِّ ازل او آئینه ادراک است خاک

در طریقِ سیر فی الله پای دِر گل ماند چرخ
در رهِ عشق و محبت چست و چالاک است خاک

جامع اوصاف عالم علوی و ملا العلا است
منتخب اوراق کرسی و عرش و افلاک است خاک

داد انا خیرٌ گواهی بر کمالِ عُجب نار
از علامت عشق ورزی پیرهن چاك است خاك

رمز علّم آدم الاسماءَ بیدل گوشدار
دان که نکاتِ حقائق را چه درّاك است خاك

﴿2﴾

خاطرِ عشاق را از گردشِ دوران چه باك
گنبذِ افلاك را از بارشِ باران چه باك

هر که چون منصور از دارین دست افشان شده
از سیاست شرعش و از سطوتِ نعمان چه باك

مرد وحدت کیش از کثرت نیفتد در حجاب
بط سبك پرواز را از جوشِ طوفان چه باك

هر که از خود رست شد ایمن ز خطراتِ دوی
محوِ واجب را دگر از فتنۀ امکان چه باك

چون بعالم نیست موجودی بجز هستی حق
مرد عارف را ز فرطِ بغض نا معتقدان چه باك

هر که کُشت آتش هو ها را بسیلابِ فنا
پس وُرا از طیش تابِ درگهِ نیران چه باك

هر که محرابِ نمازِ او شده عین الیقین
بیدل او را از انحراف از قبلهٔ ایمان چه باك

﴿3﴾

ای دل از این و آن میفت بشك
اینما کنت دان که و هو معك

غیر حق هیچ نیست جلوه گری
او زمین او سما و مُلك و مَلك

اوست مُلا وا اوست منصوری
اوست مرهم هموا است ریش و نمك

اوست نار و هوا و آب و تراب
اوست عرش و ثری و سماک و سمک

هستی اوست واجب و مطلق
حرف امکان و قید را کن حک

ذات واحد صفات متعدد
سوی اصل است مرجع هریک

گه بشکلِ رسل ظهور کند
گه بر آید بصورتِ مشرک

عارف این هر دو مختلف را دید
از تحیر بگفت سبحانك

ذاتش از آئینه جلال و جمال
رو نموده بشکل ورد و حسک

چون جمال و جلال حق بینی
محترز شو ز لغزش ای سالك

دیـــو دیـــد اَعُـــوْذُ بِـــنُكَ بـــگـــو
پیـــش احـــمـــد بـــگـــو اَعُـــوْذُبِكَ

بـحـقیـقـت چـو بـنـگـری بیـدل
مـحـو گـردد لـکـوك انـدر یك



رباعی

نـفـی ز اثبـات او مـائیـم لا شك
بـکـلّـی مـات او مـائیـم لا شك
چـه مـی گـویـم کـه در وحـدت وجـودی
سـراپـا ذات او مـائیـم لا شك

فرد

مـوسیٰ و فـرعـون در مـعـنـی ندارند امتیـاز
متّصف شد صـورتـش بـادین و هیئت او بـه شرك



باب اللام

﴿1﴾

نوبهار آمد هویدا شد از و آثارِ گل
صحن بستان پرتو نو یافت از انوارِ گل

گل زغنچه سر بر آورد و فغان زد عندلیب
کشف شد مرغ چمن را گوئیا اسرارِ گل

عشق بازان را سرِ سیر گلستان هرزه نیست
غنچۀ دل را کشایش میدهد دیدارِ گل

بلبل مسکین که از شوق رخ گل میطپید
نعل در آتش بماند از گرمی بازارِ گل

مسکنِ معشوق را دلداده می سازد طواف
کآمد اندر چشم شوقش خار آن دیوارِ گل

نرگس و سنبل و سمن شد سرو قدش را طراز
چشم مخمورش گل زلفش گل و رخسارِ گل

شکر ایزد را که بعد از فرط آسیبِ خزان
خاطر غمدیده را شد مونس و غمخوارِ گل

قلقل مینای ابر از دست ساقی بهار
بلبلان را مست کرد از ساغر سرشارِ گل

زاهدا میکش بیادِ نو عروسانِ چمن
خار در چشم تو بادا گر کنی انکارِ گل

همچو بو در برگ گل مخفی ست ذات اندر صفات
راز الانسان سری میکند اظهار گل

تا مشامِ جان رد بو از بهار بی خودی
زان سبب آورد بیدل در غزل تکرارِ گل

آمد بهار رفت غمِ انتظار گل
یارب همیشه باد زمان بهار گل

میگفت عندلیب به بزم چمن بلند
صبر از دلم ربود سکون و قرار گل

اسم و صفت ز ذات نشان می دهد به بین
کز جلوه آن بهار شگفت این هزار گل

جامِ جهان نماستِ ظهورِ مبارکش
با جم رسید دولتِ عزّ و وقار گل

موسیچه صوفیانه به وجد آمده ز شوق
تنها نه بلبل است عشیق عذار گل

دل مست بوی کشت چو از رنگ چشم ست
خار مجاز سوخت حقیقت شرار گل

در موسم بهار بنوشم شراب وجد
کین زهد خشک میکندم شرمسار گل

بر تخت ناز شست چو آن خسرِو چمن
نیسان کند خزینهٔ گوهر نثار گل

بیرنگ شد ظهور کن از رنگ کفر و دین
بیدل بهار گشت نمایان ز خار گل

﴿3﴾

گر نه از تو تافتی بر خاک انوارِ جمال
کی بدیدی جان زین صورت آثارِ جمال

میل دل سوی تعیّن بهر حسنِ مطلق است
پیش عارف شد همه چیز آئینه دارِ جمال

گنج پنهان بود ذاتِ پاک تو بهر ظهور
مشت خاک تیره شد گنجینه اسرارِ جمال

گلبنِ عمر و جوانی سر و بالای مرا
تازه ساز ای نزهتی بخشای گلزارِ جمال

صرصرِ سقم از گل بدنش که جانِ بیدل است
دور دارو ده طراوت نو به گلنارِ جمال



رباعی اول

از دلت تا نشود حبِّ ریاست زایل
کی شود رفع ز پیش تو حجاب و حائل
نفس چون ابنِ زیادت به ضلالت فگند
گرچه عمرو است ترا دل به سوی ری مائل

رباعی دوم

فاضل شدن آسان است و سالك شدن است مشكل
بر مملكتِ دلها مالك شدن است مشكل
سهل آمد فهمیدن تشریح الٰهیات
در وحدت وجه الله هالك شدن است مشكل

رباعی سوم

سُنّی شدن آسان است صوفی شدن است مشکل

بر تن زدن است آسان بر جان زدن است مشکل

تحصیل علومِ دین سهل است اگر خواهی

فهمیدن یك نکتهٔ علم لدُن است مشکل

رباعی چهارم

رب ارنی میزند هر دم کلیمِ طورِ دل

جان حیاتِ طیّبه یابد ز نفخِ صور دل

گفت پیغمبر غَلَبَ نُوری به صدّیقِ عتیق

زان که نورِ عرش چون عکس است و اصلش نورِ دل

قطعه

بندهٔ عشق است حسنم

مذهبِ ماست اتحاد حلول

جبر خود سنتِ جماعت ماست

قدر را کرده ام به جان قبول

فرد اول

بـر بـود نـاز آن بـت طـنّـاز بـی مثـل
دنیـا ز اهـلِ دنیـا دلهـا ز اهـلِ دل

فرد دوم

صحبتِ شاهان چو شهد و نفس ما همچون مگس
هستش آسان اندر افتادن برون جستن محال

فرد سوم

هُوَ الْمَلَاء المنصور فالآن
لقد رُفِعَ التنازعُ والجدال

فرد چهارم

خواست که چشم افگند برزخ زیبای خویش
جلوهٔ حسنش بدید ز آئینهٔ آب و گل



باب المیم

﴿1﴾

من نمی دانم که این جا از کجا افتاده ایم
این قدر دانم که در دامِ بلا افتاده ایم

پیش زین بودیم سر خوش از می بسط و فرح
این زمان در محفلِ قبض و عنا افتاده ایم

در هوای عالمِ تقدیس بودم بال زن
در قفس تلوین این جا مبتلا افتاده ایم

ذوق اُنس قدس کی گردد فراموش از دلم
گرچه زان راهِ صواب اندر خطا افتاده ایم

کشورِ توحید را جز ذات من سلطان نبود
بیدل اندر ملك کثرت بینوا افتاده ایم

﴿2﴾

من که با جان خاکسار توام
بندهٔ لطف بی شمار توام

چون قرارم نمی رسد دانم
بستهٔ زلف بیقرار توام

شکر یزدان بهر مسا و صباح
که بدین لاغری شکار توام

گرچه دورم ز محفلِ دیدار
حمد لله در انتظار توام

چون برستم ز اختیار وجود
با دل و جان در اختیار توام

چونکه پرداختم ز کار جهان
خاکسارانه جان نثار توام

جام عشق و محبتم نوشان
که چنین تشنه آشکار توام

شاید از تو رسد دلم به قرار
که بدین سان در اضطرار توام

هفت اقلیم نیست مطبوعم
سر ارادت سوی دیار توام

من ننازم بدی هنر که کنون
مادح عزّ و اقتدار توام

یکن از جذب لطف تو صد شکر
که بدین کاهلی بکار توام

دل بداغِ غمت نشان مند است
شایق سیر لاله زار توام

تا کنی به سلمم به عطش کثیر
تشنهٔ آب ذوالفقار توام

دستگیر ای مدد دو جانها
که چنان بیکس و نزار توام

دست بکشاده در دعا دایم
آخر ای باغبان چنار توام

بلبل آسا درین قفس شب و روز
گوش بر مژدهٔ بهار توام

لاله مانند در حدیقهٔ درد
ای گلِ حسن داغ دار توام

دل نه بندم بحسنِ هر خوش رنگ
عاشق درّ شاهوار توام

خلعتِ خسروی نمی خواهم
خاک آلوده از غبار توام

اندرین غار تن به صدق تمام
حلقه در گوش یار غار توام

طالب فیض حضرت فاروق
تا ابد منت گذار توام

بندهٔ خَلق و خُلق ذی النورین
صید فتراك شهسوار توام

قصه کم جان بلب رسید مرا
که همان نا بکار بار توام

بلبل آسا حزین بیدل مست
شیفتهٔ دیدار گلعذار توام

﴿3﴾

مظهرِ ذاتِ خدای به جلال تو قسم
مطلعِ نور صفای به جمالِ تو قسم

محو بودن به خیالِ رخ تو مقصد ماست
زانکه سر جلوه بقای به خیال تو قسم

به چنین نکته سرای به یقین دانستم
که حیاتِ دل مای به زلالِ تو قسم

خم ابروی تو مانند هلال عید است
ماه انگشت نمای به هلالِ تو قسم

زود دریاب خدا را که رسیده است بلب
جان بیدل ز جدای به وصال تو قسم

﴿4﴾

سرِّ حق را خاک مخزن دیده ام
گنج در ویران مبرهن دیده ام

آفتاب و سایه باهم کس ندید
زلف مشکین و روی روشن دیده ام

بلبلان سوی گلستان میپرند
ما درونِ خویش گلشن دیده ام

تـــازدایـــد زنگ راز آئیـــنـــــه دل
ذکـــــر را صیـــقـــل میـــقـــن دیـــده ام

عـــا کفِ خـــلـــوت ســـرای نیســـت را
ز آفـــتِ خـــطـــرات ایـــمـــن دیـــده ام

تـــابـــشِ خـــورشیـــد در هـــر ذره ایســـت
حـــق بـــــه مـــلا و بـــرهـــمـــن دیـــده ام

بیـــدل انـــدر مـــــا مـــنِ وحـــدت در ای
کیـــن عـــجـــب مـــاوی و مســـکـــن دیـــده ام

﴿5﴾

بی تـو ای مونس جان بسکه پریشان شده ام
ســـر ســـودا زده و دیـــدۀ حیـــران شـــده ام

کـــرده بـــادِ صفـتم بـــی ســـر بـــی پـا غلطـان
کـــه ســراسیمـــه مثـل سر بـه بیابـان شـده ام

Scanned by CamScanner

دامنِ وصل تو تا رفت برون از دستم
در غمِ فرقت تو چاک گریبان شده ام

توشهٔ جان حزین بود حضور تو مدام
تا تو پنهان شدهٔ بی سر و سامان شده ام

تا در آتش غم هجران تو شد مسکن جان
دل تپان ناله کنان سینهٔ بریان شده ام

عاشقِ بیدل سر گشتهٔ وادی حسرت
هر نفس نعره زنان از غم حرمان شده ام

﴿6﴾

در مدح خلفاء اربعه که تذکرهٔ آنها موجبِ نزولِ رحمت است رضی الله عنهم

بحر معنی از باد عشق اول به موج آمد تمام
کرد زان معنی ظهوری صورت خیر الانام

صورتش روشن چو قرص بدر و پیرا مون او
شد نجوم اصحاب کرّامش بعزّ و احترام

از همه بگزیده تر روشندلان صافی ضمیر
چار خلفا خاصگان بزم نورانی نظام

اولین بوبکر صدیق و عتیق و محو عشق
یار غار دوست حق پروانه شمع همام

حق چو صَدَّقَ گفت بالحسنی بشانش و مصطفیٰ
میّتٌ یمشی علی الارضش بخواند اندر کلام

پرتو صدیقیت بگرفت شمع جان او
چونکه بیرون رفته از پندار هستی چون ظلام

آن دگر فیاض عالم صاحب عدل و عطا
همچو دل فاروق حق و باطل و عالی مقام

با اشداء علی الکفار یزدانش ستود
احمد از حق خواسته تائید دین با وی مدام

کفر کثرت را چو منفی کرد با جهد کثیر
وحدت حالت به مقتبسان تجلی داد تام

وآن سیوم عثمان منبع رحمت و حلم و حیا
نور حق سلطان ذوالنورین والا احتشام

رمز و تواصوا است بالحق شاهد تکمیل او
دست خود را مصطفی دستش بگفت از لطف عام

رهنمای طالبان سوی حقیقت منطقش
عروة الوثقٰی وجودش جان دو کرد اعتصام

و آن چهارم قاتلِ کفار صاحب ذوالفقار
شاه تاجِ اولیا فاتح درِ دارلسلام

گفت من یشری بو صفش هم ولی خواندش خدا
خواند مولا و اخی پیغمبرش اژدحام

من عرف مسترشدان راز و بگوشِ دل رسید
رست از هستی کسی کو مست شد زین خفیه جام

حرمتِ این چار سرور جان بیدل را بلطف
غرقهٔ دریای وحدت دار یارب تا قیام

﴿7﴾

در مدح اهل بیت طاهر أیمه اثنا عشر که تمدح آنها صیقل آئینه قلوب است علیهم السلام

بود در خلوتِ بطون و قدم
شاهدی پاك از وجود و عدم

کنتُ کنزا اشارت است بدو
راز خود را نبود خود محرم

عشق باعث شده به عرفانش
دید خود را به صورتِ آدم

در کف آئینه و تماشا کرد
حسن خود را به جلوهٔ اعظم

جلوه خود را نهاد احمد نام
پرتو اکمل و شعاع اتم

فـــلكِ وحـــدت و رســـالـــت را
بـــه دوازده بـــروج داد عـــظـــم

آن دوازده ائـــمـــه را بـــطـــون
مـــوصـــلِ طـــالبـــان بـحـق دایـــم

اول آن مـــرشـــدِ طـــریـــق عـــروج
شیـــر حـــق شهـــره بـــا عـــلـــوّ هـــمـــم

مـــرتـــضـــیٰ شـــاه ابـــن عـــم رســـول
ســـر گـــروهِ جـــمیـــع اهـــل کـــرم

قـــامـــع خیبـــر و مـــرجـــعِ شـــمـــس
زوج بـــنـــت الـــنبـــی ســـراج امـــم

دوم آن نـــور چشـــم نـــور خـــدا
حســـن الـــمـــجتبـــیٰ کـــریـــم اکـــرم

تـــازهٔ ریـــحـــان بـــوستـــان نبـــی
ســـرورِ ســـروران فـــرشتـــه خِـــدم

کرده تسلیم خویش را به تقاضا
بر نیاورد بی رضایش دم

سیوم آن هادی سبیل سلوک
حاملِ بار درد و محنت و غم

والی ملك جان امام حسین
بو الائمه نشانه تیر الم

در رهِ ابتلای مهر و ولا
سر بداد و نه وا کشید قدم

چارم آمد علی امام هدیٰ
در درج شرف و خزینه حِکَم

زین عباد هاتف او را خواند
چون ز زخم اژدها نشد درهم

هست بر رتبهٔ امامت او
حجر اسود گواه در عالم

پنجم آمد محمد بن علی
شمع کاشانه ملتِ قیّم

جابر انصار را سلام بداد
سوی او خسرو خجسته حشم

باقرِ نکتهای علم لدن
فاتح باب وجد بر مردم

ششم آمد امام ابن امام
جعفر الصادق و جمیل شیم

چون به تذکیر می کشود زبان
واله میماند افصح و اعجم

بمنا برد ابرهیم آورد
زود دستِ کرامتش به کرم

هفتم آمد امام اهل یقین
موسی طور وحدت و کاظم

داد فضلش شقیق بلخی را
فضلهٔ فیض از کوس قدم

آب چاه آورید ز کوه ورا
به دعایش فراز در یکدم

هشتم آمد علی بن موسی
سرورِ دین امام قدسِ خِدم

شهباز آشیانهٔ لاهوت
بهر اعلام این طریق عَلم

ریح چون خادم از درِ مامون
پرده گیرد چو آورد مقدم

فهم آمد امام ابن علی
زد به ورق زمان ز جود رقم

آن محمد جواد افصح خلق
بسته نطقش زبان بن اکثم

شد بآبِ وضوش بار آورد
شجرهٔ نبق بی بر و اکشم

دهم آمد امام دین پرور
هادی و بوالحسن علی اعلم

ساقی جامِ وحدت مطلق
شد بخلوت گه احد محرم

لطفش از دین میکند آزاد
گردنِ اعرابی غریب و دژم

بعد زان نایب منابش شد
حسن عسکری امام یازدهم

کرد درپیش او یکی مفلس
شکوه از فقر و فاقه و شدت غم

یمن او داد پنج صد دینار
به همان دم بدان اسیر الم

بعد زان شد تولدِ مهدی
آن امام الوریٰ دوازدهم

گشت قائم مقام والد خویش
بود سرِ خدا بحق قائم

غائب از عالمِ شهادت شد
نور بود بنور یافته ضم

حرمتِ این دوازده سلطان
ای پدید آورنده لوح قلم

ساز حرفِ دوی ز دل بیدل
به سرِ کزلكِ شهود عدم

﴿8﴾

کسی کش خوش آید هوایٔ عدم
نهد رو به بستان سرایٔ عدم

تو نیز ار ملولی ز پندار خویش
بکن هستی خود فدایٔ عدم

برون رو ازین تنگنائ وجود
خرامان شو اندر فضائ عدم

گدا را کند بادشا ناگهان
بیک لحظه ظلِ همائ عدم

خوش آنمرد کو رست از فتنه ای
بزد تکیه بر متکائ عدم

ز وهمِ دوی صاف گردد دلت
چو بینی تو روئ صفائی عدم

بود رهروی را ز علم الیقین
بعین الیقین رهنمائی عدم

درون چشم چون سرامت جا دهند
چو بیدل شوی خاکپائ عدم

«9»

منم آن عاشقِ دیرین که پیش از کن فکان بودم
زمانی بی وساطت تن به جانان زنده جان بودم

نه آدم بود نه حوا که بودم محرمِ رازش
به خلوت احدیت همدم بدان جانِ جهان بودم

به محفل عشرتِ مطلق ز صهبائی فرح سر خوش
قرینِ عالمِ قدس و انیسِ عرشیان بودم

در آن وقتی که نورِ پاك آهنگِ ظهوری داشت
به کنج کنت کنزاً محض مستور و نهان بودم

به هنگامی که حسنِ دوست مسجودِ ملك گردید
در آن آئینهٔ ناظر جمالِ بی نشان بودم

هوای سیر تلوین کرد محبوس قفس مارا
وگرنه مدتی بلبل ریاض لا مکان بودم

چو فرهاد این زمان گه میکنم باتیشهٔ فکرت
وگرنه پیش زین هم بسترِ شیرین لبان بودم

صدائی العطش از هر بنِ مویم همی خیزد
که دی مستغرقِ دریائ رحمت بیکران بودم

درین صحرای ناکامی دلم فرسوده شد بیدل
خوش آن وقتی که در بزمِ وصالش شادمان بودم

﴿10﴾

سر مست بیخودانه عاشق منم منم
سر خوش ز جام وحدت مطلق منم منم

گشتم ز جام حالت منصور باده نوش
واقف رموز خفیه انا الحق منم منم

پیمانه معرفت چو کشیدم به جوش دل
ماهر به نشهائی حقائق منم منم

از من مدان هر آنچه به گوشت ز من رسد
بی من درین معائینه بر حق منم منم

بیدل نماند چون صنم آمد به جلوهٔ
گفتا که راز دان هوالحق منم منم

﴿11﴾

غبارِ کوچهٔ دلبر گلستانیست در چشمم
جمالِ او چو خورشیدِ درخشانیست در چشمم

غمِ عشقش معلم شد بدستم داد لوحِ دل
کتابِ حسن تقویمش دبستانیست در چشمم

نه بی جایستِ قطر افشانی از سوز غمِ معشوق
که سیل اشکبارِ درد طوفانیست در چشمم

نموءِ حسن بی پروا مسخر ساختن نتوان
که شورِ غیرت آن شوخی نه آسانیست در چشمم

شکر گفتار شیرین کار شهر آشوب سنگین دل
اگرچه بسته لب گردد سخندانیست چشمم

چرا منت پذیرِ اهل دولت جان من گردد
گدای کوی مه رویان سلیمانیست چشمم

دل از خالِ سیه پرداختن مرغوب طبعم نیست
که هندو خانه یغمائی مسلمانیست چشمم

نخواهد شربتِ شیرین خمار آلوده عشقش
که دورِ چشم زهرین شکر افشانیست چشمم

سوادِ طره مشکینش که فیضِ لیلة القدر است
معطر نفس مار تند و پیچانیست در چشمم

نباشد لازمت چندان ز بیدل دامن افشاندن
که از فیضِ ازل جانش به سامانیست در چشمم

خوش آن وقتی که در آئینه تماشائی کند یارم
وی از رخ پرده بردارد من از خود سر برون آرم

ز گرمی عشق سر تا پا بسانِ شمع می سوزم
ندارد در گهٔ اسفل تپشهای که من دارم

می اندر شیشهٔ خون در دل خمارِ بیخودی در سر
هجومِ غیرتم گفتا که جز وی هیچ نگذارم

قبای ناز کی پوشیده قدِّ سرو رفتارش
سزاوار است کز جلوش چو قمری ناله بردارم

فضای لا مکان باشد حریمِ خلوتم بیدل
که از عشقش چو منصوری کشد دلدار بردارم

﴿13﴾

اگرچه بستهٔ تلوین جسم و جان منم
بوقتِ مستی فارغ ازین و آن منم

فرشته سا اگرم نیست بال پروازی
به سیر قدس سبک رو قدسیان منم

اسیر دام بلا گشته ایم از زلفت
وگرنه میوه گلستان بی نشان منم

زنیم نعرهٔ انا الحق بهر نفس از وجد
که مالکِ مُلکِ ارض و آسمان منم

نهاد بیدل امروز راز در صحرا
چو شد یقین که همه خفیه و عیان منم

(14)

دردا کــه در فــراق تــو بــس زار گشتــه ایــم
شکری به کن که بهر تو غمخوار گشته ایم

جــان بــر لــب آمــده اسـت ز دردِ فـراق تــو
چـنـدان مـنـال چـونـکـه وفـادار گشتـه ایم

مــی نــالــم از جـدایـی رحـمـی بـریـن اسیر
خـوش بـاش زانـکـه بـا تـو یقین یار گشته ایم

چون بلبلم بشوق تو ای دوست نغمه سنج
بهــرِ تــو رونــقِ گــلِ گــلـذار گشتــه ایــم

بیـدل هــوای دیــدن تــو دارد ای صــنــم
حــقــا کــه بــا تـو هـمـدم عیّار گشتــه ایـم

(15)

گفت ای عاشق دیرینه من آن یار توام
مونس و همدم و معشوق وفادار توام

مدّتی دور فلك طرح جدای انداخت
غم مخور زین پس بیشك بت غمخوار توام

روزگاری بزدی حلقهٔ در صحبت ما
هین درآ کامشب ما طالع بیدار توام

در چنین بزم که از جنت زیبنده تراست
خوش درون آی که ما ساقی عیّار توام

نه تو تنها بدل و جان خریدار منی
که به جان و دل ما نیز خریدار توام

گرچه کالای خیال تو کسای دارد
باش آسوده که ما رونق بازار توام

بیدل افسرده مشو در طلبِ ما زنهار

از جهان پرس که ما نیز طلبگار توام

﴿16﴾

ساقیا لبریز ده جام از شرابِ وحدتم

تا ز کثرت وا رهاند باده نابِ وحدتم

پاك كن لوحِ دلم را از حروفِ وهمیات

بهره ایقان بخش از درسِ کتابِ وحدتم

پردۀ وهم دویی بردار از هر سو نما

جلوۀ عین الیقین از فتح بابِ وحدتم

در تگاپو وادی کثرت سرآمد عمر من

دستگیرا ره نما سوی جنابِ وحدتم

ای که جودی تو گدایی را سلیمان میکند

لطف فرما و به کن مالك نصابِ وحدتم

همچو مرغِ نیم بسمل بخش دل را وجد عشق
مست و بیخود کن به نغماتِ ربابِ وحدتم

حالتِ حلّاج بیدل را عنایت ساز بس
یعنی از الطاف گردان بهره یابِ وحدتم

﴿17﴾

عاشق روی نگار مهوشم
از نگاهِ چشم مستش سرخوشم

بر امیدِ دولتِ وصل حبیب
زحمتِ رنج رقیبان میکشم

معرفت دارم بدین جهل ای فلان
عاقل وقتم اگرچه بیهشم

کافران از تاب دوزخ در تپند
ما ز شعلستان غم در تابشم

از تلالو حسن روی آتشین
ما چو ابراهیم اندر آتشم

گفتم ای سنگین دل آخر کیستی
گفت من معشوقهٔ عاشق کُشم

کاست مارا حسن روز افزون دوست
او ددر افزونی و ما در کاهشم

بیدل از چشمت طلب دارد خمار
زانکه من مستِ شرابِ بیغشم

﴿18﴾

من ارچه سر بلحد زیر خاک مدفونم
چنانکه دیدی ز آنسان هنوز مفتونم

چرا نه جوشد خونم که محملِ لیلی
فگند سایه بخاکِ مزار مجنونم

اگرچه مسکن ما چون صدف به دریای ست
کشاده لب به فلك بهر درّ مکنونم

غمِ فراق چو کوه و تنم ضعیف چو کاه
دل پر آتش زین غم جگر پر از خونم

خطاب موتوا عشاق را رسید ز دوست
سزا ست بیدل ترکِ وجود اکنونم

﴿19﴾

ما که ساجد طاق ابروی تو این جا آمدیم
تا ابد پا بند گیسوی تو این جا آمدیم

پیش زین بودم همراهِ صبا در سیر خلد
باغ را بگذاشته بر بوی تو این جا آمدیم

میکشیدم ساغرِ عشرت ز دستِ حور عین
مست جامِ چشم جادوی تو این جا آمدیم

رخ مپوش از عاشقان کز عالمِ لاهوت باز
از برای دیدنِ روی تو این جا آمدیم

صومعۂ هاهوت خلوت گاه بیدل بود لیک
بهر طوفِ کعبۂ کوئی تو این جا آمدیم

﴿20﴾

از عالم بیرنگ برنگ آمد ایم
ظاهر بشکل شیشه و سنگ آمد ایم

نوحیم فتادیم به طوفان وجود
هم کشتی هم کام نهنگ آمد ایم

هم مومن هم کافر هم بت و بت گر
هم زیرك هم مست ملنگ آمد ایم

موسیٰ منم و طور منم و نور منم
در صورتِ عیسیٰ و فرنگ آمد ایم

با غمزه و با ناز کنم خود را صید
بر چهرهٔ خود عاشق دنگ آمد ایم

پیریم مریدیم فقیریم امیر
هم آئینه هم صیقل و زنگ آمد ایم

بیدل ز رخ شیعه و سنی زده سر
خود با خود این جای به جنگ آمد ایم

21

بی تو احوال دل خسته بتر می بینم
مخلصان را همه در عین ضرر می بینم

رنج در راهِ محبت به حقیقت گنج است
زهر کز دست حبیب است شکر می بینم

پیش ناوک مژه آن ترک کلمان ابروی
سینه عاشق پچاره سپر می بینم

شاه منصور انا الحق نه ز خود می گوید
نشئۂ عاشق از جام دگر می بینم

نه نهان است جمالی که دل از ما به ربود
جلوۂ حسن حقیقت به نظر می بینم

سفله از جهل گر اسنکار کند باکی نیست
سجدۂ عالم علوی به بشر می بینم

کسب علم است هنر نیک و لیکن بیدل
عشق را قدوۂ انواع هنر می بینم

﴿22﴾

از خمِ عشق تا ننوشی جام
به مقالات نگسلد این دام

علم تقلید چند می خوانی
رمز تحقیق را بیاب ای خام

خام تا کی به پختگی رو آر
شیر نوش و مباش خون آشام

دشمن خود مباش ای نادان
باش مردانه ای نکو فرجام

محو بودن به نحو سودی نیست
صرف کردن به صرف عمر تمام

از تفاسیر و از احادیثی
ره نبردی به سوی مقصد تام

به حقیقت نسازدت واصل
اتّباع ابوحنیفه امام

حلّ عقدِ عقائدت نکند
محرمِ سرّ زمرهٔ کرّام

از ستون و شروح فقه کجا
یابد این تفرقه دلت آرام

ورقهٔ نفی را مطالعه کن
ترک گردان تو بحث کلمه کلام

بیدل امروز رویتی به طلب
گرچه فردا است موعد آن انعام

﴿23﴾

کیستم در چیستم این جا چرا می ایستم
بار ها زین بیشتر می مردم و می زیستم

خلق می گوید که آدم زادهٔ لیکن مرا
نیك معلومی نمی گردد که من خود کیستم

میروم هر جا که می خواهد دلم بالا و پست
سخت می کوشم نمی دانم که رُو در چیستم

گاه چون مجنون به صحرا میزنم فریاد عشق
گه به محمل ناز مسکن ساز چون لیلیستم

حال بیدل را چه می پرسی که از جذبِ نهان
گاه شیفته صورت و گه محو در معنیستم

﴿24﴾

واعظا بگذار تا یکبار دیداری کنم
بسته ام عهدی که آخر سر درین کاری کنم

بسکه راهِ دین و دل ما میزند آن چشم مست
نیست ممکن کاتّباعِ چون تو هوشیاری کنم

این زمان کز رخ بر افگنده عروس گل نقاب
به که چشم سوی نرگس نیم خماری کنم

جوش عشق از هر بنِ مویم انا الحق میزند
عاقبت سر را ازین سودا به سرداری کنم

آب چون از سر گذشت از بارشِ باران چه غم
سر نخواهد ماند پس چون فکر دستاری کنم

صوفی و مظهر پرست و پاکبازی نیستم
همچو مُلا گر ز عشقِ مهوشان عاری کنم

من که شاهد باز مشهورم میانِ مردمان
بیدل و دل داده ام کی ترک این کاری کنم

﴿25﴾

لقای چهرهٔ چون آفتابش آرزو دارم
مشاهده جلوه های بی حجابش آرزو دارم

توجه شیخ تاثیری نکرده در دلِ عشاق
نگاهِ مست چشم نیم خوابش آرزو دارم

تجرّع شربتِ شیرین چکار آید مرا ساقی
بدین تلخی هم آن زهر عتابش آرزو دارم

کجا خمرِ به هستی دفع گرداند خمارم را
برای سر خوشی جامِ شرابش آرزو دارم

سراپا گوش گشتم تا لبِ لعلش به نطق آمد
چو بیدل یك دو الفاظِ خطابش آرزو دارم

﴿26﴾

زعشق خانه تقوی خراب می بینم
که زهره عقل ازین صدمت آب می بینم

بشام مرگ مقارن فتاده روز حیات
هنوز طالع خود را به خواب می بینم

چه جای انس که جان برلبم پئی دیدار
هنوز روی تو زیر نقاب می بنیم

مکن به حسن پرستی تو عیب من زنهار
که عشق از همه عالی جناب می بینم

موحدانه به زن دین و کفر بر هم
که هر دو در ره عشقش حجاب می بینم

بطون سر حقیقت یکی بدون شکی است
ظهور هاش برون ازحساب می بینم

جز آب هیچ دگر نیست رنگ بیرنگی
به فوق هجر به شکل حباب می بینم

مده خیال همه اوست را ز کف بیدل
که این مقدمه را فتح باب می بینم

﴿27﴾

من به شاهد بازی اندر عالمی افسانه ام
آری آری با دل و جان طالب جانانه ام

بسته ام پیمان به ساقی ازل در بزم قدس
زان سبب صبح و مسا من ساجدِ میخانه ام

ورزش زهد و ورع در طینتم نسرشته اند
عشرتم باقی ست گر لب برلب پیمانه ام

هر بنِ مویم انا الحق میز ند از جوش عشق

تابع منصور باهمت مردانه ام

مذهب بیدلؔ چه پرسی زاهد خاموش باش

هر گلی را بلبل و هر شمع را پروانه ام



رباعی اول

معاویه را ندارم دوست حیدر شاهد حالم

ز رفضم دور تر صدیق اکبر شاهد حالم

یزید و قوم او را میکنم لعنت زغیرت دین

شهید کربلا سبط پیمبر شاهدِ حالم

رباعی دوم

هر آنچه در دل دارم عقیده بنمایم

نترسم ارچه شوند اهل بدع اعدایم

برغم خارجی و رافضی ست مذهبِ ما

که بنده شاه ولایت مدیح خلفایم

رباعی سوم

چو شد به سلسله قادریه نسبت من

بر آستان علی مرتضی جبین سایم

منم ز مقتدیانِ ابی الطفیل بدین

که شیعه حیدر و مدّاح هر سه خلفایم

رباعی چهارم

نه گوش خود به سخن های ترهات کنم

به قدر عشق تو سوی تو التفات کنم

برم ندارم طامات صوفیه قدری

اگر ترا ست دلِ صاف هات هات کنم

رباعی پنجم

از سرِ صدق و صفا مادح هر چار منم

ده دو را بدل و جان طلبگار منم

حب خلفا به یقین مایۂ ایمان من است

بنده درگاه علی عالی مقدار منم

رباعی ششم

همـی کـنـد بـه خرابات عشق ارشادم

امـام مـذهـب گـو تـا رسد بـه فریـادم

ز حـال مـن خبـری بُـر بـه نـاصح دیـندار

کـه میـدهـد غـم عشـقِ بتـان بـربـادم

رباعی هفتم

مـمـان غـافـل ز فکـرِ نفـی اثبات ای فلان یـکـدم

مباش از حضـرتـش مـایـل بـه شغلِ این و آن یکدم

بهـر جـایسـت نـورِ وحـدتـش پرتو فگن بی شك

رهـائی جوز کثرت و در دوی ای جـان ممـان یکدم

رباعی هشتم

همـه شـب خـواب و بیداری نـه او دارد نـه من دارم

بـه یـکـدم عـزت و خـواری نـه او دارد نـه مـن دارم

من انـدر فـرقـتـش نـالان وی از مـن پنبه اندر گوش

شـکیبـائـی و دلـداری نـه او دارد نـه مـن دارم

رباعی نهم

عینِ ظهور اوست گدا و بادشاه هم
آئینه نور اوست سپید و سیاه هم
در اصطلاح وحدت کیشان متحد
پیرِ طریقت اوست و ره و رهرو و براه هم

رباعی تاریخی

رفت از جهان غلام محمد مرا گذاشت
مرهون هجرت و به تاسف اسیر هم
پرسید دل چو سال وفاتش ز فکر پاک
سالك نظر ۱۲۶۱ به گفت مصفا ضمیر ۱۲۶۱ هم

رباعی تاریخی

چون مونسم غلام محمد وداع کرد
زین عالمی بماند بدل داغ درد و غم
پرسیدم از دلِ غمزده سال رحلتش
دل درد مند گفت که غمگین مانده ام ۱۲۶۱

فرد اول

ای طبیبِ دل بیمار خود را مددی

تا بیابیم شفا تام ز علت اوهام

فرد دوم

آن قدر نیستِ میسر ز وصالِ تو مرا

که دمی دیده به دیدار تو روشن سازم

فرد سوم

ز شبنم اشك گرچه هر سحر گه چشم تر دارم

گلِ خورشید از عکس جمالت در نظر دارم

فرد چهارم

او ست ملّا او ست منصور او بود دارِ بلا

اوستِ ایمن او ستِ نور و او بود طور و کلیم



باب النون

﴿1﴾

جز به نفی خویش نبود اقتضای عاشقان
باشد اثباتِ حقیقت مدعای عاشقان

نسخه فی انفسکم از قانون وصل سرمدی است
نحن اقرب میشود باعث شفای عاشقان

شمع حسنش را شدم پروانه چون فرموده است
من رآنی قدرائی الحق مقتدای عاشقان

من که درویشم ندارم مایۀ جز بی کسی
تابعِ ارباب دینم خاکپای عاشقان

نیستم ملحد که اهل شرع را باشم عدو
مومن و متشرّعیم و جان فدای عاشقان

از نزاع آسوده ام در خرقهٔ وحدت وجود
نجیبهٔ احدیتی دارد قبای عاشقان

بیدل اندر فکر وحدت واله و مدهوش باش
تا ترا روزی فتد در سر هوای عاشقان

﴿2﴾

جمالِ نازنین وه پیکرِ جادو طراز ست این
چه چهره ست این چه حسن ست این چه عشوه ست این چه ناز ست این

به نازم جلوهٔ حسنِ جمالش را که در عالم
مطافِ روح پاك و دام الفت اهل راز ست این

حقیقت پرتو انداز ست بر دلها صفا کیشان
وگرنه مجمع ظلمات اسباب مجاز ست این

به معنی گر شوی قانع به مانی جاودان خوشدل
که شیفته بودنِ صورت همه سوز و گداز ست این

طلسمِ عشقبازی بس عجائب گنجها دارد
ولی بیدل به روی هر هوس بازی نه باز ست این

﴿3﴾

هر که آمد به جناب شه غوث الثقلین
گشت او را به یقین حاصل مطلب کونین

شاه محمود شکر گنج محقق حسنی
نسل خیبر شکن و نور شهِ بدر و حنین

من بیکس به در چون تو کریم الاخلاق
ملتجی آمده ام فامددنی فی الدارین

عامل یُثبت و یمحو ست ارادت عارف
قبح باحسن بدل کن به طفیل حسنین

جلوهٔ روی تو دل تیره مرا نور دهد
خاک کوی تو بود لا شک قرة عینین

ز آرزو نفس نگهدار دلم را مگذار
کافتد از شور و شر و هم و جود اندر شین

بیدل افتاده ز پا المدد ای غوث کریم
دستگیر و برسانش از ره ایمان بعین

﴿4﴾

ای که برده است ز ره خواب ترا هوش بکن
کاروان میرود آواز جرس گوش بکن

هان مکن سرد دلی در طلب دوست دمی
منصبِ گرم روان عشق به بین جوش بکن

قال گر تقویت حال دهد مقبول است
ور زند سر خودی از نطق تو خاموش بکن

گر سوی مشرب رندانه دلت دراد میل
جام توحید ز میخانه صفا نوش بکن

کوش چندانکه نماند ز تو در تو اثری
یعنی این هستی موهوم فراموش بکن

یار هم بستر تو گشت به عشق کامل
شاهدِ دولت بیدار در آغوش بکن

گر تو خواهی که شود عکس پذیرِ ملکوت
بیدل آئینه دل از جهد جفا روش بکن

﴿5﴾

در کشاکش عشق بی آرام باید زیستن
و ز مراداتِ جهان ناکام باید زیستن

گر هوا داری که یابی بهره زان آبِ بقا
کف بجامِ درد خون آشام باید زیستن

تا سویدائ دلت روشن ترا ز محور کنند
لاله سا از یاس خون در جام باید زیستن

لشکرِ خطرات را باتیغ لا افگنده سر
بی وساوس منتظر الهام باید زیستن

بسته دل بیدل بامیدِ لقا در زلف دوست
تا نماید صبح رخ در شام باید زیستن

﴿6﴾

ای آنکه جلوهٔ گل رویت مدار حسن
شد تازه از شگوفه جمالت بهار حسن

نقشِ رخت که رشك نگارِ گل آمده
بخشید رنگ و آب به نقش و نگار حُسن

گل لاف زد به حسن و لطافت ولی نظر
ناوردش از لقای رخت در شمار حُسن

گل گوش کرد نالهٔ بلبل به رمز گشت
ای کاش پائیدار بدی روزگار حسن

بیدل بهار حسن شگفته است هر طرف
نورِ شهود سر بزد از لاله زار حُسن



غزل تواریخ وصال



هو بود تاریخ رحلت مهتر پیغمبران[۱۱ھ]
هو بهو پیوسته و برخاسته فرق از میان

وهب تاریخ وفاتِ حضرت صدیق شد[۱۳ھ]
زانکه بود آن مرد ره مورد مواهب بیکران

سال فوتِ حضرتِ فاروق پیدا شد ز پاک[۲۳ھ]
زانکه بود آن پاک طینت پاک پیدا و نهان

شد جلی تاریخ ذی النورین از لفظ جلاء[۳۵ھ]
چون مجلی بود اوصافِ جمیلش در جهان

یل بود تاریخ رحلت شاهِ مردان مرتضیٰ [۴۰ھ]
زانکه اسد الله غالب بود بی شبه و گمان

گل بود تاریخ حسن المجتبیٰ زیرانکه او ست [۵۰ھ]
گل گلستانِ پیمبر سرورِ اهلِ جنان

سال واقعه شاه شهدا از مزید آمد پدید [۶۱ھ]
کز مزیدِ قرب یافته رتبهٔ عالی چنان

با کمال آمد وصالِ شاه زین العابدین [۹۴ھ]
کآن امام العارفین بُد مقتدیٰ کاملان

زلف سالِ رحلتِ حضرت محمد باقر است [۱۱۷ھ]
چونکه تقریبِ اتم باشد وفاتِ مقبلان

ارتحالِ جعفر صادق محق است ای حبیب [۱۴۸ھ]
زانکه در احقاق حق بی مثل بود آن حق بیان

وصل موسی کاظم ای آگاه قدسی جاه دان [۱۸۳ھ]
زانکه جاهش بود اقدس از حساب این و آن

بارّ بشمر سال رحلت شه علی موسی رضا[۲۰۳ھ]
کز نکو کاریش عالم میدهد دائم نشان

صقلِ شد سالِ وفات شه محمدن الجواد[۲۲۰ھ]
کز مقالاتش پذیر فته صفا آئینه جان

نهرِ تاریخِ علیِ نقی است ای لب تشنه فیض[۲۵۵ھ]
زانکه هجرِ ذات را نهر بسیط است و عیان

شد مبارک لفظ سالِ رحلتِ حسن عسکری[۲۶۳ھ]
کو سراپا برکت و رحمت بُدی بهرِ زمان

نوری آمد سال غائب گشتن مهدی امام[۲۶۶ھ]
زانکه بودی طلعتش سر جلوه نورِ کن فکان

سال رحلت غوث صمدانی است مرشدحیّ زانکه[۵۶۲ھ]
باحیات معنوی زنده ست آن رشدت توان

یک تحقیق ست تاریخِ قلندر شاهباز[۶۵۰ھ]
کز بلاغ دعوتِ حق شد سر صاحب دلان

ذوالکرم شد سال سرور اولیا مخدوم نوح[۹۹۷ھ]
زانکه بود آن منبع لطف و کرامت مستعان

شاه خیرالدین که ارشادش بعالم روشن است
کلمۂ نجمٌ لرشدة سال وصال او بدان[۱۰۲۷ھ]

سید عبدالکریم از بسکه کامل فیض بود
ہست ھو فیاض مکمل سال رحلتش ایقلان[۱۰۳۲ھ]

سالِ هجرت شاه حیدر ماه چرخ معرفت
بر شمر شمس التحقیق کوست نورِ بی نشان[۱۰۳۹ھ]

شد شهادت صوفی صافی روان خورشداوج[۱۱۳۰ھ]
کاندر احدیت دوامش بودع سیرِ لا مکان

محو ذاتی هست سالِ وصل شه عبداللطیف[۱۱۶۵ھ]
زانکه محویت به نورِ ذاتیش بُد جاودان

بود چون حضرت محمد راشد عالی مرتبت
زان عظیم المنصب آمد هجرت آن مهدی زمان[۱۲۳۳ھ]

سالك مستانه سچو چونكه پيوسته بحق
عاشقِ سرمست هو به نوشته شد تاريخ آن[۱۲۴۲ھ]

یاالٰهی حرمتِ ارواح سر مستان عشق
روح بیدل را بـه میکدۀ محبت خود رسان

﴿8﴾

چون یار غافل است ز چشم پر آب من
کی بو برد ز سینه سراپا کباب من

بایك کرشمه برهم زد شیخی مرا
شوخی ناز حسن بتِ نو شباب من

دریائ عشق موج زن آمد ز باد غم
خواهد شکست کشتی همچو حباب من

آیات رحمت است مقالِ وصال دوست
افسانه هجر اوست حدیثِ عذاب من

بیدل ز غنچه یاس گل امید ما شگفت
باشد شکست خاطر من فتح باب من

﴿9﴾

ای سرو خوش خرام خدا را خرام کن
و ز رشك رنگ گلبدنان لاله فام کن

ای باد گر به خاك در دوست بگذری
از ما بصد نیاز هزارش سلام کن

کای ساقی شبانه ز میخانۀ الست
ما را دو چار جرعه خدا را بکام کن

دور بهار میگذرد موسم خوش است
بر خیز در زمان می گلگون به جام کن

بیدل که مستفیض جمال کمال تست
دیدار خود عطاش بهر صبح و شام کن

﴿10﴾

ای عشق بیا و صفدری کن
شمشیر بکش سکندری کن

با روی که رشک آفتاب است
از مشرق سینه خاوری کن

زان روی نقاب را برافگن
پیرایهٔ بزم دلبری کن

زان نرگس جادوی برانگیز
تسوید به روی سامری کن

آخر که ترا بگفت کای جان
با اهلِ نظر ستمگری کن

در گلبن سینه درد مندان
با آن قد خوش صنوبری کن

ای دوست دل رمیدهٔ بیدل

پا بستهٔ زلف عنبری کن

﴿11﴾

ساقیا از راز جامِ هو مرا آگاه کن

قصهٔ غم را به اقبال طرب کوتاه کن

سبز گشت آن کِشت زار دل کباب از آب چشم

شعله غیرت را حواله خرمنِ بد خواه کن

ای صبا گر در حریمِ حضرتش بارت دهند

شرح حالِ مختفی مکشوف رای شاه کن

کای ترا صد یوسف مصری بجان بوسید پای

از طناب محورِ تابان رسن در چاه کن

از ستمهای رقیبِ شوخ چشم و تند خوی

ناله ای دلداه هر دم بر درِ الله کن

گر تو می خواهی که رختِ خود به منزل وا کشی
تا توانی ای دلِ بیچاره رو در راه کن

عتبهٔ پیرِ مغان آرام گاهِ جان تست
پای از سر ساز روزی رو بدین درگاه کن

قصهٔ دوران چه خوانی گردشِ ساغر به بین
جرعهٔ در کش ز ساقی و سخن کوتاه کن

شیوهای خاکساری را مده بیدل ز دست
خاک بر سر رتبهٔ تشریف عزّ و جاه کن

﴿12﴾

مظهر سرّ لا فتا ست حسین
مجمع نور کبریا ست حسین

مرتضیٰ را انیس بی تخمین
راکبِ دوش مصطفیٰ ست حسین

دردمندان ریش حسرت را
باعث مرهم شفاست حسین

شمس شرقِ هویت مطلق
اخترِ برج انّماست حسین

بر سریرِ علوّ عرش مجید
لائق رتبه استواست حسین

منصبِ ناظران جلوهٔ قدس
مطلعِ نور مدعاست حسین

به سبزهٔ مرغذار علیین
بلبل باغ مجتبیٰ ست حسین

زیر شمشیر عشق سر به نهاد
رونق بزم کربلاست حسین

سالکان را ز موقوفِ ناسوت
تا به هاهوت رهنماست حسین

زمرهٔ طالبان وحدت را
فیض بخشا و مقتدا ست حسین

آن قسیم است نار و جنت را
فرق سعد و اشقیا ست حسین

بیدل از بندگان جنابش باد
که شهِ خیل اصفیا ست حسین

﴿13﴾

قبائ قرب به بر کرده چون امام حسین
کشید عشق سوی کربلا امام حسین

به قلب صبر چنان همتش فشرده قدم
که شد قیامت حیران دران قیام حسین

چو نکته در دل پرکار غم گزید مقام
برون نشد ز خطِ دور درد کام حسین

بلاکشان محبت همه سرفرازند
ولی عدیل ندارد درین مقام حسین

تمام رنج و محن کو رسید بر خاصان
نداشت نسبت یك جرعهٔ به جام حسین

نیافت هیچ مشامی ز باغ عشق و ولا
چنانچه نکهت غم یافته مشام حسین

چه فتنه بود که عشق آن زمان پدید آورد
که گشته باعث قتل شهِ همام حسین

فلك دوباره کند دیده تر بهر شب و روز
به خون تازه شفق در غم مدام حسین

نشسته فطرس با خیل خویش تا محشر
به خاك ماریه گریان گرفته نام حسین

فتاده لرزه در عرش و کرسی و افلاك
فگند آتش در خلد سوز تام حسین

بحق پنج تن و دوازده امام بساز
نصیب بیدل یارب غمِ امام حسین

﴿14﴾

اولین موجی که از دریایٔ بی چون شد عیان
نام او احمد نوشته شد به لوحِ بی نشان

بحر بی رنگی چو شد جنبش کنان از باد عشق
شد حقیقت احمدی جنبش نخستین را بیان

پس حقائق انبیا و اولیا و هر چه هست
از حقیقت او ظهوری یافت در کون و مکان

از جلالِ اوست دوزخ باهمه اجزای خویش
و از جمالِ اوست خلد و خالدنیش بی گمان

آن حقیقت را بهر چیز اتحادِ معنویست
چون شدی ماهر بگویٔ نعم ما قال ای فلان

نیست جز نور نبی در هر دو عالم جلوه گر
عکس حسنِ اوست حسنِ یوسف و دیگر بتان

زان سبب بیدل نظر باز آمد و مظهر پرست
کز تجلی حسن او را کشف شد سرِّ نهان

﴿15﴾

ای دل امروز روی یار ببین
تابش زلف مشکبار ببین

صفحهٔ حسن او به آیت خال
مصحفِ خاص کردگار ببین

نازنینان اگرچه در جلوند
جلوه این ماه غمگسار ببین

ای که از جام ناز مخموری
می کشان را در انتظار ببین

نرگس آسا مرو به خواب ای دوست
نزهتِ موسم بهار ببین

باده پیما به مخلصان قدیم
غربتِ جان بیقرار ببین

خفیه ز اغیار در حریم وفا
مستی بیدل نزار ببین

﴿16﴾

هر چار رشید راه عرفان
بوبکر و عمر و علی و عثمان

صدیق که رتبهٔ معیت
دارد به جیب سرّ سبحان

نی معجزه خواست بل به صدیق
شد بدرقهٔ ره روان ایقان

فاروق که ملك دین معمور
ما عدل نمود و کفر ویران

با شدت کش بدی بر اعدا
از بیخ بکند شرك و طغیان

عثمان که نور معنوی داشت
از شعشعهٔ آفتاب ایمان

با وصل دو نور شد مشرف
از پرتو لطفهای یزدان

آن مرشد مرتضیٰ که مهرش
شد صیقل آئینه دل و جان

مولاش لقب نهاد احمد
خواندش چو خدا ولی به قرآن

تعظیم صحابه و حب عترت
بیدل توز واجبات دین دان

﴿17﴾

نیستِ خود با فرق دین و کفر کار عاشقان
نقطۂ وحدت وجود آمد مدارِ عاشقان

کن سرِ خود پائمال عشق و می بنگر که خلق
سرمه می سازند از خاکِ مزار عاشقان

هر که فانی شد نه بیند جان او آسیب مرگ
خارِ خارِ دی ندارد نو بهار عاشقان

آسمان بهرِ علوِ شان وجدان میکند
هر سحر گوهر کواکب را نثارِ عاشقان

فقر لایحتاج می خوانی الی الله فهم کن
تا چه حدی هست عزو افتخار عاشقان

سر دهی باشد نشانِ سروران خیل عشق
زان سبب منصور گشته تاجدارِ عاشقان

سر به خاکِ پای خوبان نه باخلاص و ادب
بیدل ار خواهی که باشی در شمارِ عاشقان

﴿18﴾

ای شکارِ دام گیسوئ تو مرغ جان من
قبلهٔ ابروئ تو شد کعبهٔ ایمان من

بس که دیدارِ تو دل را روشنی بخشد مدام
آفتاب آمد جمالت ای مهِ تابان من

وعدهٔ وصلِ تو ما را زنده دارد ورنه هجر
ضربهای سخت هر دم میزند بر جان من

آرزو دارم که چون بلبل ز ایامِ فراق
یك بیك شرحی دهیمت ای گلِ خندان من

لهجهٔ بهجت فزایت بیخ غم را بر کند
پا نهی از لطف گر در کلبهٔ احزان من

خورم آن دم کز قدومِ فرخ و مسرت لزوم
یابد آسایش ز سوزش سینهٔ بریان من

یافتم گنجینه عشقت گشتم از دنیا غنی
راضیم با یادت ای یادت سروسامانِ من

روضهٔ رضوان چکار آید مرا بی رویٔ تو
محفلِ وصلِ تو باشد روضهٔ رضوان من

خار دیوارِ تو در چشمِ هواداران گل است
حق گواهِ ما که ذلِّ تست عزو شان من

آرزومندم که دیگر بار گردد جلوه گر
مهر رخسارِ تو بیشِ دیدهٔ گریان من

نیست سودا در سرِ بیدل مگر از زلف تو
دلبرا رحم آر بر چندین غم و حرمان من

﴿19﴾

تنها نه آبروئ تو برده ست عشق من
صد چون ترا به مرگ سپرده است عشق من

از آفرینش آدم تا این زمانه ای
خونِ بسان یتیم به خورده است عشق من

با هر کرشمه چندین عشاق را بکُشت
یك بار این گناه نکرده است عشق من

چندین ہزار عاشق و معشوق شد بکار
تا پائ در ظهور فشرده است عشق من

بیدلؔ مباش گر دلت از کفر و دین بری است
این قسم بس حروف سترده ست عشق من

﴿20﴾

به صیقل ذکر آئینه دل مصفا کن مصفا کن
به نورِ ذکر شمع جان مجلا کن مجلا کن

به آبِ چشم خون گریان بآهِ سینهٔ بریان
چمن زارِ معانی را مطرا کن مطرا کن

مشو نامرد کن همت در آ در وادیِ وحدت
دل از وسواس غیریت معرا کن معرا کن

ببین سر جلوه روحانی برون از قید جسمانی
دل از خطرات نفسانی مبرا کن مبرا کن

شعاعِ شمع جان بنگر ز جسم و اسم خود بگذر
عروس دل بدین زیور محلا کن محلا کن

مصور کن جمالی را که نگذارد خیالی را
بذکر و فکر حالی را معلا کن معلا کن

سوادِ حرف شو اول ز لوحِ سینه خود بیدلؔ
نفس خود را بذکرِ حق مزّکا کن مزّکا کن

﴾21﴿

ای دل از فکرِ دوئ بس دور باید زیستن
در دمِ وحدت وفا دستور باید زیستن

هر نفس با وجد قاهر بوده بر ایجاد غیر
جذبۂ توحید را مقهور باید زیستن

شهرۂ آفاق گشتن باعثِ تکمیل نیست
در لباسِ بیکسی مستور باید زیستن

چند سازی ای فقیه از فتوی مذهب بیان
از شرابِ بیخودی مخمور باید زیستن

آتش انّی انا در شجرۂ جانم گرفت
محو نورِ حال چون منصور باید زیستن

کار عاشق کی کشاید از مقالت های وعظ
گوش دل بر نغمۂ طنبور باید زیستن

گر هزاران لن ترانی رو نماید باك نیست
رب ارنی کو بفرقِ طور باید زیستن

آخر از خارِ تعسر بشگفد گلهائ یسر
با امیدِ صبح در دیجور باید زیستن

در تماشائ تجلیات بیدل روز و شب
فارغ از فکرِ بهشت و حور باید زیستن

﴿22﴾

کام گر حاصل نشد ناکام باید زیستن
می بکف گر نبست خون در جام باید زیستن

تا ترا دستِ امل در ذیل جمیعت رسد
از تزلزل بی آرام باید زیستن

گرچه دور افگنند صیادِ قضا زان گلشنم
سر به سیرِ قدس پا در دام باید زیستن

تا لبِ ساقی شود بر خاك زارم جرعه ریز
مست بوی بادۀ گلفام باید زیستن

همچو مجنون سر بصحرا گوش بر بانگِ جرس
در هوائ دوست صبح و شام باید زیستن

چون ز دستِ آسیا با حیله نتوان باز رست
بی زبان در گردشِ ایام باید زیستن

بیدل آسا اندرین محفل ز سوادئ خمار
عاشق و دیوانه و بدنام باید زیستن

﴿23﴾

در جهان با همتِ مردانه باید زیستن
روبه خلق و از همه بیگانه باید زیستن

رمز فی انفسکم الهام جانان رو نمود
با جمالِ لم یزل همخانه باید زیستن

ره نوردِ عشق را در هر قدم صد خطرهٔ ایست
سالكِ این راه را فرزانه باید زیستن

شرحه شرحه سینه شد آئینه دارِ حسن دوست
در خمِ این زلف همچون شانه باید زیستن

قصهٔ خطرات را بیدل نباشد انقطاع
گوش جان گر کرده زین افسانه باید زیستن

﴿24﴾

دل را به محبوبِ خفی دمساز کن دمساز کن
جان را به سرِّ معنوی همراز کن همراز کن

در بزم گاوِ می کشان در گوش مردِ زنده جان
ز آندم که دور است از زبان آواز کن آواز کن

گرمی سرائ راز را بیرون دهی آواز را
این لحن غم پرداز را آغاز کن آغاز کن

به شکن قفس جسمانیه با شهپرِ روحانیه
تا مشهدِ نورانیه پرواز کن پرواز کن

هان تا نمانی تا ابد محروم زان نورِ احد
بیدل تو چغدِ فکر را شهباز کن شهباز کن

﴿25﴾

مست این پیمانه را مدهوش باید زیستن
واقفِ این راز را خاموش باید زیستن

انصتوا امر است از محبوب مطلق گوش دار
تا زبانِ حق نگشتی گوش باید زیستن

بحر وجدان چون شود متلاطم و طوفان خیز
سالکِ مفتون را در جوش باید زیستن

قبلهٔ حاجات آمد خاک در پیرِ مغان
تا توانی حلقهٔ در گوش باید زیستن

گر تو میخواهی که باشی بهره ور از سیر عشق
بیدل آسا با فنا همدوش باید زیستن

(26)

ای شیخ زمان و قطب دوران
شبلی عصر و جنید آوان

نو شد ز تو عهد بایزیدی
در رشدت طالبان عرفان

معنی احد و ظهور احمد
تو برزخ جامع این و هم آن

تو نور مجسمی و گرنه
پاک است ز قید کیفیت جان

هر دیده به قدر بینش خود
آثار تو دیده گشت شادان

لیکن نظری چنانکه باید
بر جلوهٔ تو نموده نتوان

ارشاد تو در زجاج دلها
افروخت چنان چراغ ایقان

کز صرصر حدثات هرگز
نورش نشود قرین نقصان

وصف تو ز شرح ما برون است
نا مُنفَصَم است و غیر پایان

آداب به عرضداشته گویم
احوال دلِ اسیر حرمان

هر چند که حسرت دلِ من
از لطف تو نیست هیچ پنهان

لیکن بامید بخشش تو
دل شد ز زبان گره کشایان

ای بدرقهٔ مسلکِ هدایت
و ای رهبر رهروان وجدان

غـول نـفـسـم دلـم ز ره بـرد
افـگـنـده بـه تیـه وهـم طـغیـان

دل را چـو نـمـانـد اسـتـقـامـت
گـردد بـه چـه طـور نـور یـابـان

غیـر از نـظـرِ عـنـایـتِ تـو
ایـن مشـکـل مـا نـگـردد آسـان

ظـلـمـات وجـود حـایـلـم شـد
ای خـضـر کشـم بـآب حیـوان

بـفـروز بـه جـانـم آتـشِ عشـق
مپسـنـد ظـلـم دریـن شبسـتـان

مـطـلـوب مـن آنـکـه مـن شـوم تـو
در غیـب و شهـود و سـرّ و اعـلان

تـو مـن شـو تـو بـمـان بـی مـن
اثبـات تـو نـفـی مـا بـگـردان

بر بیدل احقر این عطائ
زو کن که دم است تیغ برّان

﴿27﴾

قصیده

النبیُّ الآخر السّابقُ شفیع المذنبین
ناسخُ التوریتهِ امیّ امام المرسلین

لیلة الاسراءِ قد خرق السما معراجهٗ
واصلُ الدرجات هی فوق المقام العارفین

من مقامات المعارج ارفع طیرانهٗ
اذهنا البثو اخیار الاولیا متحیرین

لیس منسوباً الی طین و ماءٍ ذاتهٗ
انّه النّور المجسّم رحمةٌ للعالمین

فاطلبوا منه الحوائج و استعينو فی الامور
و استغیثوا منه صدقاً انّهٗ نعم المعین

زُره و استُمدِد به لو انکر المنکر علیك
قل هو الماذون با تائید للمستضعفین

مُنجِی العُصَّلةِ من نارالجحیم المحرقه
مُوصل الابرار بالنِعمِ العظیمته خالدین

هو خلیفةُ ربِّنا و الانبیا خلفائهٗ
فهو یفعل ما یشادع دع جدال المنکرین

قد تجلیٌ حسنهٗ متصوَّرًا متنوعاً
صارت الصُوَرُ الجمیلة مظهر النور المبین

مَـ ال صوفِیٌ الی حسنِ المظاهر راغباً
اذیری فیها جمالاً احمدیاً بالیقین

(28)

طمع را از دلِ خود رانده ام من
که از دارین دست افشانده ام من

ز نحو و فقه آثار و تفاسیر
بجز موتوا نه حرفی خونده ام من

دلِ خود را پیِ دفعِ غمِ بُعد
به قربِ معنوی چسپانده ام من

بباغِ سینه با صد بارش چشم
درختِ عشق را بنشانده ام من

براهِ عشق راندم تیز چندان
ولی در نیم راهی مانده ام من

نه آسان است بیدل رفتن از خود
به جهد این مرغ را پرانده ام من

﴿29﴾

ای جمالِ روشنت صبحِ سعادت عاشقان
گلعذارت شد بهارِ استفادت عاشقان

نور حسنت پرتو انداز است در آئینه دل
طاق ابروئ تو محرابِ عبادت عاشقان

جان به لب واصل شد اندر انتظارِ وصل تو
تا قدم رنجه کنی بهرِ عبادت عاشقان

زخمی تیرِ مژه در خاك و خون بس میطپید
تیغ بُرّان چشم شد باعث شهادت عاشقان

از سرِ بالین بیدل وقت نزعِ جان مرو
جانفشانی پیش معشوق ست عادت عاشقان

﴿30﴾

گفتم طبیبِ خود را دردِ مرا دوا کن
یعنی نگاهِ رحمت بر حالِ زارِ ما کن

گفتا مگر تو ما را از خود بعید دانی
این فهم را خطا دان وین وهم را رها کن

ما و تو در حقیقت واحد وجود هستم
انا انت انا را به خیال آشنا کن

جسمی مدان تو خود را بیچون و بیچگون شو
هستی تو جان جانان هان ترک چون چرا کن

بیدل خیال جسمی با ذات کن مبدل
عطار وار بیخود افشائ من خدا کن

﴿31﴾

باز در مهرم دو دل شد دلبرِ یکتای من
کجروی آغاز کرده است آن سهی بالای من

دل هنوز از باغ وصلش گل بکام جان نچید
شد ز مهرِ من ملول آن دوست بی پروای من

دوست خود را تیر دانستم برای دشمنان
تیر می بود و لیکن محض جان فرسای من

دوست خود را درع می پنداشتم از بهر خویش
درع می بود او و لیکن از پی اعدای من

صبر کن بیدل ملاحظه ساز زان نازک مزاج
تا نرنجیده خاطرش ازهی هی وهیای من

آن شاهد قدسی که بُد اندر خود پنهان | پاك از چه و از چون
عشقش به سر افگنده هوا رتبهٔ عرفان | زد خیمه به بیرون
آدم شد در آئینه اسما و صفاتی | انداخته پرتو
آن معنی مستور ترا ز صورت انسان | بنمود رخ اکنون
در خلعت خلّت چو خراماں شد محبوب | کرد آتش گلذار
چون نوح به ناامید نشد غرقهٔ طوفان | آن گوهر مکنون
یعقوب شد او یوسف و زکریه و یحییٰ | موسی و مسیحا
هم وحی همون مرسل هم کلمه و قرآن | هم رابط مسنون
چون کرد ظهوری بشکل سبط مطهر | مرحوم لقب یافت
چون نام در آمد چو یزید اندر طغیان | شد شهره به ملعون
این نوع جلالی و جمالی که ز کثرت | شد باهم اضداد
در جنس هویت همه را متحدی دان | چه دور چه مقرون
منصور انا الحق نسرائید همو بود | کین نعرهٔ می زد
بیدل همه او بودِ وهمه او است و بود آن | چه کم و چه افزون

کـرد تـجـلـی ذات مـقـدس در هـر آئیـنـه بـو قـلـمـون
پـرتـوِ حسـن حـقیـقـت بـنـگـر در هر مظهر گونا گون

جـلـوهٔ شـاهـد معنی مطلق گشته ز صورت چهره نما
نـاظر خود و منظور خود او هم گه شد لیلیٰ گه مجنون

پرده ز رخ برداشت حقیقت فرق مجازی همه برخواست
مـحو هویّت گشته صفت ها کو موسیٰ و کو فرعون

او غـوّاص بـحـار مـعـانـی او بسـاحـل مـانده ز خود
اوست صدف او قطرهٔ نیسان اوست محیط و در مکنون

سـاقـی و مـیـخـانـه هـمـون وان بـاده کش و پیمانه همو
کیف بـلا کیف اوسـت بـلا شك ذات منزه او بیچون

اول و آخـر و ظـاهـر و بـاطـن عین وجود اوست نه غیر
سبـحـانـی مـا اعـظـم شانی چیست درون و چه بیرون

بیدل مشرب عشق گزید و ملت وحدت راست مطیع
قرب نوافل را ست مرید و طالب عین یقین نی دون

﴿34﴾

ای کـه عشق روی تـو سـرمـایهٔ ایمانِ من
بـر لـبِ آمـد ز اشتیـاقِ دیـدنِ تـو جـانِ مـن

افسـرِ لـولاك بـر فـرقِ تـو میـزیبد صـنـم
تـخـت گـاهِ تسـت فـوقِ العرش ای جانِ من

بـر گـسِ مستِ ترا مشاطه صنع از کحل ناز
کـرده سـحـر آمیـز تـا شـد غمزه ات فتّان من

گر گلِ حسن تو نه شگفتی درین بستان سرا
کی شنیدی گوش خلق این نغمه و دستان من

در بهـاران شـاد گـردد بـلبـل از دیدار گل
شـد رخ و زلفِ تو هر موسم گل و ریحان من

آرزو سیرِ چمن از دل برون شد تا که گشت
از بهـــارِ عـــارضِ تـــو رونـــقِ بستـــان مـــن

بیدل اندر عـاشقـی ثـابـت قدم پیوسته باش
بـو کـه یـابی بهره بی انـدازه از عرفـان من

﴿35﴾

الا ای قبلـــهٔ جـــانـم خـدا را رخ متـــاب از مـــن
براهِ تست چشمـانـم مـرو چنـدان به خواب از من

الا ای نـــازنیـن مـــه رو الا ای مـــه جبیـن دلـجـو
الا ای دلـنشیـن خـوش خـو مـکن بر رخ نقاب از من

ســـر انـدر پـایـت انـدازم بـراهِ عشق جـانبـازم
اگـر پرســش کـنـی رازم تـو ای عـالی جناب از من

مـنـم سر گشتـه و غـمگیـن غـمت برد از دلم لیکن
مپوش ای رشك حـور الـعین رخی چون آفتاب از من

قدم در عشق افشرده چو بیدل ترک تن کرده
برون افتادم از پرده مرو تو در حجاب از من

﴿36﴾

ای آنکه شهرهٔ به کمالات من لدن
در مصر عشق وجد توئ یوسفِ زمن

رندی و عاشقی ز تو رونق تمام یافت
در آخرین زمانه گر مردان زدند تن

آثار وجد حالتِ حلّاج ظاهر است
از شعر دلفروز تو ای معدنِ سخن

موج اناالحق است کلامِ تو سر بسر
باعث نجات همچو من از بند ما و من

دارم امید عاطفت از یمن همتت
بر جان من ز حالتِ خود پرتوی فگن

زان آتشی که خانهٔ منصور پاك سوخت
در خرمنِ وجود اسیران شرار زن

بیدل بجان طالبِ رندی و عاشقی است
او را به بحر وحدت مطلق غریق کن



رباعی اول

ای رفتن تو رفتن جان است ز بدن
باز آ که تا در آید بازم روان به تن
مپسند اینکه جان دهم اندر فراق تو
این قدر بی نیازی با عاشقان مکن

رباعی دوم

شعر گوئ نبود شیوهٔ وحدت کیشان
غرق گشتند به دریای فنا بی خویشان
صوفیان از چه تمسّك به مذاهب نکنند
عشق شد مشرب این فوم صفا اندیشان

رباعی سوم

شد عجب در عهد مایان قحط سالِ عارفان
مخفی است ز دیدهٔ عالم جمالِ عارفان
عند ذکر الصالحین بی شك تنزّل رحمت است
دم فروبسته است خلق از قیل قالِ عارفان

رباعی چهارم

خوش نمی آید بهار و بوستان بی دوستان
دوستان رفتند گو نبود بهار و بوستان
برد یادِ دوستان هوش از دل و طاقت ز تن
گوئیا در خواب آمد پیل را هندوستان

رباعی پنجم

حقیقت ست که شد جلوه گر ز هر سوی
ثبوت شش جهت آمد فسانه و افسون
نیاز و ناز صفات است ذات مطلق را
جز این قدر نبود فرق لیلیٰ و مجنون

رباعی ششم

اربعٌ خلفاءُ خیر المرسلین

کُلّهم خیر الصحابة اجمعین

فالمعاویة الذی بَغِی الامام

ابنهٗ یُلعن و معهٗ من یعین

رباعی ہفتم

اتانی شهر تغریۃ فانی

أُجَدِّ و فیه تعزیة الحسین

سیُنجِینی من الاحزان حزنی

علی سبط النبی الخافقین

رباعی هشتم

آئینه به آه تیره گردد

بی دوست چو گلخن است بستان

آئینه دل به آه روشن

با دلبر آتش است گلشن

رباعی نهم

ای نـــازنیـــن شـــوخ نیـــازِ مـــرا بـــه بیـــن
مـــی ســـوزم از فـــراق تـــو ســـازِ مـــرا بـــه بین
بـــی نـــور مـــانـد مـحـفـل عشـاق بی تـو بـاز
ای شـــمع رخ تـــو ســوز و گـداز مـرا بـــه بیـن

فرد

بشـنـو سـخـن یـگـانـه و کـوتـاه کـن سُخن
در وحـدت الـوجـود مـنـم تـو تـو عـیـن مـن



باب الواو

﴿1﴾

ای برترین ز درک دو عالم کمال تو
وردِ زبان مُلک مَلک قیل قال تو

گرچه جمال تو ز تخیل منزه است
خالی مباد هیچ دلی از خیال تو

خاکِ سیه طفیل تو این آبروئ یافت
عرش برین است فرش صفت پائمال تو

هر چند ذات پاک به عالم ظهور کرد
مظهر کمال نیست و نباشد مثال تو

فرما اجازتی به کرم تا من و رفیق
بوسیم خاک پاک جنابِ جلال تو

یابیم بار در صف خدام حضرتت
فارغ ز خود شویم بدیدن جمال تو

بیدل بمعه غلام محمد که بنده تست
گو تا در آید اندر بزم وصال تو

﴿2﴾

عشق و حسن این دو حروف اند نشان من و تو
قصۂ لیلیٰ و مجنون است بیانِ من و تو

به سخن آمدی و گریه مرا برد ز دست
ابر و رعد است مگر چشم و زبانِ من و تو

این قدر ناز و تو وین قدر نیازم آخر
آشکارا کند این راز نهانِ من و تو

من و تو منطق عالم جسم آمد ورنه
جز من و تو نبود رفق میانِ من و تو

جانم از عکس جمالِ تو دمی نیست جدا
گوئیا جوهر فرد آمد جانِ من و تو

مطلبم یار بود و مقصد تو حور و قصور
زاهدا راه نورد ست روانِ من و تو

محو هو باش تو یکبار یقینا بیدل
تا هویت بکند رفع گمان من و تو

﴿3﴾

عشق آمد دل سر گشته شد از مقدم او
شکر لله که شد از شیفتگی محرم او

هر که قانع شود از صورت با معنی جان
شاهدِ عشرت شد تا به ابد همدم او

هر که از خم رسیده است ز شمشیر مجاز
جز حقیقت نتوان بود دگر مرهم او

رو به معنی کن و ز صورت خود را بگسل
زانکه پایان ندارد ضرر و ماتم او

بیدل از معنی انسان ممان غافل چند
بند صوری بشکن چند شوی در غم او

﴿4﴾

آمد بهار ساقی جامِ شرابِ گو
مخمور مانده ام قدح باده ناب گو

از نائ نوش یکسو ماندن خطا بود
قلقل شراب غلغل چنگ و رباب گو

جانم ملول گشت ز تهدیدِ واعظان
گفتارِ دلکشانِ بتِ مست و خراب گو

ز افسون شیخ و زاهد دلمن ز جان رفت
آن چشم مست سحر گر و نیم خواب گو

از فرط بیکسی شده ام زار و ناتوان

ای پیر راه شاهدِ عهدِ شباب گو

اظلام کثرت است نقابِ جمال قدس

ای نور وحدت آن رخ چون آفتاب گو

خوش شد دلم ز وسوسهٔ رهزن درون

بیدل کلام بی جهت و مستطاب گو

﴿5﴾

جان برلب آمد زهجران حبیب گو

در دم ز حد گذشت خدا را طبیب گو

در دعوت شبانه مناجات صبحگاه

عمری بسر رسیده قریبٌ مجیب گو

دوری زده است آتش حرمان به جانِ من

زان دلنواز مژدئه اِنی قریب گو

غوغائی زاغ نفس تبه کرد عیش من
آن نغمه روح دلکش چون عندلیب گو

روی که روز عید فقیران بود کجا است
زلف سیه چو شب قدر و مشك طیب گو

عشقت ز مسجدم به خرابات میبرد
تهدید شیخ واعظ و پند خطیب گو

آفاق گرد ساخت مرا دور چشم تو
آخر ز کس بپرس بیدل غریب گو

﴿6﴾

سنگ گر در خواب بیند حالت فرهاد تو
سرمهٔ چشمِ غزالان گردد از بیداد تو

گردشِ چشمِ تو گر خونِ یتیمان ریخت ریخت
نیست زین خوشتر به حال بیکسان امداد تو

تا چه سازد حمله استغنایت ای چابك سوار
جامه در خون میزند گردون ز استعداد تو

قمری دل می تپد از غیرتِ چشمت مدام
تا کجا گردد مقیم آن جلوهٔ شمشاد تو

کی ز وصلِ چون تو سلطان بگردد کامیاب
صوفیِ سر مست بیدل عاشقِ آزاد تو

﴿7﴾

بیا که دل شده از دست عاشقان بی تو
گسست رشتهٔ طولِ امید شان بی تو

بیا به میکده منظور چشم مستان باش
وگرنه تلخ شده عیش میکشان بی تو

فضای سینهٔ ما جلوه گاهِ حسنِ تو باد
وگرنه تنگ چو غنچه است بوستان بی تو

نشسته ام به سرِ راه میکنم فریاد
که خاطرم نشده شاغلِ کسان بی تو

فگند ماتم هجر تو شور در آفاق
مباد بیدل شوریده در جهان بی تو

﴿8﴾

سرو ناز من بیا جانِ من فدای تو
همدمساز من بیا چشمم فرش پای تو

پرده ز روئ بر کشا نور جمال خود نما
تا شود این دو دیدهٔ ما بهره ور از لقای تو

بی تو دمی هزار سال شد به حسابم از ملال
شرح چنین غم و نکال نیست خفی ز رای تو

چشمِ تو جاودانه هست مست می شبانه هست
ترک خراب خانهٔ است غمزهٔ دلربای تو

بیدل مبتلای غم دل نه بها دلبر الم
سر بکند رهِ عدم آخر در وفای تو

﴿9﴾

ای برترین ز کون و مکان جای گاه تو
و ز عرشیان فزون ست یقین پای گاه تو

این حسن یك شعاعِ ز خورشید ذات تست
ای صد هزار یوسفِ مصری به چاه تو

روح الامین بساید املاك چاکرت
حوران به خلد منتظرِ یك نگاه تو

بل هر چه در خیال تو آید به تحت و فوق
می دان یقین که بر تر زان است جاه تو

تو ذات کبریائ خداوند مطلقی
وهمِ عبودیت شد سدّی براه تو

ای بدر آسمان حقیقت چرا شده
ابروی چون هلال بتان سجده گاه تو

بیدل بجز تو نیست به کونین هیچ چیز
از خود هر آنچه می طلبی به خواه تو

﴿10﴾

نرد هوا با خود می بازد مجنون کو و لیلا کو
گه به نیاز و گه می نازد وامق کو و عذرا کو

خود جویا و خود را جوید جانب خویشتن او خود پوید
خود می شنود خود میگوید طور کجا و موسیٰ کو

مؤمن مخلص کرد بهانه ملحد مشرک محض فسانه
هر دو سو آن یار یگانه این ها کو و آنها کو

نیست یزید لعین را جرات تا بر سبط نماید سطوت
داند واقف سرِّ حقیقت قاتل کو و شهدا کو

معنی خود را ساخت مصور کرد معائنه خود خواب اندر
سر زد نور یکی ز دو مظهر، یوسف کو و زلیخا کو

تاج شهانی بر سر دارد خود را بر سر خویش گمارد
نامهٔ خود را سوی خود آرد هدهد کو بلقیسا کو

ایلچیانه شاه سکندر سو نوشابه گشته پیمبر
فهو الباطن و هو الظاهر پنهان کو و پیدا کو

کرد تجلی هر جا هر سو گشته یقین که لا الاّ هو
صورت دلبر زیبا کو و معنی بیدل شیدا کو

﴿11﴾

گفتم برای چیست رخ جان فزای تو
گفتا که هست آئینه دارِ صفای تو

گفتم که دام زلف تو آماده بهر چیست
گفتا که با افتند پی بند پای تو

گفتم ظهور ذات بهر رنگ بهر چیست
گفتا که سرّ فاش نمودم برای تو

گفتم که دست کی دهد این مدّعا که من
حاصل کنم به کام دلِ خود لقای تو

گفتا که تا تو باشی دیدن نه ممکن ست
این پرده مرتفع نشود جز فنای تو

گفتم که ورد بیدل وصفِ جمالِ تست
گفتا دلیل هستیت آمد ثنای تو

﴿12﴾

آنکه منظورِ خدا شد روی او
کحل چشمم باد خاکِ کوی او

گوش کن انك علی خلقٍ عظیم
میکند یزدان ستایش خوی او

والضحیٰ آمد کنایت زان جمال
حرف واللیل است وصفِ موی او

از دُرِ دندانش والنجم ست رمز
والشفق سرخی لبِ دلجوی او

در حقیقت ہست محرابِ نیاز
عارفان را گوشۂ ابروی او

صد هزاران جان پاكِ صوفیان
بسته هر یك تاری از گیسوی او

سر انا احمد بلا میم به فهم
سجده کن بیدل تو بیشك سوی او

﴿13﴾

حرف انصاف شنو عاشق و خود بینی کو
صوفی رسته ز خویش و حد آئینی کو

محو دریائ حقیقت نه مقید فقه است
موج اثبات کجا مسئله دینی کو

رمز تنزیه مکن ترک برائ تشبیه
صیقلِ روم کجا نقش کفِ چینی کو

راحت و رنج شد از وهم وجود تو پدید
چون شدی محض فنا شادی و غمگینی کو

بیدل ار شعر تو رنگین نه بود عیبی نیست
دلِ سر گشته کجا فکرتِ رنگینی کو

﴿14﴾

ای ظهورِ نور وحدت پرتوِ سیمای تو
برتر از شرح و بیانم رتبهٔ والای تو

بس عجب نبود اگر چشم سرش جان بین شود
هر که سازد توتیائ خویش خاک پای تو

حوریان مانند قمری نغمه پردازی کنند
گر گذر سازد به فردوس آن سهی بالای تو

روح را گردد میسر تا ابد حالت شهود
گر فتدیک لحظ چشمم بر رخِ زیبای تو

نیستِ استعداد بیدل را مگر دارد امید
وارداتِ فیض وحدت از تلطفهای تو



رباعی اول

ای آفتاب شمه ز نورِ جمال تو
عرشِ عظیم پرتو یاب از جلال تو
هر ذره کو دلیل سوئ مهر معنوی است
آئینه ستِ مظهر حسنِ کمال تو

رباعی دوم

ای نصیحت گوازین مشتاق یك حرفی شنو
چون دلم از دست شد در من چه گیرد پند تو
صوفی مظهر پرستم نیستم ملای خشك
فکر بدنامی ندارم هر چه می گوئ بگو

رباعی سوم

حقوق صحبت هر کس که بشکند شکند
غنائ عشق به تیغ جلال گردن او
کسی که خوف ندارد ز غیرتِ عاشق
ز فتنها و مصائب نماند ایمن او

رباعی چهارم

آن سگ جهنمی که یزید ست نام او
بر ارتداد شد ز خودی اختتام او
جانِ پلید او ست گرفتارِ صد عذاب
زهرابه لعن ریخت شقاوت بکام او

رباعی پنجم

بر گشته است بیشك از دین مصطفیٰ
هر کو براه رفض قدم می فشارد او
مردود آن کسی که یزیدِ لعین را
لعنت نمیکند ز تعصب که دارد او

رباعی ششم

چو مشرب صوفیان این است که لا موجود الا ہو
بگو گر کفر و دین است که لا موجود الا ہو
تولواثم وجه الله نموده گمرهان را ره
ز حق این رمز تلقین ست که لا موجود الا ہو

قطعه

ای تو غافل ز فضایل حیدر
از نبی منصب شه را بشنو
کنت مع کل نبیٍ سرًا
و معی سراً جَهراً بشنو

فرد اول

بهانه ست ظهورِ تجلیات صفات
که در دو عالم موجود نیستِ الا هو

فرد دوم

دلِ خوش و دیدهٔ پُر نم ترا بی من و مرا بی تو
لبِ خنداں و دل پُر غم ترا بی من مرا بی تو

فرد سوم

دزد را هم رزق مقسوم و مقدر شد ولی
قطع ید باشد سزای جرأتِ تعجیل او



باب الهاءِ

﴿1﴾

سالکی کو نهاده پا در راه
رهبرش لا اله الا الله

بحر معنی که بیحد است عمیق
گوهرش لا اله الا الله

جلوهٔ حسن بی نشان جویی
مظهرش لا اله الا الله

خسرو مُلك معرفت عشق است
کشورش لا اله الا الله

تیغ برّان است فکرتِ سالك
جوهرش لا اله الا الله

شـــاه کـــو تـــاجـــدار لـــولاك اســـت

افســـــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــــه

شـــاهبـــازی کـــــه بـــر پـــریـد از عـــرش

شهپـــــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــــه

هـــــر کــــــه دلـــداده جـــذب وحـــدت را

دلبـــــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــــه

بســـکـــه صـــفـهـــا کـشیـده کـــوکبـــه وهـم

صـــفـــدرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــــه

بیـــدل از نـــور گـــر نشـــان جـــوی

مـــنـــظـــرش لا الـــــــهٔ الا الـــلـــــــه

﴿2﴾

شمشیر پی قتلم برداشته ای
درویش کُشی آسان پنداشته ای

تا رایت اجلال تو برپا ماند
افواج غم و محنت بگماشته ای

زین پیش به عشاق ترا الفت بود
اکنون فتنِ کلفت افراشته ای
عالم ز زر و سیم همی دارد کف پُر
تو کیسهٔ من از نقد غم انباشته ای

کی بار صفا آرد شاخ هوست
زیرا که همه تخم جفا کاشته ای

فرهاد ز شیرین تو وا گو که چه دید
بیدل تو چرا چشم وفا داشته ای

ای که صورت انسان به ظهور آمده ای
جنتِ کون مکان را تو چو حور آمده ای

وصف امکان تو از قید حدوثات بری است
که بصد رنگ عجائب به نشور آمده ای

بر سر عرصۂ تشویش قیامت گه عشق
چون سرافیل بصد شورش صور آمده ای

لن ترانی ارنی ناز و نیازِ تو بود
هم کلیم الله هم شعلۂ طور آمده ای

ملحد و نیک نمازی شده وصفِ اجلال
مومن و مسلم و بی دین و کفور آمده ای

شیخ و قاضی شده بر مسند فتویٰ اقائم
بر درِ دیر خرابات فجور آمده ای

عرش خود جلوه گهِ عظم کمالت نسزد
نزدیک که از منزلِ دور آمده ای

عصمت و رندی اوصاف تو آمده ز قدیم
گاه بی پرده و گه چند ستور آمده ای

خواجه و بنده و محمود و ایازت وصف است
هم اهب اسفل هم اعلیٰ نور آمده ای

بیدل از جلوهٔ تو اسرار هویت دریافت
که تو در صورتِ انسان به ظهور آمده ای

﴿4﴾

در ظهور ذات عیانی شده ای یعنی چه
بستهٔ نام نشانی شده ای یعنی چه

صورتً وصف جمالت شد احسن تقویم
معنئ جان جهانی شده ای یعنی چه

گه اناالحق زنی و گاه بلا اُحصی دم
گه عیان گاه نهانی شده ای یعنی چه

عبدیت پردگی احدیت تو نبود
خسرو ملک مکانی شده ای یعنی چه

ذات بی چون تو از وصف تغیر پاک است
کودک و پیر و جوانی شده ای یعنی چه

گه شدی نغمه پرداز انیت ز درخت
گه چو موسیٰ بفغانی شده ای یعنی چه

ای بتِ دلکش من شهره به شیرین سخنی
از کران تا بکرانی شده ای یعنی چه

بیدل از ناز نیازِ تو به حیرت افتاد
مظهر خوف و امانی شده ای یعنی چه

﴿5﴾

یاد ایامی که شبها در کنارم بوده ای
جام بر کف دافعِ رنجِ خمارم بوده ای

یاد ایامی که بهر رونقِ بزم وصال
بارخِ رشکِ چمن طرحِ بهارم بوده ای

یاد ایامی که بهر نزهت وجدِ خیال
باعثِ تسکین حالِ بیقرارم بوده ای

یاد ایامی که در بزمِ حریفانِ الست
رو برو منظور چشمِ اشکبارم بوده ای

یاد ایامی که چون بیدل ترا واصف شدی
آفرین فرما انیس و غمگسارم بوده ای

﴿6﴾

ای حسنت شور محشر در جهان انگیخته
چشم قتالِ تو خونها را به خاك آمیخته

عشوه ات برد از دلم اندیشهٔ دارین را
عشق تو سرها چو حلاجی بدار آویخته

شیخ صنعان پارسا مصحف بآتش پاك سوخت
غمزهٔ شوخ تو چون شمشیر جبر آهیخته

زاهدا معذور دارم زانکه وقتِ ترکتاز
حملهٔ افواج حسنش خون خاصان ریخته

خانزادِ خوبرویان است بیدل واعظا
خاطی اندر شرع باشد بندهٔ بگریخته

﴿7﴾

ز هجرت مبتلا ماندم اغثنی یارسول الله
ز دیدارت جدا ماندم اغثنی یارسول الله

درین حالت که مهجورم ز دیدارِ رخت دورم
خیالِ تست منظورم اغثنی یارسول الله

ز شوقِ ناتمامِ خود نه پیوستم به کامِ خود
به تو گویم مرادِ خود اغثنی یارسول الله

بجز دیدارت ای دلبر ندارم آرزو دیگر
به حالِ عاجزان بنگر اغثنی یارسول الله

تـن فـرسـوده را دل ده دلـم را شـوق کـامـل ده
روان را ره بـه مـحـفـل ده اغثـنـی یـارسول الله

رهـای ده ز نـاسـوتـم بـه کـن مـاهـر بـه ملکوتم
بـه نـوشـان جـام جبروتـم اغثنی یـارسول الله

به بیدل مـرغ لاهـوتـی عیـان کـن سـر بـاهوتی
بـه بـخشـش رتبـه هـاهـوتـی اغثنی یارسول الله

﴿8﴾

در تاریخ وفات سلطان العاشقین شاه عبد اللطیف قدس سره'

زهـی سـلـطـان عشـاقـان بـه ملکِ وجد شاهنشه
سـراپـا نـور بی رنـگـی فـلك توحید را چون مـه

وجـودِ پـاك او دایـم به جذبِ شوق حق در جوش
دلِ پـر نـور او هـر دم ز سـرِّ عـاشـقـی آگـه

نـگـنـجـذ در بیـان وصفِ درازِ هـمـت عـالـی
کـه دسـتِ فـکـر مـا از دامنِ مدحش شود کوته

مکمل عاشق و معشوق ازلی را هم آغوشی
بهر مظهر بود ناظر جمال ثم وجه الله

چو تاریخ وصالش جست جانِ بیدل از هاتف
بگوشِ دل ندا آمد لطیفٌ لا تمثّل لَه [۱۱۶۵ھ]

﴿9﴾

تاریخ وفات خواجه سلیمان الصوفی الچشتی ساکن سنکر قدس سره'

خواجۂ چشتیہ کو خورشید آمده
شد ز نورِ او بوارق معنوی مستوقده

اسم سامی او سلیمان شاه ملكِ لا مکان
قطب دائره کمال و ساقی این میکده

سِرّ بی یبصر هویدا از نگاهِ لطف او
رمز بی ینطق ز فحوائ کلامش سر زده

خطۂ ناسوت را بگذاشت چون لاهوتیان
می شدند از صحبتِ روحانیش مسترشده

چون خبر جستم ز تاریخ عروجش گفت دل
"صوفی و کامل مکمل واصلِ وحدت شده" [۱۲۶۷ھ]

﴿10﴾

خطاب کرد سحر هاتفم به میخانه
که زهد خشك نه بخشد صفائ رندانه

ز سرّ وحدت یك ذره مطلع نشوی
اگرچه باشی زاهد و فقیه و فرزانه

اگر توئ ره پیمائ وادی تحقیق
به صدق نه قدم ای عشقباز مردانه

به نوش از کف ساقی ازل به محفل انس
برای قطع تعلق دو چار پیمانه

ز یار آدم و نبیان و ربه بشنو
تو آشنائ بیدل مباش بی گانه

﴾11﴿

کند سالك به کوشش طی بی حجاب آهسته آهسته
صبا از رخ گل اندازد نقاب آهسته آهسته

درِ دل وا شود آخر به ذکر و فکر روز و شب
کلیدِ جهد سازد فتح باب آهسته آهسته

خیالِ خفته را بیدار کردن کار آسان نیست
خمار آلوده بر خیزد ز خواب آهسته آهسته

یقین را با مجاهده کن اساس واصل محکم زانکه
بنائ وهم خواهد شد خراب آهسته آهسته

کند جا صحبتِ رندان بیدل در دلت آخر
که گیرد در سرِ میکش شراب آهسته آهسته

﴿12﴾

از نهان خانه برون تاخته ای یعنی چه
علمِ حسن بر افراخته ای یعنی چه

برقع از چهرهٔ لمعان ظهورِ مطلق
بی حجابانه برانداخته ای یعنی چه

با خلایق ز رهِ وصل معامله داری
نرد هجران به ما باخته ای یعنی چه

این قدر نفرت داری ز حریفان قدیم
به رقیبان همه در ساخته ای یعنی چه

بیدل این بسکه ادا فهم ترا دانستم
معنی از صورت نشناخته ای یعنی چه

﴿13﴾

جادوئ نادر انگیخته ای

کآب و آتش بهم آمیخته ای

آتش از چهره زلال از لب لعل

در دلِ سوختگان ریخته ای

زلف مشکین چو کمندِ صد پیچ

بهر صیدِ دل آویخته ای

در مشامِ دل اهلِ وجدان

عطر از گیسوئ خود پیخته ای

داده با عشق دلم را پیوند

از هوس باطل بگیخته ای

در چه افگند مرا وهم وجود

رسنِ وحدت آهیخته ای

بیدل از باده عدم سرخوش باش
چونکه از هستی بگریخته ای

﴿14﴾

عارفی هر کجا که کرد نگاه
شد مقابل به ثم وجه الله

شهد الله را ملاحظه کن
خود بر احدیتِ خود است گواه

در حقِ سالك است بی یمشی
که بدان پائ طی نماید راه

چونکه بی ینطق ست گفتارش
نتوان بود جز کلام الله

عبد و معبود یك وجود آمد
شد بلامیم دافع الاشباه

کحل ما زاغ کش بدیدهٔ جان
تا به بینی جمال غیرت ماه

پس شناسی که ناظر و منظور
یك وجودند چون شوی آگاه

هر که در خم صبغته الله رفت
شد یکی پیش او سفید و سیاه

ظلمتِ تیره شب شود معدوم
صبح صادق چو سر کشد ناگاه

کهربای است فکرتِ توحید
کثرتت را به خود کشد چون کاه

نحن اقرب به تو عیان گردد
وهو معکم به بینش همراه

جزو جزوت انا الحق آغازد
بیدل از خود چو بگسلی لله

(15)

ای بـه شکل هر چه موجود است پیدا گشته ای
بـا تـجلـی هـای گـونـا گون هویدا گشتـه ای

قـصـهٔ لیـلیٰ و مجنون ذکر حسن و عشق تست
بـر جـمـالِ خـویش خود مفتون و شیدا گشته ای

ہـم تـو چـون صـنعان چرانی گله خوکان را و ہم
دلـربـائ عـارفـان چـون دُخـت تـرسا گشتـه ای

هـم تـو چـون مـنصور میگوئ انا الحق فاش فاش
هـم تـو سـاعـی در نظـامِ دین چو ملّا گشتـه ای

هـم تـو زنـاری بـه بـنـدی میکنی در دیر جـائ
هـم تـو مشتهری بـه تسبیح و مصلّا گشتـه ای

هـم تو در صندوق چون موسی روی بر روئ آب
هـم چـو روح الـلـه اندر مهـد گیا گشتـه ای

هم تو چون احمد شده جامع همه غیب و شهود
قائل رمزِ بلامیم آشکارا گشته ای

هم تو چون مولا اشارت من عرف سازی عیان
از زبان فاروق هم تو نطق پیرا گشته ای

هم تو در شکلِ بتان مسجود عشاقان شوی
هم تو چون بیدل چنین بدنام رسوا گشته ای

﴿16﴾

یا رب ز مهر یار دو رنگم فراغ ده
و ز میکده محبت خویشم ایاغ ده

گل هم نشین خار شد ای باغبان قدس
این مرغ را به روضهٔ رضوان سراغ ده

چون سرو زین تعلق آزاد کن مرا
چون لاله ام ز دردِ غمِ خویش داغ ده

حبس است قید صورت ای جذبه معنوی
ما راز هجر ره به سوئ باغ راغ ده

افروختم چراغ شب تا رهبر امن
افروز شمع مهر فراغ از چراغ ده

بیدل چو زاغ مایل مراد تا بکی
چون بلبلش به لطف خود اشواق باغ ده

﴿17﴾

امروز شد هویدا آن شاهدِ شبانه
افروخت چهره خود را آن مهوش نهانه

ذاتِ قدیم مطلق شد جلوه گر ز هرسو
پوشیده جامه رنگین آن خسروِ زمانه

سر زد ز جیب انسان ناگه ز شوق عرفان
از انزوا است مائل سوی شراب خانه

شد مظهرِ کمالش هر چیز در ظهورات
اعداد محو گشته در وحدتِ یگانه

در خواب روی خود را بنموده با زلیخا
نامید خویشتن را با یوسف از بهانه

انا احمدٌ بلا میم گفتا بوقت حالت
دریای همیشه قائم کف می بود فسانه

بیدل ز خویش بگسل زن نعرهٔ انا الحق
چون رستی از گدائ زن کوس خسروانه

﴿18﴾

ای که از آئینه صورت رخم بنموده ای
برقع از نورِ جمالِ بی نشان بمشوده ای

کرده بی چون را ممثل در نظر صورت پرست
بوالعجب سحری که خورشیدی به گل اندوده ای

جان مرهون منت تست ای از جان عزیز
کاندرین قحط وفا همدم حریفان بوده ای

با هزاران شکل گشتی جلوه گر لیکن بلطف
در ظهورِ حسن انسانی دلم بربوده ای

تا بنائ عمل ما زیر و زبر گردد شتاب
نازمت ساقی که افیون را به می افزوده ای

دست ما گیر ای خیالت دستگیر عاشقان
چونکه اول خود بخود با من کرم بنموده ای

بیدل از تو جا بجا دیدار تو خواهد مدام
ثم وجه الله به یاران وعده یی فرموده ای



باب الیاء

﴿1﴾

سروِ ناز خود به پیشِ قمریان افراختی
طوق طاعت خود به گردن جان ما انداختی

چشم مستِ خویش را آماده کردی بر قتال
غمزه را خون ریز ما بی دست و پایان ساختی

حیرتی دارم که بایك دور چشمِ پر خمار
خانهٔ دل را ز سامانِ خرد پرداختی

بودمی آسوده اندر کنج عزلت ناگهان
با هزاران فوج حسن و ناز بر ما تاختی

در ازل جانم نظر بر جلوهٔ حسنِ تو داشت
عاشقِ خود را کنون بارِ دگر به نواختی

جان من بادا فدائ شیوهٔ الطاف تو
کآن حقوق صحبتِ دیرینه را به شناختی

بیدل اندر عشق خوبان کار بی اجرت مدان
سودها بینی ز وصلِ ما چو دل در باختی

﴿2﴾

اگر تو پرده ز رخسار خود بر اندازی
جهان به یك دم محوِ جمال خود سازی

چراغ یوسف روشن ز تو و گرنه به تو
به حسن صورت و معنی کراست انبازی

مسیح و خضر و کلیم آن شبی که راندی اسب
به سوئ عرش به پیشِ تو در تگ و تازی

مگس هما شود و سگ ولی به یك نظرت
کمینه بندهٔ خود را بود که بنوازی

چه کم شود ز تو ای آفتاب عالمتاب
اگر به لطف برین دزه پرتو اندازی

چو برق آتش در خرمنِ وجودم زن
که تا بسوزد خسخانهٔ هوسبازی

به خوانی ار سگِ درگاهِ خویش بیدل را
بس است در دو جهانش این قدر سرافرازی

(3)

صیقلی بیش کنی بیش صفائ بینی
آخر از آئینه دل نور خدای بینی

آنچه مومن به هماں جا لذایذ بیند
تو همین جا ہمه بی چون و چرای بینی

گر ملك وار رهای ز هوسها خود را
حور را بیشك با نوی سرائ بینی

سر اگر در ره محبوب حقیقی بازی
پای خود را به یقین فوق سمای بینی

چشم جانت چو ازان نوز شود پرتو گر
پرتوِ نور خدا را همه جای بینی

واقف از مشربِ رندان چو شوی سر تا پای
خویش را زود ترین بی سرپای بینی

بیدلت فضل بلاغت نرساند بخدا
قرب آن شاهد باقی به فنای بینی

﴿4﴾

ای چست به بحث قیل و قالی
وای است به فکر و ضبط حالی

در مسئله نحو و فقه چالاك
وز منطق محو و فقر لالی

نفس تو بهر کسی که بیند
گر دید معارضه سگالی

اندیش جواب آنچه فردا
سازند ترا ازو سوالی

بی معرفتِ حقیقتِ خویش
مانی ابداً تو در وبالی

در نیستی است جمله راحت
ور هستی سر بسر نکالی

پندار تو کرده است بیدل
محجوب ترا ازان جمالی

﴿5﴾

ای خشک خـــارجـی تــو عـدوِ پیـمبـری
چـون خـــالـــی از مـحبـت اولاد حیـدری

سـازی تــو بـر مـخـالف نـعـمـان هـزار لـکن
قـاتـل حسیـن را تــو مسـلـمـان بشـمـری

بـاز آئ زیـن تـعـصـب ای مــوذیِ رسـول
ورنـــه بـوقـت نـزع نـدامـت بسـی بـری

بـی حـب اهـل بیت چو عـمـرت بسر رسد
بـا بـد تـریـن خـاتـمـه از جسم بگـذری

بـایـد تـرا مـودت عتـرت بـجـان گـزیـد
هـم پـا بـه مـهـر اربـعـه خـلـفـا بیفشری

آن خسـروان دیـن کـه سـزاور رحـمـت انـد
بـر فـرق شـان رسیـد ز حـق تـاج رهـبـری

مـدحِ چهـــار و حُـــبّ دوازده مـده ز دســت
بیــدل تــو از خــروج هــم از رفـض شــو بـری

﴿6﴾

کثــرت ز وحــدت آمــد وحـدت بــه کثـرتـی
بــحــر و حبــاب بــاشــد معنــی و صـورتـی

بحــر و حبــاب گــرچـه بـه نام است مختلف
یک ذات یک وجــود بـــود در هـــویّتـــی

غیــب از بــرائ مــعـرفـتِ خـود شهـود کـرد
فــعــلِ حــکیـم خــالـی نبـود ز حـکـمتـی

آئیـنـــه هـــائ راســت تـعـدد مجــازیــه
وجـــهِ وجــود واحــد دان دلــرا حـقیـقتـی

فــرمـود پیــر طـایفــه صـوفیــه شــه جنید
تــوحیــد چیســت دور نـمـودن اضــافتــی

هر صورت است صورتِ محبوب لا شریك
وز هر دریچه یارم بنمود طلعتی

بیدل نزاع با که کنی شکوه از کدام
هان ای موحّد آخر بگذار شرکتی

﴿7﴾

بین که شد جلوه گر آن شاه به شانی عجبی
بود پنهان عجبی گشت عیانی عجبی

ظاهر و باطن موجود مدان جز به خدا
بی نشان کرد ظهوری به نشانی عجبی

من رآنی فرای الحق به کنایت فرمود
آن شه ابلغ بلغا به بیانی عجبی

گاه لا احصی گویند گهی انا احمد
کشف این راز شد ای دل به معانی عجبی

شــاه مــردان طــریــقــت بســلــونــی دم زد
بشــنــو ایــن رمــز الستــی ز زبــانــی عــجبــی

کــرد چــون بــمــت حــلاج انــا الحـق آغــاز
شــد هــویــدا بــه جهــان سر نهــانی عجبی

نیســت بیدل بــه یقیـن فـرق میـان ذات صفـات
دارد ایــن رنگ بــه بیــرنگ قــرانــی عــجبــی

﴿8﴾

دی بــه بــزم آمــد آن شــوخ بــه نــازی عــجبی
او بــه نــزی عــجبــی دل بــه نیــازی عــجبــی

نیســت مــمکــن کــه زبان شرح دهد آنچه برفت
درمیـــــان دل و آن دلبــــر رازی عـــجبـــی

مــانــی قــدرت کــامــل بــه نگــارستان صنــع
نــکشیده اسـت چــو ایـن نقـش طرازی عجبی

زاهدا نیك نظر کن به درونم بنگر
وجد و حالت عجبی سوز گدازی عجبی

هست صنعان به جهان پیر طریقت رندان
کو حقیقت عجبی داشت و مجازی عجبی

حاجی بیت حرم گو که نپوید پی ما
جملِ عشق رود راه حجازی عجبی

بیدل اندر دو جهان بندهٔ حسن است که یافت
بادشاهی عجبی بنده نوازی عجبی

﴿9﴾

ایا که برزخ زیبا نگار مفتونی
خبر بده که درین راه پُر خطر چونی

اگر ترا است یقینی که حسن مظهر اوست
طلب نما ز خدا در محبت افزونی

وگر ترا به دل اُفتد تفکرات ضلال
گریز زان سو رو سوئ عشق بیچونی

دگر بگوئی که حال تو چیست در عشقش
به وصل خورمی و یا ز هجر محزونی

اگر ترا است غمی خفیه دار کوشش کن
چو سالکان طریقت درون نه بیرونی

به بند لب به مراقبه نشین ذکر بکن
که حل گردد مشکل بعون ذی العونی

خبر فرست به بیدل ز حال خود ای دوست
که گرچه دوری از تن به جان مقرونی

﴿10﴾

ای دل از ذوق جــــان چــــرا دوری
از وصــــالِ کــــمــــال مهـــجـــوری

شــد فــرامــوش لا مــکـــان از تــو
کـــه بــه جــامِ مــکـــان مــخــموری

عــرش زیــرِ قــدم بــنـــه یــکـبــار
زیـــر گـــردون چـــرا تـــو مستـــوری

در حــقـیـقــت خبـرت خــدای نیســت
دان کـــه تـــو نــاظــری و مــنــظــوری

گـــه بــه مــوســی کــلام سـنـج شــوی
گـــه فـــروزنــده شــمــع بــر طــوری

زهــد خشــکــت نــه بخشــد آخــر ذوق
مســت شــو از شـــراب مــنـصــوری

کـــی شـــوی راه رو بـــــه مـــلك قِـدم
تـــو کـــــه دائـــم حـــدوث دستـــوری

بســکــــه از مـــرگ نـــخـــوتِ شیـــخـــی
جـــان بـــه لـــب مـــانـده سخـت رنجوری

نـــور حـــق بـــا تـــو هـــم نـفـــس گـــردیـد
از چـــه نـــاظـــر نــــه ای مـگـــر کـــوری

نبـــری ره بـــــه عـــالـــمِ تـــنـــزیــــه
کـــــه بـــــه مـــلكِ مثـــال مســــروری

افـــــلا تبـــصـــرون ایـــزد گـــفـــت
چشـــم وا کـــن کــــه ســر بســر نـــوری

ثـــم وجـــــه الـــلهْـــت بـفـــرمـــودنـــد
تـــو بـــــه پـــنـــدار جســـم مـغـــروری

عشـــق ورزی شـــعــــار رنـــدان اســـت
زاهـــدا رو چـــرا کــــــه مـــعـــذوری

بیدلـــت وعــظ مـــن چـــه ســـود دهــد
گـــوش بـــر نـــغـــمــــه هـــای طــنبـوری

﴿11﴾

تـــرا ســـزد کـــه انیـــس نهـــان مـــن بـــاشـــی
بـــه حســـن خـــلـــق رفیـق عیـــان مـــن بـــاشـــی

چو حـال جـان مـن خستـه از تـو مخفی نیست
ســزد کـــه راحـــت بخشـای جـان مـن باشی

مـرا ز هجـر تـو هر لحظـه حـالتی دگـر است
ســـزد کـــه مـــحــرم حـــال نهـــان مـــن بـــاشـــی

دریـــن ســـرای فـــنـــا هـــمـــدمِ اسیـــران بـــاش
چـه سـود کـز پـس حسـرت کُنـان من بـاشی

هـــزار خـــار خـلیـده اســت جـــان بیـدل را
بـدیـن رجـا کـــه گـلِ بـوسـتـان مـن بـاشی

﴿12﴾

ای دل بـــه هـوس لائــق دیـدار نبـــاشـــی
تـــا سـر نـــه دهـــی واقفِ اسـرار نبـــاشـی

تـــا ســاغـر وحـدت نـدهـد سـاقـی عشـقـت
مـــنـصـور صـفـت بی سر و دسـتـار نبـاشـی

تـــا صبـح تـجـلـــی نـدمـد ز افـق عـنـایـت
زان مـهــر بـقـــا مـطـلـع انـوار نبـــاشـــی

تـــا صـیـقـل هــمـت نبـرد زنگ هـوس را
آئیـنـــــه حسـنِ رخ دلـدار نبـــاشـــی

تـــا جـــام هـوا را نـکـنـی خـورده چو حلّاج
سـر مسـت چـو شـمـس الحق عطار نباشـی

تـقـلـیـد تـو تـا رنگ تـحـقـق نـپـذیـرد
پیـوسـتـــه مـقـــابـل بـمـه رخِ یـار نبـــاشـــی

تـا صـحبـت مـردان نـکـنـی گـوش بـه صدیق
از خــوابــگــه غــفـلـت بیـدار نبـاشـی

تـا خـدمـت خـاصـان ننمـائ بـه ارادت
بیـدل قــطـعــاً رستـه ز پـنـدار نبـاشـی

﴿13﴾

ای رخ روشـن تـو غیـرت شـمـس و قـمـری
زلف مشـکین تـو خـجلـت ده عنبر و عطری

گـه کـنـم صـورت والشـمـس مطالعـه ز رخت
گـه بـه و الـلیـل سرِ زلف تـو سـازم نـظری

تـاج لـولاك بـه فرقِ تـو همی زیبد زانـکـه
نیسـت شـائستـهٔ این تـاج سِری هیچ سری

عشـقـم از زاویـه اجسـام بدر خـواهـد کـرد
گـر تـو سـازی بـه سـرا پردهٔ جـانهـا گـزری

گرچه مورچه ایم و تو سلیمان زمان
شاه را باشد بر حال ضعیفان نظری

دارم امید که یك جرعه ز جامِ تو کشم
بخدا در سر من نیست هوائ دگری

صلِّ یا رب علیٰ من اهواه قلبی
گل احیان چه گر در سفری ور حضری

عشق ورزیدم دانم به یقین کین سودا
منفعت آخر کارم بدهدنی ضرری

درهمه هفت صدف سفلی نه هجر غُلا
نیست هم جنس برنگ آب تو روشن گهری

صورتِ پاك تو از معنی پاکیزه تر است
عالمِ نور ز انوار تو شد بهره وری

وصف بشری به تو نیست چه بود ترك صفت
نور پاکی و منزّه ز تشبهٔ بشری

از رخِ مـــرأتِ انـــوار جـــمـــالِ ظـــاهـــر
پـرتـو از حسن حقـائـق تـو شـده جلوه گـری

ورنـــه میـــلِ دل عشّـــاق نبـــاشـد هـر گــز
ســوی ایــن عـــالــم تـصـویـر کـدورت اثـری

جـــان بیـدل کـــه تپـــان اســت پئـی دیـدن تـو
رخ نـــمـــا و بـــرهـــانـــش ز تـعشّـق صـوری

﴿14﴾

ای کـــه هـر دم میـکـنـی الفت بـه غین و یاوری
چـنـد داری ایـن دلِ بیتـاب را در تـا و پـی[تپ]

کـو بـه کـوی شهـر تـا صحـرا معطر میشود
گـر کشـایٔ عقدۀ مشکین ز زا و لام و فی[زلف]

تـا نهـان گشته اسـت از چشمم تصور روشنت
میکـنـم هر دم نظر با چشم را و واو و حی[روح]

ماه و خورشید از تلالو جلوه ات مخفی شوند
گر بر اندازی تو یک ساعت نقاب از را وخی[رخ]

بیدل از عشقِ تو شد سر گشته و مضطر و لیک
از خدا خواهد که باشی میم و فا و را و حی[مفرح]

﴾15﴿

سریست نه قصهٔ علم لدنی
درّیست ولی نه آنکه عدنی

رمزی ز موّحدان زند سر
بی منّت اجتهاد ذِهنی

از شیر خدا عرفت ربی
ظاهر شده بی کلام بدنی

سبحانی گفته شاه بسطام
از نشهٔ باده فیک زِدُنی

آن تـــاج مهـــان بـــه ســلك سـفتــه
دُرِّ الْاولیـــــــــاءُ مـــــنــــــــی

مــنـصـور بـــه نـغـمـــه مــی سـرایـد
انـــا حـــق بـجــز از ربـــاب دهـنـــی

عــــطــــار ز وجــد مـــن خـدایـــم
فـــرمـــوده و شـمــــس قـم بـــاذنـــی

بیـــدل بـــرو از خـــود و بـــخـــود آئ
بـنـگـــر کـــه تـو خـود اویـــس قـرنـــی

﴿16﴾

ای کـه برقع صـورت از رخسـار جان انداختی
ســود عیـش عـاشقـان را در زیـان انـداختـی

دل نشـان جـویـد ز تـصـویـر تـو در عـالم ظهور
تـو سـکـونـت خـود بـملكِ بی نشـان انداختی

بـزم مـا بـی نـور مـاند از غیبتِ شمع رخـت
طـرح عشـرت تـا بـه اوج لا مـکان انداختی

برق سا در چشم مـن رخشیدی و رفتی شتاب
شـور مـحشر در دلِ حسرت کُنان انداختی

از کـه پـرسم راه جـولانگـاه تو ای جانفزای
تـا رسـم آنـجا کـه مسکن خود در آن انداختی

صیـدِ دام عشـق مـن گشتی و بـرمیدی زمـن
تیر عیشم ز استقـامـت چـون کمان انداختی

چنـد روز از شـرف وصلـت بود بیدل تـاجدار
بـاقـي عـمـرش بـه چـاهِ امتحـان انداختی

﴿17﴾

عـلـی اسـت بـرزخ ذات و صـفـات یـزدانی
حسـن بـه بـزم شهـود است شمع نـورانی

حسیـن مشـرق وحـدت وجـود را خـورشید
وجـود زیـن الـعبـاد نـور سبـحـانـی

شد از محمد باقر فتوح باب لدُن
عیان ز جعفر صادق رموز پنهانی

به طور رشدت موسیٰ است شجرهٔ توحید
علی رضا است سراپای فیض ربّانی

ظهور ذات محمد تقی است مظهر نور
علو شان علی نقی است اعلانی

حصول حب حسن عسکری عطا است عظیم
در محمد مهدی است گنج عرفانی
طلب ز چار علی سه محمد ودو حسن
حسین و جعفر و موسیٰ مدد چو درمانی

بدین دوازده برج فلك قِدم یارب
ضیای دل ز کسوفِ حدوث برهانی

زده است بیدل دستِ طلب به دامن شان
به بوئ آنکه به بخشند ذوق وجدانی

﴿18﴾

ز طوفانِ حوادث گر امان و امن میخواهی
در آ در کشتی حب و تولّای شهنشاهی

شهنشاهی که فرد عظمت و اجلال و اقبالش
هویدائیست پیدائیست از مهتاب تا ماهی

نه تنها قمع خیبر کرد بازویش که بر کنده
هزاران قلعهٔ پندار نیروئی یداللهی

نه فحوائ سلونی می توان فهمید کش یزدان
ز هر چیزی که در غیب است بخشیده است آگاهی

چه جای کشف کز ارشاد او هر طالب عرفان
به هاهوتِ هدا ره برد از ناسوت گمراهی

زهی رهبر که رمزِ من عرف چون سر زد از نطقش
ده دور و دراز جان نهاده رو به کوتاهی

بـه یك تـلـقیـن ز کثـرت تـا بـه وحـدت رهـنـمـائی کـرد
و گــرنـــه هســت زیـن تـــا آن مـــنـــازل غیـر متنـاهـی

ظهـــورِ ذات والایـــــش بـــه یك جـلـــوه بهـم بـــرزد
شـــبِ تـــارِ ضـــلالـــت را چـو انـوارِ ســحــر گـــاهـی

بـعـــالـــم پـــاك مـــاهـــر ســـازدت لـفـظِ ازل بیـدل
چـــو بـــا صـــدق و اردارت ســـاجـدِ آن خـــاك درگـــاهـی

﴿19﴾

چه شور افتاد در عالم که شد عالم خراب از وی
سیه شُد هم چو روئ دیگ قرصِ آفتاب از وی

مـگـر بـر سبط پیغمبر ز محنت آتشی افروخت
کــه چشـمِ انبیـا و اولیـا مـی ریـزد آب از وی

تـاسف میکـنـد ختـم الـرسـل زین واقعهٔ جانکاه
دلِ حیـدر جگر زهر است بی آتش کباب از وی

چه طوفان بلا سرزد ز دستِ کربلا امروز
که کشتی عیش شد غرقاب گرداب اضطراب از وی

کسی کو خون ناحق ریخت فرزندِ پیمبر را
چه خواهد مصطفی را گفت در محشر جواب از وی

هرآن کو هتك حرمت اهلِ بیت طاهره کرده است
جزا داده شود آن مرتدی وقتِ حساب از وی

یزید و قوم آن ملعون نگونسار اوفتد در نار
بتول پارسا چون شکوه سازد در جناب ازوی

سخن را بند کن بیدل که می بارند مشتاقان
به جای آب چون باران ز دیده خون ناب از وی

﴿20﴾

ای که رایت دعوی افراشتی
خویش را از واصلان انگاشتی

میزنی لافِ حصولِ قرب من
عشق ما آسان مگر پنداشتی

پاکبازان صیقل جان کرده اند
تو چرا آئینه به زنگ انباشتی

خارها کاریده گلها ندروی
بدروی آخر هر آنچه کاشتی

پیش ما کاه از رهِ مهر و وفا
تحفهٔ شائسته بگماشتی

درد محنت عشق را نا دیده رو
از چه امیدِ وصالم داشتی

بیدل از شیخی گسل رندی گزین
چون تو بارِ عاشقی برداشتی

﴿21﴾

دلا در ورطهٔ حیرت چرا چندین تو درمانی
درآ با صد امید از در جنابِ شاه جیلانی

شهِ شاهان محی الدین که از یمنِ نظر پاکش
هزاران مشکل اندر لحظ حل گردد به آسانی

اغثنـی یـا غیـاث الـمستغیثین یـاورِ مـا شـو
بـجـز لطفت نخواهد شد خلاصم زین پریشانی

تـنِ نـازک نـگـارم را ز سقـم و عـلتی بـرهان
خـدا را زود تـر غـورم بـکـن یـا غوث صمدانـی

بـه آب و رنگ رحـمـت بشگفان گل چهرهٔ او را
تـوئ قـادر درخـتِ خشك را سـر سبـز گردانی

جـنابِ عالیت ملجائ و ماوئ ما مساکین است
نبـاشـد مـر تـرا کـس در نـوازش بیکسـان ثـانی

بـه انگشـتِ کـرم بـه کشـائ میران عقدهٔ ما را
مـریـدِ تست بیدل تـو مـددگـارِ مریدانـی

﴿22﴾

هـر کـه او شـد غـریـق اسـراری
او چـه دانـد طـریـق اظهـاری

پـائ عـقـلـم بـه خـواب رفتـه ز عشـق
چـون شـوم ره نـورد اشـعـاری

بیخودانه است آنچه سر زده است
رمز توحید و راز دلداری

آنکه از اختیار بیرون است
نیست تکلیف را سزاواری

شرع گر خود سیاستی دارد
نتوان گشت مانع این کاری

شیخ منصور از انا الحق یافت
رتبهٔ معراج بر سرِ داری

بیدل از میکشانِ وجد شنو
من خدایم چو شیخ عطاری

﴿23﴾

تا قانع از عشق به افسانه بمانی
ز لذت محویت بیگانه بمانی

در حلقهٔ دیوانگیت بار نه بخشند
تا مختلط مردم فرزانه بمانی

باشد که دری بر دلت از غیب کشایند
گر منتظرِ جلوهٔ مستانه بمانی

ای منزل سلمی شوی آخر به کس آباد
یا تا به ابد چون ده ویرانه بمانی

روزی شود این بیت الاحزان گلستان
بیدل تو اگر در غمِ جانانه بمانی

﴿24﴾

تاریخِ وصال حضرت غوث بهاء الحق قدس سره

دلا ز کج روی چرخ گر تو وا مانی
در آ به صدق به درگاه غوث ملتانی

زهی کریم رشید الانام شیخ جلیل
که نم بیم بکند متحد بسلطانی

جهان جهان است مریدان درگهش در وجد
زمان زمان بدهد جام باده عرفانی

ز بندگان جنابش یکی بگنجاند
در آفتابه دریای را به اعلانی

ازان سبب شده اسم اشرفش بهاء الحق
که کرد دلِ طالبان نورانی

سنِ وقوع وفاتش به رمز هاهوت (۱۲۲۶ھ) است
که در هویّت میداشت قرب یزدانی

فتاده بیدل مسکین ز پا أغث یا غوث
بود که بنده را سرافراز گردانی

﴿25﴾

ای که در عرصهٔ توحید بخود می پوئ
شرم بادت که همه کوئ جنگی جوئ

چون مشامِ دلت از نتن دوی آگنده است
نکهت از نافهٔ گل وحدت کمتر بوئ

دل ز الـــواث تــوّهــم نــکــنــی یــکــدم پــاك
دســـت و پـــا دہــن و روئ دمـــادم شــوئ

دیـــدنِ جـــلـــوۂ الّا طـــلـــب از آئیـــنـــه
لارفع حجـبِ تـو شـد گـر چه درون صد توئ

گـــر شـــوی بهـــره وراز قـــرب نـــوافـــل بیـــدل
رمـــز بـــی یـــنـــطق فهـــمی و انـــا الحق گوئ

﴿26﴾

یـــا رب از عشـــقِ دوئ ســوز بـــه بـخشـــا اثری
تـــا شـــوم یك نـــفـــس از جان جهان بیـخبری

خـــرمـــنِ هستـــی مـــا سوز بـــه بـــرقِ وجدان
شـــمـــع افســره مـــن افروختـــه کـن زان شرری

آنـــچـــنـــان ســـاز مـــرا مســت ز جـــامِ وحـدت
کـــز دو بیـــنـــی نفتـد دل بـکشـاکـــش خـطری

این غشاوه که حجاب است بصیرت جان را
سوز داره نور جمالِ تو شود جلوه گری

دیده ای ده که ز دیدار تو گردد فائز
ورنه بی دین روی تو چه سود از بصری

از حقائق اشیا ساز کماهی آگاه
تا نیاید بجز از ذات تو ام در نظری

هیچگاهم مکن از نور مشاهده محجوب
گر تجلّی بکنی ور بشوی مستتری

ساز زنجیر من از زلف مطوّل خوبان
تا شود قصهٔ طولِ المم مختصری

محو کن فکرت بیدل به شهودِ توحید
تا شود خاطرش آزاد ز نفع و ضرری

﴿27﴾

دلِ دیوانه شد ای سلسلِ گیسو مددی
جان ز غم خسته شد ای غمزهٔ جادو مددی

بسکه زین فکر سرم بر سرِ زانو ست مدام
پشت من گشته دوتا ای خم ابرو مددی

در شبِ تیره فراقِ تو به جز شمع رخت
دل به جان آمد ای دلبر مه رو مددی

تلخی شربت هجر تو مرا زار بکشت
آخر ای شاهد شیرین لب خوش خو مددی

بست ره بیدل از شش جهت ایهام دوئ
ای تجلی گر توحید ز هر سو مددی

﴿28﴾

گر به تفسیر و حدیث و فقه علامه شوی
گویدت عالم ز هر سو مرحبا یا مولی

این همه خوب است لیکن خوب تر باشد اگر
همتی سازی و سوئ لا مکان بی پا دوی

طعمهٔ منقول و معقول است بهر نفس بس
بی غذائ فکر وحدت جا ن نمی گردد قوی

گر شوی شاعر بگوئ چند مضمون لطیف
سالکی شو تا شوی واقف ز سرّ معنوی

بی فنائ خود نه بینی جلوهٔ وحدت وجود
گر چه میخوانی فتوحات و فصوص و مثنوی

جهد کن بر شو ز لوحِ دل سوادِ علم و عقل
تا به راهِ مستقیم عشق باشی مستوی

این تنِ کهنه چو نعلین در گذار و چون کلیم
رو به طورِ معرفت بیدل که تا یابی نوی

﴿29﴾

ای فلان تو فی الحقیقه گبر و مومن نیستی
ذات بیچونی و در قیدِ تو و من نیستی

غرقهٔ دریای ماهیت شو و از دست ده
بید و قرآن را که قاضی و برهمن نیستی

خویش را پنداشتی جسم و نگشتی مطلع
از حقیقت خود که معنی را تو موقن نیستی

لا و الّا الله اقرار زبانت شد ولی
نیست تصدیقت چو از تشکیك ایمن نیستی

هست ذاتِ بی نشان پیدا به شکل هر چه هست
معتقد شو گرچه خود از اهلِ باطن نیستی

نیست بی جا ای فلان بستن خیال اتحاد
نور بخشندت اگرچه دیده روشن نیستی

گر شوی خو گیر با فکر تنزّه روز چند
روشنت گردد شبی بیدل که تو تن نیستی

﴿30﴾

کس نیست بدین حسن و صفائ که تو داری
کس نیست بدین ناز و ادائ که تو داری

خوبان همه مه طلعت خورشید جبین اند
کس نیست بدین مهر و وفائ که تو داری

بر عاشق جان داده بریز آب حیاتی
زان لعل لبِ روح فزائ که تو داری

ای عشق بیا گرچه ز تو جان به لبم من
با من بده آن جام بلائ که تو داری

ای شیخ بنوش از می رندانه دو سه جام
از بر بکش این خرقه ریائ که تو داری

آتش به خودی در زن شو خاك رهِ عشق
بر باد ده این عُجب و هوائ که تو داری

بیدل مکن از یار نهان درد دل خویش
کن عرض برو رنج و عنائ که تو داری

﴿31﴾

ای به حدیقه کون و نشا گه سرو گهی گل گه سمنی
گه به لباس بلبل شیدا شیفتهٔ گل در چمنی

گه به کمال ناز به گوئ دیدن ما ممکن نبود
گه به نیازی باشی نغمه گر ارنی ارنی

گاه بلا میم از تو زند سر بهر تسلی مبتدیان
گاه به وجدِ حالت شاهی کوس انا الحق فاش زنی

گاه چو عطار از دم وحدت عطر فشانی در عالم

گاه چو شمس الحق شوی تو شهره بآوازِ اذنی

گاه چو نعمان خود را سازی مفتی احکام سنت

گاه چو بسطامی به لب آری سر نهان رمز لدنی

هذا ربی گاه بگوئ گاه کنی از شرك کنار

هم بتی وهم بتگری و هم روبه بت وهم بت شکنی

احمد و مرسل نام نهاده فتح نمای شام و عراق

ملك قلوب از نشر خزاین مغرقی معمور کنی

مخمور و هوشیار توئ و تسبیح و زنّار توئ

بهر مسلمانان قرآن و بید برای برهمنی

بیدل حیران شد که ز هر سو ذات تو گشته جلوه گری

هم عربی و هم عجمی و هم مکی و هم مدنی

قصیدہ

علی المرتضیٰ اخُ النبی
فحسن المجتبیٰ ابنُ الولی

ذبیح اللہ حمالُ البلایا
فسجادٌ مسمیٌّ بالعلی

محمدن المبارک باقر العلم
نمسک بالصراط الجعفری

فموسیٰ کاظم ثم ابنہٗ ھو
علیّ والملقب بالرضیّ

مناقب صاحب التقوی کثیر
ولا تحصیٰ کرامات النقی

نصدق عسکریا بعد انی
بمهدی الکریم بمقتدی

سید رکنا بحرمته اهلبیت
الٰہُ النّاسِ باللطف الخفی

ای سرور خیل انبیائ
لولاك به شان تو سزائ

با پرچم فرخ لَعَمرُكَ
در فوج تو می سزد لوائ

واللیل سواد گیسوانت
والشمس ز روئ تو ضیائ

فَضَّلنَا بَعضُهم عَلیٰ بَعضٍ
هر کس بتو دارد اقتدائ

فأزلّهما است قصه آدم
اسلم بیَدِی ترا عطائ

وسوس لهما بعالم پاک
بر خاک بخیر رهنمائ

شرح صدری کلیم گوید
نشرح صدرک ترا خدائ

ووضعنا عنک وزرک گفت
اسریٰ به تو شد طرح زدائ

ورفعنا ذکرک اتحاد ست
احمد احد ست بی ریائ

ولسوف به تست وعدهٔ خاص
ترضیٰ است ترا فرح فزائ

اکملت لکم کلاه عزت
اتممت علیکمت قبائ

ز آئینه دنیٰ رخ تدلّیٰ
دیدی به بصیرت و صفائ

چشم سر تو به بزم مازاغ

چو دیدهٔ دل کند لقائ

در خلوت خاص قاب قوسین

اوسع ز همه تراست جائ

او ادنیٰ رتبه عالی تو

ای مظهر نور کبریائ

در دیدهٔ طالبان دیدار

خاکِ قدمِ تو توتیائ

حکمِ تو نموده اند تحریر

بر لوح جبین هر قضائ

خلقَ تو نه بسته آب و خاک است

نور است ز فرق تا بپائ

شد حکمِ که اسجدوا لآدم

ز آدم چو شدی تو رخ نمائ

شد هر که حقیقت تو نشناخت
با عارض لعن مبتلائ

در صلب ابو البشر چو بودی
شد وصل تو اش گره کشائ

آئینه حالت صفی را
با تاب علیه شد جلائ

از یمن رفاقت تو بر نوح
اِهبِط بسلام شد ندائ

شد خلعت خلت از طفیلت
بخشش به خلیل مقتدائ

بُد نور تو همدمش که بر نار
کُونی برداً زده صدائ

از شرف نبوّتت فَدَیْنَاهُ
در شان ذبیح مهتدائ

یعقوب که داده دل به یوسف
خورشید توئ و او سهائ

در غیبت آفتاب رخشان
سازند به کوکب اکتفائ

چون صبح نشان دهد ز خورشید
دارند ز اختران غنائ

از مهر تو بهره یافت یوسف
قد أُعطی شطر ذرّه سائ

اخوانش ازین سبب نمودند
با آثرك اللهش ثنائ

موسیٰ ز جمال انورِ تو
دیدی اشعه نور دلکشائ

مستغرق بحر حیرت آمد
گم کرد ز ذوق دست و پائ

با شوق مسیح مژده گوئ است
از مقدم چون تو جان فزائ

بر چارم آسمان رساندش
لطفِ تو ز دامگه بلائ

با سلف و خلف رسید لا ریب
از خوان نوال تو نوائ

سلف از تو بعزت و کرامت
خلف از تو به رونق بُهائ

بودی تو نبود آن زمانی
معمورهٔ عرش را بنائ

آدم خلف و خلیفهٔ تست
تو نوری واو ز طین و مائ

فردا همه انبیا و مُرسل
خلفِ تو کنند اقتفائ

آرند بـــه عتبـــۀ جـــلالـــت

کـــرام انـــام التـــجـــائ

جـز تـو کــه بـود شـفیـع عـصّـات

در وقـــت وقـــوع وای وائ

اشـفـع تشـفـع رسـد خـطـابـت

سـل تُـعـط بـحسـب مـقتـضـائ

از جـام شـفـاعتـی تـو نـوشـد

هـر مُـجـرم شـربـتِ شـفـائ

ای اجـود خـانـدان آدم

لا شك نـظـرِ تـو کیـمیـائ

از تـو بـه هـویـت آرمیـده

ارواح تـمـام اولیـائ

کـآئیـنـه دل بـه صیـقـل عشـق

سـازد کـرم تـو مـنـجـلائ

در زندگی و ممات و محشر
جان باد به وحدت آشنائ

با صدق و نیاز می فرستد
بیدل به جناب تو دعائ

﴿33﴾

ای آنکه رخِ خویش بهر رنگ نمائ
بیچون و چرا با همه این چون و چرائ

ذاتِ تو مبّرا از حلول است و لیکن
از هر چه که شد جلوه نما چهره کُشائ

تو عین وجود منی ای مردمکِ چشم
غم نیست اگر در نظرِ دیده نیائ

توحید تو نگذاشت دگر را به وجودی
پیدا و نهان عین وجود الاشیائ

انا ربّکم الاعلیٰ گوئ به جلالت
موسیٰ ید بیضائ و ثعبان عصائ

آتش بفروزی و کنی آتش گلزار
پوشیده بهر مجلس صد گونه قبائ

ذاتی و صفاتی و معانی و هیاکل
غیبی و شهودی و خلائ و ملائ

تصویر مصور توئ و حاضر هر جا
فوق العرش و زیب زمین تحت ثرائ

هم انجم افلاکی ہم دانش ادراکی
هم بادی و هم خاکی هم سرّ بقائ

قانون شرع را بنوا آری گاهی
گاهی بعیان نغمه انا الحق بسرائ

صوفی و صفا کیشی هم بیدل درویش
در جلوه حسن از دل آرام ربائ



رباعی اول

فقیر عبد القادر که صوفی و حنفی است
فگند طرح سکونت به قصبهٔ لُهری
به یك هزار دو صد شصت پنج[۱۲۶۵ھ] کرد رقم
سطور چند به ترتیب نغز نظم دری

رباعی دوم

آن مخلص غلام محمد چو زین جهان
با جان شتافته به سوئ ملك سرمدی
کردم سوال سال وصالش ز عقل گفت
جاوید حاضر به جناب احمدی

رباعی سوم

اسرار وجودی نشود بر تو عیانی
تا یکسر موئ است ز هستی به میانی
جز گم شدنی کس نشود محرم این راز
گر خود همه عمری کند از عشق بیانی

رباعی چهارم

بگفتم تا بکی برمن تو این محنت روا داری

دلم را در کمندِ فرقت خود مبتلا داری

دلِ رنجیده مادانسته گفت آن نازنین عیّار

ملامت نیست بر ما چو ن تو عشق نارسا داری

رباعی پنجم

فصیح گنگ شود گر کند تماشائ

جمال شاهد شیرین کلام رعنائ

چه سحر ها است که آن چشم جادوانه را است

که دل به نیم کرشمش بگشت شیدائ

رباعی ششم

یاد بادت که شب و روز قرینم بودی

در رهِ عشق وفا یار معینم بودی

لطف حق در حرمِ وصل خودت بار دهد

که به وصلت طربِ جان حزینم بودی

رباعی ہفتم

شکری که طلب نصیب کردی
جان را به غمت قریب کردی
من لائق این نبودم امّا
تو عطیه برین غریب کردی

رباعی ہشتم

ای عشق ترا نازم تو حاضر هر جائ
هم شیرین و فرهادی و هم مجنون و لیلائ
بر مسند شیخانه تو مُفتی فرزانه
هم بیخود دیوانه سر گشتهٔ به صحرائ

قطعه

الٰهی بحرمت نبيٍ مكي
و زهرا بتول و مولا علي
و تعظيمِ حسنٍ صبورٍ وفي
و رفعة حسينٍ شهيدٍ زكي
أَعِنِيُ و هَب لی بقلبٍ صفي
علیٰ حبّ وجهك بلطفٍ خفي

فرد اول

دعویٰ عشق تو آنگاه به اثبات رسد

کاشک خون و آه جگر سوز گواهی آری

فرد دوم

گر در معارضات برون چابکی چه شد

مردانگی است گر ز مناقش درونِ رهی

فرد سوم

عین الیقین چو جلوهٔ وحدت وجود دید

هژده هزار عالم شد بی گمان بکی



